

سائری و حشمت

بقلم



NEW ERA MAGAZINE

Novel & Award / Articles / Books / Poetry / Interviews

کوئل اعوان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

راز و حشت

از کومل اعوان

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔)

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

الرَّحْمَۃُ اللّٰہِ بَیِّنٰتٍ

اسلام و علیکم

اللہ جی مجھے بچالیں __ دیکھو میرے پاس مت آنا پلیز دور رہو مجھ " سے __ اللہ جی مجھے بچالیں مجھے __ نہیں مجھے ہاتھ مت لگانا نہ نہیں __ کہاں ہیں سب __ دور دور رہو مجھ سے خدارا مجھے ہاتھ مت لگاؤ "

وہ جو کوئی بھی تھی مسلسل رو رہی تھی چیخ رہی تھی اپنے رب کو پکار رہی تھی اور وہ سامنے کھڑا انسانی کھال میں موجود حیوان آنکھوں میں غلاظت لئیے اس کے پاس آ رہا تھا

اللہ میاں بچالیں مجھے __ پلیز میری مدد کو بھیج دیں کوئی __ کوئی تو " __ بچالے مجھے __ اللہ جی پلیز مجھے رسوا نہ ہونے دیں

اب وہ اپنے رب سے مدد مانگ رہی تھی وہ اگے بڑھنے لگا اس نے __ اس کا دوپٹہ کھینچنے کے لئے ہاتھ بڑھایا

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا گہرے سانس لینے لگا۔۔۔ سپنے شرابور اس سردی میں بھی اسے گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ کمرے کی لائٹس پہلے ہی آن تھی وہ کبھی لائٹ آف کر کے نہیں سوتا تھا۔۔۔ پانچ سال ہو گئے تھے اسے رات سے وحشت ہوتی تھی۔۔۔ جب بھی سوتا تھا اسے یہی خواب آتے تھے۔۔۔ یہی خواب اس کی نیند حرام کرتے تھے۔۔۔ اس لڑکی کی چیخیں اسے سونے نہیں دیتی تھی۔۔۔ اس نے کمرے کی بقایا لائٹس چلائی اور پانی پینے لگا پورا جگ خالی کر دیا۔۔۔ وہ اٹھا اور کمرے سے ملحقہ بالکنی میں گیا لمبے لمبے سانس لینے لگا۔۔۔ ہر بار اس خواب کے بعد اس کا یہی حال ہوتا تھا اس لیے اس نے رات کو سونا چھوڑ دیا تھا۔۔۔ لیکن کب تک نہ سوتا آج تھکن کی وجہ سے اسے نیند آگئی تھی۔۔۔ اس خواب کے بعد اسے ایک چیز سکون دیتی تھی۔۔۔ دوسروں کو تکلیف دیتا تھا۔۔۔ ان کی چیخیں سن کر اسے خواب میں موجود لڑکی کی چیخیں بھولنے لگتا تھا۔۔۔ روم سے باہر نکلا اور گاڑی کی چابیاں اٹھا کر۔۔۔ گاڑی کی طرف بڑھا۔

آخر کون تھی وہ لڑکی ___ اس سے اس خواب کا تعلق کیا تھا ___ اسے
 نیند سے نفرت کیوں ہوگئی تھی ___ کیوں اسے وحشت ہوتی تھی رات
 ___ سے ___ آخر کیا تھا اس کا رازِ وحشت

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

چنچیں خون ہر طرف خوف پھیلا تھا اور وہ ڈیول ہم سیلف مزے سے
 اپنے سامنے لوگوں کو تڑپتہ دیکھ رہا تھا لوگوں کی چنچیں اسے سکون دیتی
 تھیں انہیں تڑپتہ دیکھ کر اسے تسکین ملتی تھی وہ اس وقت اپنے ٹارچر
 ہاؤس میں بیٹھا تھا اس کے سامنے دو لوگ کرسیوں پہ بندھے تھے
 جن کا چہرہ سیکھ کر لگتا تھا انہیں بہت بری طرح سے مارا گیا ہے اور
 اب وہ ٹائیگر بھا کے سامنے پیش کیئے گئے تھے جو اب اٹھا اور آہستہ
 آہستہ ان کی طرف بڑھ رہا تھا جیسے کوئی شہر اپنے شکار کی طعف بڑھتا
 ہے اب وہ ایک جگہ رکا جہاں اس کے ٹارچر کرنے کی تمام چیزیں
 موجود تھی اس نے ایک چھری اٹھائی اور ایک ہاتھ میں پلاس پکڑے
 ___ ان کی طرف بڑھا اور ان کے سامنے رکھی کرسی پہ بیٹھ گیا

اب بتاؤ میرا نام استعمال کر کے تم لوگوں نے کتنے لوگوں کو لوٹا"
ہے؟ اور ہاں سب سے ضروری بات کس نے کہا تھا میرا نام استعمال
"کرنے کو؟"

اس نے ان سے سرد لہجے میں سوال کیا برف کی طرح سرد لہجے سے
وہاں کھڑے تمام لوگوں کے جسم میں سنسنی دوڑ گئی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بھہمیں کسی نے نہیں کہا آپ قسم لے لیں"

وہ دونوں ایک ساتھ بولے انہیں اپنی موت سامنے نظر آرہی تھی

ٹائیگر نے ایک کا ہاتھ پکڑا اور اس کی چھوٹی انگلی پکڑ کر اسکا ناخن نکالا
ایک دل خراش چیخ اس کے منہ سے نکلی اب وہ آہستہ آہستہ اس کے

تمام ناخن اڈھیڑ رہا تھا دونوں ہاتھ پھر پاؤں پھر وہ دسرے کی طرف
 بڑھا اس نے وہی عمل اس کے ساتھ بھی دہرایا ان لوگوں کی چیخیں
 سن کر پیچھے کھڑا واجد آگے بڑھا اسے روکنے کے لئے اب وہ پچھتا رہا
 تھا ان لوگوں کے ملتے ہی انہیں شوٹ کر دیتا وہ اس اذیت سے بچ
 جاتے پھر اس کے ساتھ جو بھی کرتا کم از کم ایسا نہ کرتا

"بس کر ٹائیگر مرجائیں گے وہ لوگ۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
 Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

واجد نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا اور اس کا بازو پکڑ کر اسے
 وہاں سے اٹھایا

ٹائیگر نے اسے دیکھا اور پھر اس کے ہاتھ سے گن کے کر ان دونوں
 شوٹ کر دیا پھر وہ واجد کی طرف بڑھا واجد کو پل بھر کے لئے لگا وہ
 اسے بھی شوٹ کر دے گا لیکن اس نے گن والا ہاتھ اسے دے مارا

___ اور گن پھینکتا باہر کی طرف بڑھا

ان کی لاشوں کو لے جاؤ سب کو پتہ لگے میرا نام استعمال کر کے کام"
 کرنے کا نتیجہ اس سے بھی برا ہوگا اور واجد اب لڑکیوں کی طرح درد
 "___ سے کرہانا بند کر ورنہ تجھے یہیں چھوڑ جاؤں گا

اس نے پہلے اپنے ساتھیوں سے کہا پھر واجد سے کہا جو اپنا ناک پکڑے
 آنکھوں میں غصہ لئیے اسے دیکھ رہا تھا اس کی بات پہ وہ بڑا بڑاتا ہوا
 اس کے پیچھے گیا اس سے کوئی بعید نہیں تھی وہ اسے یہیں ٹارچر ہاوس
 میں ان لاشوں کے ساتھ بند کر کے چلا جاتا اور وہ دونوں چلے گئے اب
 ___ ٹائیگر بہتر محسوس کر رہا تھا

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

کچھ لوگ اس کا نام استعمال کر کے غیر قانونی اصلحہ ڈرگز اور چائیلڈ ٹریفیکنگ جیسے کاموں میں ملوث ہو رہے تھے جس کی وجہ سے پولیس اس کے پیچھے لگی ہوئی تھی لیکن اسے پرواہ پولیس کی نہ تھی اسے پرواہ تھی تو بس اس کے نام کی اس کا نام خراب ہو رہا تھا ورنہ ٹائیگر کے بارے میں لوگ اتنا تو جانتے تھے ٹائیگر جتنے بھی غلط کام کرے وہ کبھی عورتوں اور بچوں کو نہیں بیچتا تھا اتنا بھی برا نہیں تھا وہ جتنا اس کے بارے بتایا جاتا ہے

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

گاڑی سے ایک لڑکی اتری سفید رنگ کا سوٹ پہنے گلے میں دوپٹہ

پہنے بڑی ہلکے نیلے رنگ کی آنکھیں گھنی پلکیں اٹھی ہوئی ناک جس میں خوبصورت سی نوز رنگ پہنی ہوئی تھی دھودھ جیسی سفید رنگت ملائی جلد لمبے بال کھلے چھوڑ رکھے تھے کانچ کی گڑیا لگ رہی تھی کسی بات پہ ہنستی ہوئی اسے پتہ تھا اس کا حسن قیامت خیز تھا جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ سادہ ہی رہتی تھی لیکن وہ لاعلم تھی اس کی سادگی بھی ___ سامنے والے کی دنیا ہلا رہی تھی

ٹائنگر جو اس وقت ہوٹل سے نکل رہا تھا اس لڑکی کو دیکھ کر رکا جیسے اسکی پوری دنیا ہی تھم گئی اب وہ لڑکی سنگل پہ بھیک مانگنے والے بچوں کو تحفے دے رہی تھی اور پھر ان کے ساتھ وہیں بیٹھ گئی ایک چھوٹی بچی کو اپنی گود میں بٹھایا اور اس کے ہاتھ میں غبارے پکڑائے کسی بچے کی بات ہنستی ہوئی بہت خوبصورت لگ رہی تھی اس کے ساتھ اس کا گارڈ کھڑا تھا ٹائنگر اپنے ارد گرد سے بیگانہ اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا سمجھ نہیں آ رہا تھا اس کے کپڑوں کا رنگ زیادہ سفید ہے یا اس لڑکی

کا__

"__ چلیں بھا دیر ہو رہی ہے"

اس کے کسی ملازم نے کہا ٹائیگر ملازم کی آواز سے ہوش کی دنیا میں

واپس آئی__ ا



NEW ERA MAGAZINE.com
"!_ ہاں چلو"

سر جھٹکتا گاڑی میں بیٹھا وہ یہاں سے چلا تو گیا لیکن اپنا دل یہیں

__ چھوڑ گیا تھا

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

اس ڈرگ ڈیلر کا کیا بنا؟ بات ہوئی تمھاری؟ دیکھ مجھے یہ معاملہ جلدی"
 ختم کرنا ہے پتہ نہیں کتنے معصوم بچوں کو اس نے اس غلیظ کام میں
 " _ لگایا ہوا ہے



ہادی نے حدید سے پوچھا اسے غصہ آرہا تھا اتنے سے کام میں اتنی
 دیر کیوں لگ رہی تھی
 ہاں میری بات ہوئی ہے پر یار اتنی جلدی تو مجھ پہ بھروسہ کرنے"
 سے رہا جو مجھے بتا دے اپنے ٹھکانوں کا یا اس کے اوپر کون ہے آرام
 سے کام ہوتے ہیں ایسے اس نے مجھے کچھ مال دینا ہے آج جسے وہ
 یونیورسٹی اور ہاسٹل میں بچھوانا چاہتا ہے تم بولو تو آج ہی پکڑ لیں
 "اسے؟"

حدید نے کہا تو ہادی نے ہنکارا بھرا ہادی کی یہاں ٹرانسفر کو تین ماہ
 ___ ہو گئے تھے مگر اب تک کوئی ثبوت ہاتھ نہ لگا تھا

ہادی اور حدید ایک ڈرگ مافیا کے پیچھے تھے ___ جو ہماری نوجوان
 نسلوں کو برباد کرنا چاہتے تھے جن میں سب سے پہلا نام ٹائیگر کا

تھا ___
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹائیگر ہر غلط کام میں ملوث تھا چاہے ڈرگزر ہوں الیگل اسلحہ لانا خریدنا
 ہو یا پھر کسی کو مروانا ہو یہ کام ٹائیگر کے علاوہ کوئی اتنی صفائی سے
 نہیں کرتا تھا اپنے پیچھے ایک ثبوت بھی نہیں چھوڑتا تھا ہادی کو یقین
 ___ تھا یہ کام بھی ٹائیگر کا ہے

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

"نمل بی بی چلیں گھر صاحب کا فون آیا ہے"

بیچارہ ڈرائیور کب سے نمل سے کہہ رہا تھا لیکن وہ نمل ہی کیا جو کسی
 ___ کی بات مان لے

NEW ERA MAGAZINE.com
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھا چاچا چلتے ہیں نہ ابھی تو آئے ہیں ___ اور بابا سے کہیں آج تو"
 "___ میری برتھڈے ہے آج تو مجھے ان کے ساتھ دن گزارنے دیں

آج نمل کا برتھڈے تھا تین سالوں سے ہر سال وہ اپنا برتھڈے سگنل
 پہ بھیک مانگنے والے بچوں کے ساتھ منایا کرتی تھی پھر ایک اولڈ ایج
 ہوم جاتی تھی آج بھی اس نے ایسا ہی کیا تھا پر بابا ہمیشہ اسے شام

___ ہونے سے پہلے ہی واپس بلاتے تھے

بی بی ہادی صاحب کے گھر جانے سے پہلے جانا ہے ہم نے ___ آپ "
 " ___ کو تو وہ کچھ نہیں کہیں گے مجھے ڈانٹنے لگ جاتے

ڈرائیور نے بے بسی سے کہا تو نمل کو ہنسی آگئی ان کی شکل دیکھ کر ہر
 بار ایسا ہی ہوتا تھا جب سے ہادی کی ٹرانسفر ہوئی تھی رعز ہی نمل کی
 ___ وجہ سے عظیم چاچا) ڈرائیور (کو ڈانٹ پر جاتی تھی

اچھا چلیں چاچا آپ بھی نہ ___ ویسے آپ کو یاد ہے نہ میں بھائی سے "
 ناراض ہوں ___ یار حد ہے وہ میری برتھڈے کیسے بھول سکتے ہیں
 " ___ میری نمل افتخار کی برتھڈے بھول گئے ہیں وہ

نمل اپنے بھائی سے ناراض تھی اس کے بھائی نے اسے رات کو وش
 نہیں کیا تھا بقول نمل کے یہ بہت بڑا گناہ تھا بھلا نمل کی برتھڈے
 بھلانے والی بات ہوئی اب وہ بھی بات نہیں کرے گی بھائی سے ایسے تو
 ___ ایسے سہی

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX



افتخار احمد اور شازیہ بیگم کے دو بچے تھے ہادی اور نمل ہادی پولیس
 آفسر تھا اور نمل نے ابھی کالج کلتیر کیا تھا اور فلحال فارغ تھی اس کا
 آگے پڑھنے کا کوئی ارادہ بھی نہیں تھا نمل ہادی سے پانچ سال چھوٹی
 تھی خوبصورت سی اس کی آنکھیں ہلکے نیلے رنگ کی تھی ___ شازیہ
 بیگم کیونکہ پٹھان تھیں تو ان کی آنکھوں کا رنگ بھی ہلکا نیلا تھا نمل
 نے آنکھوں کا رنگ ان ہی سے لیا تھا ___ جبکہ ہادی کی آنکھیں ہلکی
 بھوری تھیں ___ اور سب کی لاڈلی بھی ہادی اسے گرم ہوا بھی نہیں

لگنے دیتا تھا اس کی آنکھ سے ایک آنسووں گرنے نہیں دیتا تھا کسی نے
 نمل کو تھورا بھی ڈانٹا تو ہادی ان سے لڑ پڑتا تھا ___ لیکن زندگی نمل
 ___ کے ساتھ پتہ نہیں کیا کرنے والی تھی

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپی کہاں ہیں آپ؟ آپی یار جواب دے دیں کہاں ہیں؟"

___ ٹائیگر پورے گھر میں اپنی بہن کو ڈھونڈ رہا تھا

یہاں ہوں میں اوپر ___ کیا ہو گیا ہے؟ اور کتنی بار کہا ہے بتا کر آیا"

___ "کرو میں تمہاری پسند کا کچھ بنواتی

___ ٹیرس سے آواز آئی

آپی بس بھول جاتا ہوں یار ہر بار __ اور رہی بات میری پسند کی تو"
 " __ آپ کو پتہ ہے نہ آپ کے ہاتھ کا بنا سب پسند ہے مجھے
 ٹائیگر نے کسی چھوٹے بچے کی طرح اپنی آپی سے کہا وہ تو جیسے اس کی
 __ اس ادا پہ نہال ہو گئی

اچھا میں بنا لیتی اپنے بھائی کے لیئے __ پہلے یہ بتاؤ کیسے یاد آئی آج"
 بہن کی؟" اور یہ بال دیکھو ذرا اپنے کیا کرتے ہو تم سارا دن جو بال
 __ بھی نہیں کٹوا سکتے

شازینہ نے نیچے آتے ہوئے کہا اور اس کے لمبے بالوں کو دیکھا جنہیں
 __ پونی میں قید کیا ہوا تھا

توہ آپی اتنی محنت سے یہ بڑے ہوئے ہیں __ ایسے ہی کٹوا دوں"

میں ___ بھا ہوں یہاں کا کٹے ہوئے بالوں میں کہاں سے بھا لگوں
 " ___ گا

___ ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ کچن میں چلا گیا

تم چھوڑ دو یہ سب اب ___ کتنی بار کہا ہے میری جان میرا سارا"
 " ___ دھیان تمہاری طرف ہوتا ہے کیا رکھا ہے اس سب میں

آپی نے آج پھر وہی موضوع چھیڑا شازینہ اس کے اس کام سے واقف
 تھیں اور اس ہر بار روکتی بھی تھی لیکن وہ ٹائیگر ہی کیا جو سن لے
 ___ کسی کی

آپی نے یہی بات کرنی ہے تو میں جاوں ___ آپ کو پتہ ہے میں"

نہیں چھوڑوں گا تو کیوں بولتی ہیں۔۔۔ جب تک میں چھوٹی کا بدلہ نہیں
 لے لیتا۔۔۔ اور میری فکر نہ کیا کریں مجھ تک پہنچنا آسان نہیں ہے
 "گڑیا کہاں ہے نظر نہیں آرہی؟"

۔۔۔ ٹائیگر نے بات ہی ختم کر دی اور اپنی نور کا پوچھا

یہیں ہو گی کہیں بیٹھی فون یوز کر رہی ہو گی۔۔۔ تمہیں منع بھی کیا"
 تھا اسے فون نہ لے کر دو مجال ہے جو تم زرنور کے معاملے میں کچھ
 سنو۔۔۔ نہ ٹھیک سے پڑھتی نہ کچھ اور اگر تھورا ڈانٹو تو کہتی ہے ماما کو
 "بتاتی ہوں میں

شازینہ نے نور کی شکایت لگائی لیکن وہ بھول گئی تھی۔۔۔ ٹائیگر اپنی گڑیا
 کو کچھ نہیں کہتا اب بھی ہنس دیا اور شازینہ بیچاری نے ماتھا پیٹا

___ دیکھا تھا

آپی کیا کوئی اتنا خوبصورت بھی ہو سکتا ہے؟ جسے دیکھ کر اپنا آپ "بھول جائے کوئی؟"

___ ٹائیگر سوچ میں ڈوبا بولا تو شازینہ نے ٹائیگر کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا اس کی آنکھیں چمک رہی تھی شازینہ کو لگا اس نے کسی اور کو دیکھ لیا ___ کیوں کہ ٹائیگر کم ہی مسکراتا تھا مسکراتے ہوئے اس کے دونوں گالوں میں ڈمپل پڑتے تھے جو اسے مزید وجہ بنا تے تھے ___ شازینہ نے دل میں اپنے بھائی کی مسکراہٹ سلامت رہنے کی دعا کی ___ اس کے دل سے دعا نکلی اس کا بھائی ہمیشہ مسکراتا رہے

کیا بات ہے ٹائیگر کس نے میرے بھائی کو اپنا آپ بھلانے پہ مجبور"

"کیا ہے؟"

شازینہ نے شرارت سے کہا تو ٹائیگر نے اسے گھورا

"__ استغفر اللہ!! آپی آپ بھی نہ میں تو ایسے ہی کہہ رہا تھا بس"

__ ٹائیگر نے کان کھجاتے ہوئے کہا

ایسے تو تم کوئی بات نہیں کرتے بتاؤ نہ کون ہے وہ میں آج ہی اس"

"__ کے گھر چلی جاتی رشتہ لے کے

__ شازینہ تو جیسے تیار بیٹھی تھی

اللہ اللہ! آپی ایسا کچھ نہیں ہے __ بس آج وہ میں نے ایک پری کو"

دیکھ لیا __ آپی کیا بتاؤں وہ بہت خوبصورت ہیں __ اتنی خوبصورت

آپی! __ مجھے لگتا ہے جیسے دنیا میں ان سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں ہو

سکتا __ آپي يار مجھ سے نهیں بھولا جارها انہیں __ جب میں نے انہیں
دیکھا تو مجھے لگا اگر میں نے انہیں تھوری دیر اور دیکھا تو انہیں میری
__ نظر لگ جائے گی

ٹائیگر بہت پیار سے اس کے بارے میں بات کر رہا تھا __ اور شازینہ
توحیرت سے اپنے بھائی کا یہ انداز دیکھ رہی تھی __ کہاں اس کا بھائی
کسی عورت کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا __ کہاں وہ کسی لڑکی کے
__ بارے میں اتنی دیوانگی سے بات کر رہا تھا

" __ ٹائیگر تم کہو تو میں چلی جاؤں اس کے گھر تمھاری بات کرنے "

شازینہ نے اب کی بار سنجیدگی سے کہا __ وہ چاہتی تھی اب اس کے
__ بھائی کا گھر بس جائے

آپی اپ کو کیا لگتا ہے مجھے کوئی اپنی بیٹی دیگا؟ مجھ جیسے گنڈے کو؟"
 ___ رہنے دیں آپی انہیں دیکھ کر لگ رہا تھا وہ کسی بڑے گھر کی ہیں
 ان کے ساتھ گارڈ بھی تھا ___ تو جو لوگ اپنی بیٹی کے باہر جانے پہ اس
 کے ساتھ گارڈ کو بھیجتے ہیں ___ وہ مجھ جیسے بندے سے اس کی شادی
 کروائیں گے ___ اس لیے بہتر ہے آپ کچھ نہ کریں ___ اور رہی بات
 ___ میری اگر دل کا معاملہ ہوا تو میں اسے پا ہی لوں گا

ٹائیگر نے شازینہ سے کہا تو شازینہ نے دکھ سے اپنے بھائی کو دیکھا جو
 اب کسی سوچ میں بیٹھا تھا ایک رات نے اس کے چھوٹے بھائی کو
 ___ ٹائیگر بنا دیا تھا ___ اس کی زندگی بدل کر رکھ دی تھی

ایسا نہیں سوچتے میری جان ___ میرا بھائی بہت اچھا ہے ___ لوگ کچھ "
 ___ بھی کہیں میں جانتی ہوں تم کچھ برا نہیں کر رہے

شازینہ نے اسے سمجھایا تو ٹائیگر نے ہنکارہ بھرا اور چلا گیا شازینہ دکھ
 سے اپنے بھائی کو جاتا دیکھتی رہی تھی

XX



NEW ERA MAGAZINE.com
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مما نمل کہاں ہے؟"

ہادی نے گھر میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا ___ وہ جانتا تھا نمل اس
 سے ناراض ہے ___ وہ اس بار سچ میں نمل کا برتھڈے بھول گیا تھا
 ___ کیس کی وجہ سے

نہ سلام نہ دعا آتے ساتھ ہی نمل کا پوچھنے بیٹھ گئے پتہ نہیں کب "
 ___ سلام کرنا سیکھو گے"

شازیہ بیگم نے کچن سے نکلتے ہوئے کہا ہادی کو سلام کرنے کی عادت
 ___ بلکل نہ تھی گھر میں داخل ہوتے ہی نمل کا پوچھتا تھا بس

اسلام و علیکم! سوری ماما ___ آپ کو پتہ ہے نہ نمل گھر میں نہ دکھے"
 ___" تو مجھے بلکل اچھا نہیں لگتا ___ ہے کہاں وہ؟ نظر نہیں آرہی

NEW ERA MAGAZINE.com
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہادی نے ان سے پھر پوچھا ___ اسے عادت تھی گھر میں داخل ہوتے
 ہی نمل کو دیکھنے کی ___ اگر وہ رات کو دیر سے واپس آتا تھا پھر بھی
 سوتی ہوئی نمل کو دیکھنے بیٹھ جاتا تھا ___ نمل میں جان بستی تھی اس کی
 اس کے معاملے میں بہت حساس تھا وہ اس نے ہی گارڈ رکھا تھا نمل
 ___ کی حفاظت کے لئے

وہ اپنے کمرے میں ہے ___ اور تم سے سخت ناراض ہے ___ اس نے " منع کیا ہوا ہے اس کے کمرے میں ہادی نہ آئے ___ اور ہاں اس نے " صبح سے کچھ کھایا بھی نہیں ہے

اس کی ممانے سے بتایا ___ اور کاموں میں لگ گئی کیونکہ یہ تو چلتا رہتا تھا ___ نمل ہادی سے ناراض ہو کر کمرے میں بند ہو جاتی ___ اور ___ ہادی سے منانے کے چکروں میں ہلکان ہوتا تھا

مما سے منالوں گا میں ___ آپ ایک کام کریں کچھ بنا لیں اس کے " لئیے بلکہ رہنے دیں میں پڑا منگواتا ہوں اس کے لئیے ___ اور یہ سکینہ کہاں ہے؟ میں نے اسے اس لئیے ہی رکھا ہے کہ وہ نمل کو ٹائیٹم پہ ___ کھانا دیا کرے لیکن یہاں کون سنتا میری

ہادی نے پہلے ماما سے کہا اور پھر خانساماں سے سکینہ کا پوچھا۔ جو
اس کی بات پہ بیچارے بوکھلا گئے اب سکینہ کی خیر نہیں تھی۔ بھلا
غلطی نمل کی ہی کیوں نہ ہو ڈانٹ تو ان سب کو پڑتی تھی۔ اب
بھی وہ غصے سے کچن سے نکل گیا اس کا رخ نمل کے کمرے کی طرف
تھا۔

"نمل میری جان دروازہ کھولو"
NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
نمل اپنے کمرے میں بیٹھی تھی جب ہادی نے دروازہ ناک کیا

لیکن نمل ویسے ہی بیٹھی تھی ہادی اب مسلسل ناک کیے جا رہا تھا
آخر تنگ آ کر نمل اٹھی اور دروازہ کھولا لیکن ہادی کی طرف دیکھے بغیر
بیڈ پہ جا کر رخ موڑے بیٹھ گئی۔ ہادی اس کے پیچھے کمرے میں
داخل ہوا۔ ایک نظر اس کے کمرے پہ ڈالی جس کا وہ حشر بگاڑ چکی

تھی ___ کمرے کا سارا سامان نیچے زمین پہ بکھرا تھا ___ بیڈ شیٹ بھی
 آدھی زمین پہ لڑھک رہی تھی اور قیمتی پرفیومز بھی ٹوٹی ہوئی زمین پہ
 پڑی اپنی بے قدری پہ رو رہی تھی ___ ہادی سمجھ گیا بہت سخت ناراض
 ہے ___ اسے لگا تھا وہ اسے منالے گا ___ لیکن کمرے کی حالت دیکھ
 کر اسے اندازہ ہوا کہ اس بار نمل نے مشکل سے ماننا لیکن پھر بھی
 ہادی اس کے پاس جا کر بیڈ سے نیچے بیٹھا ___ اور اس کا چہرہ اپنی جانب
 ___ کر کہ کان پکڑے ___ لیکن نمل نے اپنے چہرہ دوسری طرف موڑا
 ___ تو ہادی نے پھر ایک ہاتھ سے نمل کا چہرہ اپنی جانب کیا

گڑیا سوری نہ ___ قسم سے بھولا نہیں تھا بس میرے دھیان سے نکل"
 گیا ___ پرنس آخری بار معاف کر دو ___ پکا وعدہ آئندہ نہیں بھولوں گا
 ___ کچھ بھی پلیز گڑیا

___ ہادی نے پھر معافی مانگی لیکن نمل کا منہ ویسے ہی پھولا ہوا تھا

آپ کا روز کا ہے __ ہر سال آپ بھول جاتے ہیں __ اس بار تو حد " کردی اپنے بھائی __ میں نہیں کر رہی بات آپ سے __ اور ہاں یوں نیچے نہ بیٹھا کریں آپ __ اٹھیں جائیں وہیں جہاں آپ تھے __ حد ہے یار ویسے اپنی چھوٹی بہن کی برتھڈے کون بھولتا ہے __ جائیں جائیں " اس کی معافی نہیں ملنے والی عبدالہادی افتخار

نمل نے غصے اور ناراضگی سے کہا اور اٹھ کر چلی گئی __ ہادی اس کی ناراضگی کو ہلکا لے رہا تھا یہاں تو موسم کافی ابر آلود تھا __ خیر وہ سر جھٹک کر اس کے پیچھے گیا تو نمل لان میں لگے جھولے پہ بیٹھی تھی ہادی بھی وہاں جا کر بیٹھ گیا اسی وقت ملازم پڑا لے کر آیا __ نمل کی نیت خراب ہوئی لیکن اس نے رخ دوسری طرف کر لیا __ ہادی نے پڑا اس کے سامنے کیا ہادی جانتا تھا __ پڑا نمل کی کمزوری تھی پڑا اور گول گپے __ لیکن ہادی اسے گول گپے نہیں کھانے دیتا تھا ایک

بار نمل کی طبیعت گول گپے کھانے سے خراب ہوئی تھی تب سے نمل
 ___ کو گول گپے کھانا منع تھا

یہ دیکھو میں نے اپنی گڑیا کے لئیے میں پزا منگوا یا ہے ___ اب تو مان "
 جاو نہ پرنس ___ دیکھو کتنا مزے کا لگ رہا ہے چلو اب جلدی سے
 "منہ کھولو

NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 ہادی نے پزا کی ایک سلائیس اس کے منہ کے آگے کرتے ہوئے
 کہا ___ اور بس نمل کی ناراضگی غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گئے اور اس
 ___ نے منہ کھولا تو ہادی نے اسے پزا کھلایا

یہ آخری بار تھا سمجھے آپ آئندہ ایسا کیا تو میں نے آپ سے کبھی "
 ___ بات نہیں کرنی

نمل نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا تو ہادی نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر
 ___ کو ہلکا سا خم دیا

"راجر باس"

کہا اور اسے لئیے اندر چلا گیا اب اس کا غصہ چونکہ کم ہو گیا تھا تو سب
 کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی

NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

ٹائیگر اس وقت اپنے گھر میں بیٹھا تھا ___ دو دن ہو گئے تھے اسے اس
 لڑکی کو دیکھے لیکن وہ اس کے خیالوں سے نہیں گئی تھی ___ سوتا تو اس
 کے خواب آتے تھے ___ انکھیں کھولتا تو وہ جیسے اس کے سامنے موجود

___ ہوتی تھی

"___ اب کچھ کرنا پڑے گا مجھے"

اس نے سوچتے ہوئے اپنا فون نکالا ___ اور واجد کو کال ملائی ___ واجد
اس کا ایک ہی دوست تھا جس سے وہ ہر بات کرتا تھا آج بھی اپنے
___ دل کا حال اسے بتانے کے لئے کال کی



دوسری ہی بیل پہ کال اٹھالی گئی ___ اور سپیکر سے واجد کی آواز
___ ابھری

اوہو آج تو ٹائیگر بھانے ہمیں خود کال کی ہے ہماری تو قسمت کھل"
___ گئی

___ واجد نے کال اٹھاتے ہی طنز کیا

ہو گیا تیرا! _ اب بات سن میری یاد مجھے لگتا ہے مجھے محبت ہوگئی"
 "___ ہے ___ مجھے سمجھ نہیں آرہا کیا کروں

ٹائیگر نے اس کی بات کا جواب دیئے بغیر اپنی بات کہی ___ جسے سن کر
 واجد دو منٹ تو خاموش رہا ___ پھر اسپیکر سے اس کی ہنسی کی آواز
 ___ گونجی اور ہنستا ہی چلا گیا ٹائیگر حیرانی سے فون کو گھورنے لگا

کیا کہہ رہا ہے تو ہا ہا ہا محبت ہوگئی ہے تجھے ___ ٹائیگر بھا کو محبت "
 ہوگئی ___ کون ہے وہ بد نصیب میرا مطلب خوش نصیب جس نے ٹائیگر
 "بھا کے دل پہ وار کیا ہے؟"

___ واجد نے ہنستے ہوئے کہا

میں مزاق نہیں کر رہا واجی ___ مجھے سمجھ نہیں آرہا کیسے پر ان کے "
 بغیر اب زندگی ویران لگ رہی ہے ___ تو مجھے معلوم کر کے دے ان
 کے بارے میں کون ہے وہ مجھے بتا یا مجھے اب چین نہیں آرہا
 ___ واجی "

NEW ERA MAGAZINE.com
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 ٹائیگر نے بے بسی سے کہا ___ تو واجد کو معاملے کی سنجیدگی کا احساس
 ___ ہوا

" ___ اچھا نام بتا ان کا "

___ واجد نے نام پوچھا

"__ نہیں پتہ"

__ ٹائیگر نے کہا تو واجد نے فون کو گھورا

"اچھا کہاں رہتی ہے؟"

__ واجد نے پھر سوال کیا

"__ نہیں پتہ"

__ ٹائیگر نے پھر منفی جواب دیا

تجھے پتہ کیا ہے! __ گدھے نہ نام پتہ ہے نہ کچھ اور تو کیسے"

"__ ڈھونڈیں انہیں"

واجد نے اپنا ماتھا پیٹا __ اسے پتہ تھا اب اگر بھانے کہا ہے تو ڈھونڈنا

پڑے گا __ واجد پولیس میں تھا اور ٹائیگر اسے ہر وقت یہی کام بولتا

رہتا تھا __ کبھی کسی کا پتہ تو کبھی کسی کا بقول ٹائیگر کے ایسے کام

پولیس والے جائیز طریقے سے کرتے تھے اس لئے وہ واجد کو کہتا

__ تھا

(اتنا برا بھی نہ تھا بھا)

___ مجھے نہیں پتہ ___ کچھ بھی کر تو مجھے ڈھونڈ کے دے واجی اسے "
اور سن یہ کام جتنی جلدی کرے گا اتنا بہتر ہوگا تیرے لیئے اب رکھتا
___ ہوں"

واجد نے جیسا سوچا تھا ویسا ہی ہوا تھا ___ اب تو ڈھونڈنا ہی تھا اس
___ لڑکی کو واجد نے سوچا

XX
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مما میں کیسی لگ رہی؟"

نمل نے مماسے پوچھا ___ جو اس وقت اپنے کمرے میں تیار ہو رہی
تھیں ___ کریم کلر کا نفیس سا جوڑا پہنے اس کی ممابہت پیاری لگ رہی
___ تھیں

"___ ماشا اللہ میری بچی تو بالکل پرنس لگ رہی ہے"

ممانے اس کے سر سے پیسے وار کر اس کا صدقہ پاس کھڑی ملازمہ کو

دیا۔۔۔ اسی وقت ہادی کمرے میں داخل ہوا اس نے بھی پیسے نکال کر
نمل کو پکڑائے تو نمل نے وہ پیسے ملازمہ کو دیئے ہادی ہمیشہ نمل کے
ہاتھ سے ہی پیسے دلاواتا تھا

(۔۔۔ صدقہ مصیبتوں کو ٹال دیتا ہے)

"چلیں ماما پر نرس ریڈی ہو؟"

ہادی نے ان دونوں سے تو کہا تو وہ تینوں باہر نکلے۔۔۔ جہاں گاڑ ان
کے لئے دروازہ کھول کے کھڑے تھے ہادی نے پہلے نمل کو بٹھایا
پھر خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی ماما بابا کے بیٹھنے کے بعد وہ لوگ روانہ
ہوئے۔۔۔

آج ہادی نمل کی فرمائش پر ان لوگوں کو ڈنر کروانے لے جا رہا
تھا۔۔۔ اس کا برتھڈے بھولنے کا خامیازہ بھگت رہا تھا ابھی تک بیچارہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

ٹائیگر کی گاڑی ایک ریستورینٹ کے آگے رکی __ وہ اتر رہا تھا کہ
 سامنے سے ایک گاڑی سے وہ اتری جس نے اس کی نیندیں حرام کی
 ہوئی تھی __ بلیک کلر کا شارٹ فرائیڈ پلازہ پہنے گلے میں دوپٹہ ڈالے
 ہلکا میک اپ کیے نیچرل پنک لپسٹک لگائے اس کی دل کی دنیا ہلا رہی
 تھی __ اسے دیکھ کر ٹائیگر مسکرانے لگا لیکن اگلے ہی پل اس کی
 مسکراہٹ غائب ہوئی جب اس نے ہادی کا ہاتھ اس لڑکی کے ہاتھ
 __ میں دیکھا __ ہادی کو وہ جانتا تھا آخر کو وہ اس کا کیس دیکھ رہا تھا
 __ اسے ہادی سے پہلے سے بھی زیادہ نفرت محسوس ہو رہی تھی
 " __ چلیں "

__ واجد اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تو ٹائیگر کو حوش آیا
 __ لیکن وہ اب بھی سامنے دیکھ رہا تھا جہاں سے وہ گزری تھی
 "یہ ہادی صاحب کے ساتھ کون تھا؟"

ٹائیگر سامنے دیکھتے ہوئے بولا __ تو واجد نے اس کی نظروں کا تعاقب
 __ کیا لیکن وہاں تو کوئی نہیں تھا __ اسے لگا ٹائیگر پاگل ہو گیا ہے

"کہاں ہیں ہادی سر؟"

واجد نے اس سے پوچھا ___ تو وہ جواب دیئے بغیر اندر کی طرف
بڑھا ___

چل مل آتے ہیں اس ہادی سے بھی ___ ٹائیگر سے ملاقات نہیں ہوئی"
" ___ اس کی ابھی تک

ٹائیگر نے کہا تو واجد نے اسے گھورا

ابے اونے گدھے تیرا دماغ ٹھیک ہے ___ مجھے تیرے ساتھ سر نے"
" ___ دیکھ لیا تو مجھے یہیں شوٹ کر دیں گے

واجد کی بات ابھی بیچ میں ہی تھی کی ٹائیگر اندر چلا گیا ___ اس کا رخ
ہادی لوگوں کی ٹیبل کی طرف تھا ___ اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی
اسے نمل کی ہنسی سنائی دی ___ جو ہادی کی کسی بات پہ ہنس رہی
تھی ___ اسے نمل کی ہنسی بہت پیاری لگی لیکن اس کا ہادی کی بات پہ
___ ہنسنا برا لگا تھا ___ اب وہ ان کی ٹیبل کے پاس رکا

اسلام و علیکم انسپیکٹر عبدالہادی افتخار!! __ آپ کو یہاں دیکھ کر خوشی " ہوئی __ مجھے تو آپ جانتے ہوں گے خیر پھر بھی تعارف کروانا ہوں __ انکل میں ٹائیگر ہوں

ٹائیگر ابھی کچھ اور بولتا کہ ہادی غصے سے اٹھا __ لیکن کچھ کر نہ پایا نمل نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا __ نمل ٹائیگر کو نیوز چینلز پہ دیکھ چکی تھی __ اسے ویسے ہی ٹائیگر سے خوف آتا تھا __ اب تو وہ اس کے سامنے اس کے بھائی سے بات کر رہا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Ghazals

"__ بھائی پلیز مت کریں"

نمل کی آنکھوں سے آنسوؤں گرا __ ادھر ہادی نے اس کے ہاتھ پہ اپنی گرفت مضبوط کی __ ادھر اس کا آنسو ٹائیگر کو اپنے دل پہ گرتا ہوا محسوس ہوا __ اس کا دل کیا اس کے آنسوؤں اپنے ہاتھوں سے چن لے لیکن وہ نہ کر سکا

پرنس کچھ بھی نہیں ہوا __ میں ہوں نہ جب تک میں ہوں کچھ " نہیں ہوگا اپنے بھائی پر یقین ہے نہ) __ اس کے بھائی کہنے پہ ٹائیگر

مسکرایا تو یہ انسپیکٹر ہادی کی بہن ہے اور میں کیا سمجھا تھا (میں بات کر لوں گڑیا۔۔۔ پھر ہم ڈنر کرتے ہیں اب رونا نہیں آپ نے

۔۔۔ اوکے

ہادی نے اس کے آنسو پونچھے اور ٹائیگر کی طرف متوجہ ہوا جو اب

۔۔۔ اسے ہی دیکھ رہا تھا

آپ کو یہاں دیکھ کر ہمیں بھی خوشی ہوئی ٹائیگر بھا۔۔۔ پر وہ کیا ہے"

نہ آپ غلط وقت پہ آگئے ہیں۔۔۔ یہ فیملی ٹائیگم ہے تو امید ہے آپ

ڈسٹرب نہیں کریں گے ہمیں۔۔۔ اور رہی بات ملاقات کی تو ملاقاتیں تو

۔۔۔ ہوتی رہیں گی ٹائیگر بھا

۔۔۔ ہادی کی بات پہ وہ مسکرایا تو اس کے گالوں پہ ڈمپل نمایا ہوئے

___ نمل جو اسے ہی دیکھ رہی تھی اس کے ڈمپل سے وحشت ہونے لگی

جی جی بلکل ہادی صاحب ___ آپ اپنی فیملی کے ساتھ ٹائیٹم"

"گزاریں ___ ویسے یہ اپ کی بہن ہیں؟

ٹائیگر نے اس کی بات جواب دیتے ہوئے نمل کے بارے میں

پوچھا ___ تو ہادی نے اپنی مٹھیاں بھینچی جسے ٹائیگر دیکھ چکا تھا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ریلیکس انسپیکٹر ___ میں تو اس لئے پوچھ رہا تھا کہ وہ جو سامنے لڑکا"

بیٹھا ہے اپنے آنکھوں میں خباث لئے انہیں دیکھ رہا ہے ___ ویٹ میں

"___ آیا

ٹائیگر نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا اور اس لڑکے کی جانب بڑھا جو نمل

___ کو دیکھے جا رہا تھا

"اے کیا مصلہ ہے کیوں دیکھ رہے انہیں؟"

___ ٹائیگر نے اس کے ٹیبل کے پاس رکتے ہوئے کہا تو وہ لڑکا سنبھلا



"___ نہ ___ نہیں تو میں نہیں دیکھ رہا"

لڑکے کی زبان لڑکھڑائی کیوں کہ ٹائیگر ہادی اور نمل کے سامنے وہ
کچھ نہیں کر سکتا تھا ___ اس لئے اپنا غصہ ضبط کر رہا تھا ___ وہ نمل کی
___ آنکھوں میں اپنے لئے خوف اور نفرت دیکھ چکا تھا

"___ دیکھنا بھی مت وہ میری ہے"

یہ بات وہ آہستہ کہہ کر آگے بڑھ گیا۔ تو ہادی ان لوگوں کی طرف
متوجہ ہوا اور ویٹر کو اشارہ کیا

"آرڈر دو گڑیا"

نمل کو سوچ میں ڈوبا دیکھ کر بولا۔ تو نمل مینیو دیکھنے لگ گئی
ہادی نے بابا کی طرف دیکھا جو کچھ کہنے والے تھے لیکن ہادی نے
انہیں چپ رہنے کا کہا۔ اور نمل کی طرف اشارہ کیا جسے سمجھ کر وہ
خاموش ہو گئے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

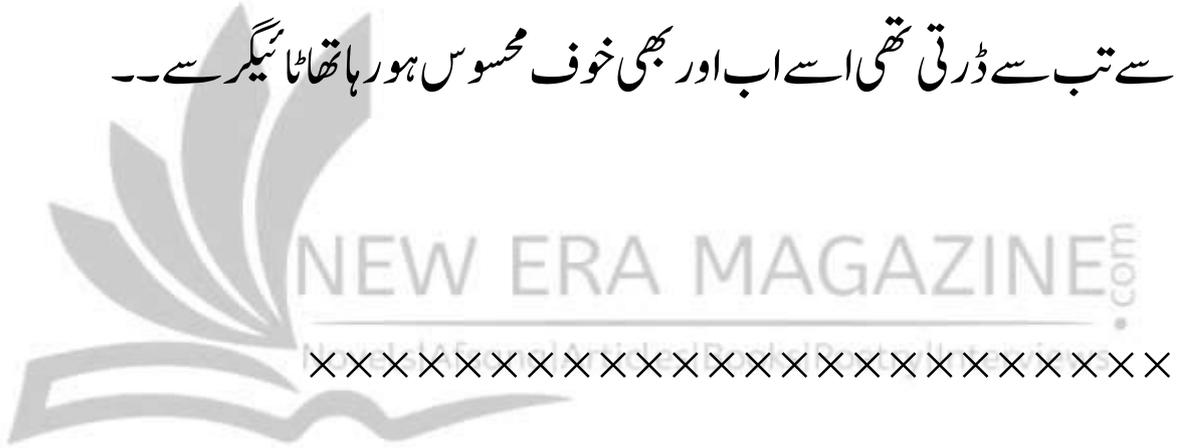
ٹائیگر جب سے اس لڑکی کو دیکھ کر آیا تھا اس کا دھیان اسی کی طرف تھا۔ اسے وہ لڑکا یاد
آیا جو لڑکی کو گھور رہا تھا اس وقت ٹائیگر نے اسے کچھ نہ کہا۔ کیونکہ وہ اس لڑکی کی
آنکھوں میں اپنے لیے خوف دیکھ چکا تھا۔ اسے بہت برا لگا تھا لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتا
تھا یہ امیج اس نے خود بنائی تھی لوگوں کے سامنے۔ اس نے ایک کال ملائی اور اس
لڑکے کو اٹھانے کا کہا اسے اس لڑکے کی معلومات اسی وقت نکالوا لی تھی۔

اب وہ سوچ رہا تھا اس لڑکی کو کیسے پایا جائے۔۔ پہلے اسے یہ کام آسان لگا تھا لیکن اب اسے پتہ چل گیا تھا کہ وہ انسپیکٹر ہادی کی بہن ہے۔۔ یہ نہیں تھا کہ وہ ہادی سے ڈرتا تھا لیکن اب یہ کام اسے تھوڑا مشکل لگ رہا تھا۔ اس کا دل کسی ضدی بچے کی طرح مچل رہا تھا اسے پھر سے دیکھنے کے لئے کچھ سوچتا ہوا وہ اٹھا اور ٹیبل سے گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر کی طرف بڑھا۔۔



نمل نے جب سے ٹائیگر کو ہادی سے بات کرتے دیکھا تھا۔۔ اسے جب سے پتہ چلا تھا ہادی ہی ٹائیگر کا کیس دیکھ رہا تھا اسے عجیب ڈر لگ رہا تھا وہ ٹائیگر کے بارے میں زیادہ نہیں جانتی تھی لیکن وہ جتنا جانتی تھی اسے ڈرانے کے لئے کافی تھا۔۔ اسے بس اتنا پتہ تھا وہ بہت خطرناک ہے اور اس کا تعلق مافیا سے ہے۔۔ مافیا کیا ہے کس طرح کے کام

کرتا ہے اسے نہیں پتہ تھا اسے پتہ چلتا بھی تو کیسے وہ تھی تو بیس سال کی۔۔ لیکن اس کے بھائی اور اس کے ماں باپ نے اسے بالکل کسی چھوٹی بچی کی طرح ہی ٹریٹ کیا تھا۔۔ اس کا بھائی ہادی اسے اپنی بیٹی کہتا ہے۔۔ اس کا کہنا ہے میری نمل میری بیٹی ہے۔۔ اس وجہ سے اس کے سامنے نہ تو کوئی مافیا کے بارے میں بات کرتا تھا نہ ہی اس کے سامنے نیوز دیکھتا تھا۔۔ ٹائیگر کے بارے میں بھی اسے انٹرنیٹ سے پتہ چلا تھا۔۔ اور وہ اس سے تب سے ڈرتی تھی اسے اب اور بھی خوف محسوس ہو رہا تھا ٹائیگر سے۔۔



ٹائیگر اپنی گاڑی ٹارچر ہاؤس کے آگے روکی اور گاڑی سے اتر کر اندر کی جانب بڑھا۔۔ جہاں وہی لڑکار سیوں سے بندھا بیٹھا تھا ٹائیگر اس کے پاس آیا۔۔ اور اس کے سامنے رکھی کرسی پہ بیٹھ گیا وہ لڑکا اسے پہچان گیا تھا۔۔ اسے ریسٹورنٹ والا منظر یاد آیا اس کا حلق خشک ہونے لگا ٹائیگر نے اس کی حالت دیکھی اور پھر کرسی کو قریب کرتے ہوئے اس کو ٹھوڑی سے پکڑا گرفت اتنی سخت تھی وہ لڑکا کرہاٹھا۔۔

"ہاں تو بتاؤ اس لڑکی کو کیوں دیکھ رہے تھے؟ تم جانتے ہو تم نے کسے دیکھا ہے؟ ٹائنگر
بھاکا جانم کو اسے دیکھنے کا حق صرف مجھے ہے سمجھے۔۔"

پتھر یلے تعاضرات کے ساتھ وہ گویا ہوا۔۔ اور اسکی ایک آنکھ میں مکار سید کیا وہ لڑھک
کردوسری طرف کرنے والا تھا جب ٹائنگر نے اسے پکڑا اور اسے مارتا گیا اس پہ جنون
طاری ہو گیا تھا جیسے۔۔ مار مار کر جب وہ تھک گیا تو اس نے اس کے ناخن ادھیڑنے
شروع کیئے ٹارچر ہاؤس کی دیواریں اور وہاں موجود ہر چیز ہر انسان اس لڑکے کی چیخوں
سے سہم گئے لیکن ایک ٹائنگر تھا جو بڑے سکون سے اس کی چیخیں سے لطف اٹھا رہا تھا
ٹارچر ختم کر کے اس کی ایک آنکھ میں ایسڈ ڈال کر اپنے ایک گارڈ کو آواز لگائی جو فوراً
حاضر ہوا۔۔

"اسے لے جاؤ جہاں سے اٹھایا تھا۔۔ اور ہاں تم اگر میرا نام لیا کسی کے سامنے تو یہ جو

ایک آنکھ اور ایک ہاتھ سلامت چھوڑے ہیں یہ بھی نہیں رہیں گے سمجھے۔۔"

اس کا چہرہ تھپتپاتے ہوئے کہا اور باہر کی جانب بڑھ گیا گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس نے اپنے کپڑے دیکھے جہاں جگہ جگہ خون لگا ہوا تھا۔۔

"اس حالت میں اپنی جانم کے سامنے گیا تو وہ مجھ سے اور ڈر جائے گی۔۔ ایک کام کرتا ہوں پہلے حالت سدھار لیتا ہوں پھر جاؤں گا اس کے گھر۔۔"

وہ اپنے آپ سے باتیں کرتا ہوا گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا گھر جا کر کپڑے تبدیل کیئے اور گاڑی میں سوار ہو گیا اب اس کا رخ ہادی کے گھر کی طرف تھا۔۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

"ہادی یہ ٹائیگر بھاکا کیا معاملہ ہے؟ کیا تم اسی کیس کی وجہ سے اتنے مصروف رہنے لگے ہو اسی وجہ سے پریشان رہنے لگے ہو؟"

افتخار صاحب نے اس سے ریسٹورینٹ والے واقعے کے بارے میں پوچھا وہ ٹائیگر کے بارے میں جانتے تھے جانتا تو خیر ہر کوئی ہی تھا سب کو اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ تو پتہ ہی تھا۔

"بابا یہ میرا کام ہے آپ جانتے تو ہیں نہ۔۔ اور آپ کو ٹائیگر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ وہ کچھ نہیں کر سکتا اتنا بیوقوف نہیں ہے وہ کہ پولیس آفیسر سے بھڑے۔۔ اس لئے آپ پریشان نہ ہوں۔۔"

ہادی نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔۔ لیکن ٹائیگر کی جرات پہ وہ خود بھی حیران تھا وہ کیسے اس کے سامنے آکر اپنا تعارف کروا رہا تھا بنا کسی خوف کے۔۔ (ٹائیگر کو

انڈریسٹیمیٹ کیا تھا اس نے)

نمل کو کیسے دیکھ رہا تھا دیکھا تم نے۔۔ اور اس سے نمل بہت ڈسٹرب ہے اس نے
ٹھیک سے کھانا بھی نہیں کھایا تھا وہاں۔۔ اگر میری بیٹی کے ساتھ کچھ ہوا تمہارے اس
کیس کی وجہ تو پھر کیا کرو گے تم؟"

افتخار صاحب نے وہ بات بھی کہہ ڈالی جو انہیں پریشان کر رہی تھی۔۔ مائیکر کا نمل کو
دیکھنا ان سے چھپانہ رہ سکا تھا اور وہ نمل کے لئے بہت ڈر گئے تھے۔۔

"بابا مائیکر بھاجتنا بھی گر جائے لیکن وہ کبھی عورت اور بچوں پہ غلط نظر نہیں ڈالتا۔۔ وہ
ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو عورتوں کو استعمال کرتے ہیں یا ان پہ غلط نظر ڈالتے
ہیں۔۔ اس لئے آپ نمل کی فکر نہ کریں۔۔ اور رہی بات آپ کی پریشانی کی تو چلیں
میں کی تسلی کے لئے اس کی سیکورٹی بڑھادیتا ہوں۔۔ اور آپ پریشان نہ ہوں میں

نمل کو کچھ نہیں ہونے دوں گا وہ نہ صرف بہن ہے میری دوست اور میری بیٹی بھی ہے
اس لئے آپ بیفکر ہو جائیں۔۔"

ہادی انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا تو وہ مطمئن ہو گئے۔۔ کیوں کہ انہیں پتہ تھا نمل کو سچ
میں ہادی اپنی بیٹی ہی سمجھتا تھا۔ اور انہیں یقین تھا اسے کچھ نہیں ہونے دے گا
ہادی۔۔ اور یہ اسی وقت تھا جب ٹائیگر ان کے گھر کے پیچھے کی طرف سے نمل کے
روم کی کھڑکی پہ چڑھتا جا رہا تھا گاڑ کو ایک تھپڑ لگا کر اس سے نمل کا روم پوچھا تھا۔
اور اب وہ اس کی کھڑکی کے سامنے رکا تھا کھڑکی کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

نمل جو کوئی کتاب پڑھ رہی تھی اسے اپنے کمرے کی کھڑکی کی طرف سے کوئی آہٹ
محسوس ہوئی۔۔ لیکن اس نے دھیان نہ دیا ایک دو بار پھر ہوئی اسے لگا اس کا وہم ہے

سر جھٹک کر کتاب کی طرف متوجہ ہوئی۔۔ لیکن اگلے ہی پل اس نے سامنے کھڑکی کی طرف دیکھا جہاں سے اب ٹائنگر اندر آیا اور اس کی طرف بڑھا۔۔ اس سے پہلے نمل چیختی ٹائنگر نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔ اسے لئیے وہ دروازے کی طرف آیا اور دروازے کو اندر سے لاک لگایا نمل پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔۔ ٹائنگر اس کی آنکھوں میں ڈوبنے والا تھا لیکن نمل کے مزاحمت کرنے سے اس کی توجہ نمل کی طرف مبذول ہوئی۔۔ جو کسی چڑیا کی طرح اس کی گرفت میں پھڑپھڑا رہی تھی۔۔ ٹائنگر کو احساس ہوا اس کی گرفت سخت تھی اسنے گرفت ڈھیلی کی اور نمل کے کان کی طرف جھکتے ہوا گویا ہوا۔۔

"پرنس میں ہاتھ دور کر رہا ہوں۔۔ اگر تمہاری آواز نکلی تو مجھے پھر سے تمہارا منہ بند کرنا پڑے گا۔۔ جو کہ میں نہیں چاہتا تو امید ہے تم آواز نہیں نکالو گی ہم؟"

وہ بات کرتے ہوئے دور ہوا تو نمل نے اثبات میں سر ہلایا تو ٹائنگر نے ہاتھ دور کیا۔۔

نمل کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو ٹائنگر نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے

میں لیا۔ اور اس کے آنسو صاف کرنے لگا اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔ نمل اس کے ڈمپل کو دیکھنے لگی اسے اس کے ڈمپل سے اور زیادہ وحشت ہونے لگی۔ اگلے ہی لمحے اس نے ٹائیگر کو خود سے دور کیا۔

"آپ۔۔ آپ جائیں یہاں سے۔۔"



اسنے ہکلاتے ہوئے کہا لیکن ٹائیگر اس کے بیڈ پہ جا کر بیٹھ گیا۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

"چلا جاؤں گا پرس۔۔ پہلے تم ادھر آؤ یہاں بیٹھو مجھے تم سے کچھ باتیں کرنی

ہیں۔۔"

ٹائیگر نے اسے بیڈ پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور خود اس کے کمرے کو دیکھنے لگا جس کی کمر تھیم بلیک اینڈ ریڈ تھی بلیک کمر کے پردے بلیک اور ریڈ کمر کا دیواروں پہ کمر بلیک اور

ریڈ ہی کلر کا بیڈروم سیٹ اور وہ خود بھی اس وقت بلیک نائٹ ڈریس میں موجود تھی
 بلیک ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے ڈری ہوئی اسے چھوٹی سی بچی لگ رہی تھی۔۔ جو ہنوز
 وہیں کھڑی تھی ٹائیگر نے اس پھر بلا یا لیکن وہ نہ آئی تو ٹائیگر اٹھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ
 پہ بٹھایا۔۔

"پرنس نام کیا ہے تمہارا کیا کرتی ہو تمہاری عمر کیا ہے؟؟"

NEW ERA MAGAZINE.com
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ جیسے اس کا انٹرویو لے رہا تھا نمل کو اس سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔ اس کے ہاتھ
 کانپ رہے تھے اس کی رنگت زرد پڑتی جا رہی تھی۔۔

"آپ جائیں یہاں سے میں۔۔ میں بھائی کو بلاؤں گی ورنہ جائیں پلیز۔۔"

آنکھوں میں آنسوؤں لئیے التجا کر رہی تھی اس کے معصومیت سے کہنے پہ ٹائیگر کو اس پہ

پیار آیا۔۔ لیکن اس نے اسے دھمکی دی وہ بھی اپنے بھائی کی ٹائیگر بھاکو دھمکی دی اس نے وہ کیسے برداشت کرتا۔۔

"دیکھو پرنس میں تم سے بہت آرام سے بات کر رہا ہوں۔۔ اور تم مجھے دھمکی دے رہی ہو۔۔ ٹائیگر کو دھمکی باہا بلاؤ اپنے بھائی کو چلو جلدی کرو بلاؤ۔۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا تمہارا بھائی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔ اب جواب دو جو میں پوچھ رہا ہوں۔۔"



ٹائیگر نے اس کی ٹھوڑی سختی سے پکڑتے ہوئے کہا۔۔ تو نمل کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔ اس کے سر دلہجے سے نمل اندر تک کانپ گئی۔۔

"نن نم نمل نام ہے میرا۔۔ ابھی کک کالج ختم ہوا ہے۔۔ میں ب بیس سال کی ہوئی ہوں۔۔ ابھی ہفتہ پہلے۔۔"

نمل نے ہکلاتے ہوئے کہا اس کی آواز بلکل دھیمی تھی بمشکل ہی ٹائیگر سن پایا تھا۔
اپنی بات کا جواب پاتے ہوئے ٹائیگر نے اس کو اپنی گرفت سے آزاد کیا۔

"نمل تو تمہارا نام نمل ہے۔۔ آگے پڑھنے کا ارادہ نہیں ہے کیا؟ ویسے مجھے پہلے پتہ ہوتا
تو میں تمہارے لئے کوئی تحفہ ضرور لاتا۔۔ لیکن کوئی بات نہیں اگلی بار لے آؤں

گا۔۔" NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹائیگر اب اس کے بالوں کی ایک لٹ کے ساتھ کھیل رہا تھا اور اس سے بات ایسے کر رہا
تھا جیسے اس کی بہت گہری دوستی ہو نمل سے۔۔

"اب آپ جائیں یہاں سے۔۔"

نمل نے ہمت کر کے ایک بار پھر اسے جانے کا کہا"

"چلا جاؤں گا جانم تم سو جاؤرات بہت ہو گئی ہے۔۔"

ٹائیگر جیسے جانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔ اس لئے اس نے نمل سے کہا تم سو جاؤ میں چلا جاؤں گا۔۔ نمل منہ کھولے اسے دیکھے گئی وہ ایسے بیٹھا تھا جیسے اس کا اپنا ہی تو گھر ہے

یہ۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں کیسے۔! میرا مطلب ہے آپ جائیں نہ یہاں سے پلیز چلے جائیں۔۔ اگر کسی نے دیکھ لیا تو کیا کہیں گے۔۔ بھائی آ جائیں گے پلیز جائیں نہ یہاں سے۔۔"

نمل جیسے اس کی منتیں کی آنکھوں میں آنسوؤں لئے وہ التجا کرتے ہوئے اسے اور بھی پیاری لگ رہی تھی۔۔ اس نے بے اختیار اس کے آنسوؤں اپنی انگلیوں کے پوروں سے چنے اور اس کے گال تھپتھپتہ وہاں سے چلا گیا۔۔ اس کے جانے بعد جیسے نمل کسی

ٹرانس کی سی کیفیت سے باہر آئی۔۔ اور جلدی سے اٹھ کر کھڑکی ٹھیک سے بند کرتے بیڈ پہ آئی۔۔ اس کی پرفیوم کی خوشبو پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔۔ نمل اٹھی اور دروازہ کھول کر روم سے باہر نکل آئی۔۔ جہاں ہادی اور افتخار صاحب چائے پی رہے تھے۔۔ وہ بھی ان کے ساتھ وہاں بیٹھ گئی تو ہادی نے اس کی طرف دیکھا تو نمل پھیکا سا مسکرائی۔۔



ممانے اسے بیٹھا دیکھ پوچھا تو وہ اٹھ کر ممانے کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔۔ اس وقت سب ہی افتخار صاحب اور شازیہ بیگم کے کمرے میں تھے۔۔

"ممانے آپ کے پاس سو جاؤں۔۔ مجھے کمرے میں ڈر لگ رہا ہے۔۔"

نمل نے ان کی گود میں سر رکھتے ہوئے پوچھا تو افتخار صاحب نے ہادی کو اشارہ کیا کہ دیکھو میں نے کہا تھا نہ یہ ڈسٹر ب ہے۔۔ تو ہادی اٹھ کر اس کے پاس آیا اور اس کی بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا۔۔

"کیا ہو امیری بیٹی کو ڈر کس سے لگ رہا ہے۔۔ اور میرا بچا تو بہادر ہے بہت ڈر کیوں رہا ہے۔۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہادی نے اسے پچکارتے ہوئے کہا۔۔ وہ بالکل اس طرح بات کر رہا تھا جیسے ایک باپ اپنی بیٹی سے بات کر رہا ہے۔۔

"بھائی ایسے ہی بس۔۔ وہ ابھی ہارر فلم دیکھی نہ تو اس وجہ سے ڈر لگ رہا ہے۔۔ اور کچھ نہیں ہوا آپ پریشان نہ ہوں۔۔"

نمل نے ان لوگوں کو تسلی دیتے ہوئے ان سے ٹائیگر کے آنے کی بات چھپالی تھی۔۔

"گڑیا منع کیا ہے نہ میں نے۔۔ کیوں دیکھتی ہو پھر بھی آپ ہارر موویز۔۔ اب ساری رات جاگتی رہو گی۔۔"

شازیہ بیگم نے اس کے بال سنوارتے ہوئے کہا۔۔

"اچھا نہ ماما اب کیا ہو گیا۔۔ میں بس آج رات یہیں سونا ہے بابا آپ جائیں کہیں اور جا خر سونیں۔۔"

نمل نے ماما سے اور بابا سے ایک ساتھ کہا اس کا لہجہ شرارتی تھا۔۔ اس کے اس طرح کہنے سے افتخار صاحب نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر تھورا سا جھکے جیسے کہہ رہے ہوں راجہ باس اور سب لوگ ہی ہنس پڑے۔۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

دوسری طرف ٹائیگر اپنے کمرے میں بیڈ پہ لیٹا مسکرا رہا تھا۔ اس کا روم بہت ہی
 نفیس تھا بس ایک طرف الماری ایک دیوار پہ سمارٹ ٹی وی کمرے کے بیچ میں کنگ
 سائیز بیڈ۔ سرخ رنگ کی تھیم تھی تین دیواریں سرخ رنگ سے رنگی گئی تھی اور
 ایک سیاہ رنگ سے۔ اسے خوشی اس بات کی تھی نمل کی کمرے کی تھیم بھی سرخ اور
 سیاہ تھی۔ اور اب وہ بیٹھا اسے سوچ رہا تھا کتنی معصوم ہے وہ بالکل چھوٹی بچی کی
 طرح۔ اور اس کی ناک میں پہنی نوز رنگ اسے اور دیوانہ بنا رہی تھی۔ اسے پانے کا
 جنون بڑھتا جا رہا تھا لیکن یہ اتنا آسان نہیں تھا۔ انسپیکٹر ہادی کی وجہ سے اسے یہ
 تھورا مشکل لگ رہا تھا۔ مگر وہ اسے حاصل کر کے دم لے گا۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

"حدید کب تک اور کب تک ہم یوں بیٹھے رہیں گے۔۔ آخر وہ آزاد گھوم رہا ہے۔۔ روز اس کی کوئی نہ کوئی بات پتہ چلتی ہے لیکن ہوتا کیا ہے لیک آف ایویڈینس کی وجہ سے ہم اسے گرفتار بھی نہیں کر سکتے۔۔ کچھ تو ہو گا جو اسے ہمارے اگے گٹھنے ٹیکنے پہ مجبور کرے۔۔ کوئی تو غلطی ہوگی اس کی آخر کوئی اتنا پرفیکٹ کیسے ہو سکتا ہے۔۔"

اس وقت ہادی حدید اور واجد بیٹھے تھے۔۔ ایک بار پھر انہیں ٹائیگر کے خلاف کچھ ملا تھا لیکن وہ اتنا بھی ٹھوس نہیں تھا کہ اسے گرفتار کر سکے۔۔ اور ہادی کو یہی بات غصہ دلا رہی تھی کہ ہوئی اتنا پرفیکٹ سب کیسے کر سکتا ہے۔۔ کل رات کسی انجان جگہ پہ ایک لاش ملی تھی جس کا چہرہ بھی پہچان میں نہیں آ رہا تھا لیکن مارنے کا انداز بالکل ویسا تھا جیسے ٹائیگر مارتا تھا۔۔ اور مرنے والا تھا بھی ٹائیگر کے رقیب کارائٹ ہینڈ لیکن یہ سب کس نے کیا؟ کیا اس میں ٹائیگر کا ہاتھ ہے؟ کیوں مارا گیا؟ کچھ بھی پتہ نہیں چلا تھا ایک اور کیس لیک آف ایویڈینس کی وجہ سے انہیں بند کرنا پڑ رہا تھا۔۔

"یار ریلیکس ہو جا۔۔ مل جائے گا کچھ نہ کچھ تو کیوں اپنا دل جلا رہا ہے اپنا۔۔ کبھی تو غلطی ہوگی اس سے بھی بس اس دن ہم اس کو پکڑ لیں گے۔۔"

حدید نے اسے ریلیکس کرتے ہوئے کہا۔۔ ورنہ ہادی کے انداز سے ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی ٹائیگر سامنے ہوتا تو اسے شوٹ کر دیتا۔۔ واجد اس سب میں بس ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا وہ تینوں ہی دوست تھے لیکن حدید اور ہادی زیادہ گہرے دوست تھے۔۔ واجد ان سے دور تھا اتنا ان سے کلوز نہیں تھا لیکن وہ اس پہ ٹرسٹ کرتے تھے جس کا فائدہ ٹائیگر اٹھاتا تھا۔۔

"میرا نہیں خیال یہ کام ٹائیگر کا ہے۔۔ کیوں کہ آج کل ٹائیگر اور ہاشم ایک ساتھ ہی کوئی پروجیکٹ کر رہے ہیں۔ ایسے میں ٹائیگر ہاشم کا سب سے وفادار بندہ نہیں مار سکتا۔۔ اور پھر یہ دیکھو تم لوگ اس کا دل نہیں نکالا گیا۔۔ جبکہ ٹائیگر مارنے کے بعد دل نکال کر مرے ہوئے بندے کی لاش کے سامنے رکھتا ہے۔۔ میرے خیال سے یہ کام اس کا نہیں۔۔"

واجد نے ان دونوں کا دھیان دوسری طرف کروایا۔ تو ان لوگوں کو بھی مناسب لگا تھا اس اینگل سے تو ان لوگوں نے سوچا ہی نہیں تھا۔

"ہاں بات تو واجد کی بھی ٹھیک ہے۔۔ لیکن کون مار سکتا ہے اسے ہاشم کا خاص بندہ تھا وہ۔۔"

حدید نے کہا تو واجد نے لاعلمی سے شانے اچکائے (لیکن اس کا دل کر رہا تھا جا کر ٹائیگر کا سر پھاڑ دے) ہادی کا فون مسلسل بج رہا تھا لیکن اس نے دھیان نہ دیا۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

نمل آج کافی دنوں بعد باہر نکلی تھی۔۔ اور وہ بھی اکیلے گارڈز کو چکما دے کر۔۔ لیکن

اس کا کیلے نکلنا سے بھاری پڑ گیا تھا۔۔ وہ گھر سے کافی دور آگئی تھی۔۔ جب اسے احساس ہوا کوئی گاڑی اس کی گاڑی کے پیچھے آرہی ہے شام ہوگئی تھی۔۔ اور جو روٹ اس نے لیا تھا وہ بھی کافی سنسان تھا۔۔ اکاد کا گاڑیوں کے علاوہ کوئی ذی روح نہ تھا۔۔ نمل نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی۔۔ وہ گاڑی مسلسل اسے فالو کر رہی تھی۔۔ اچانک اس کی گاڑی کے آگے رکی نمل نے آنکھیں بند کر لی۔۔ تھوری دیر بعد اس کی کھڑکی کی طرف ایک لڑکا آیا اور اس کا دروازہ کھولا۔۔ وہ کھڑکی کھلی رکھتی تھی اس لئے آسانی سے دروازہ کھولا۔۔ اور اسے ہاتھ سے پکڑ کر باہر نکالا وہ کھنچتی چلی آئی۔۔ اب دوسرا لڑکے نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی پکڑا۔۔ وہ مسلسل خود کو چھڑانے کی سعی کر رہی تھی لیکن ناکام۔۔ اور وہ دونوں اسے لئے جنگل کی طرف جا رہے تھے۔۔ ان لوگوں کو خود سے دور کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔۔ لیکن وہ دونوں اسے گھسیٹتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔۔ ایک جگہ رک کر انہوں نے اسے زمین پہ پھینکا تو نمل بھاگنے لگی۔۔ لیکن ان میں سے ایک نے اسے پکڑ لیا۔۔ وہ خود کو بچانے کی کوشش کرنے لگی چیننے لگی جتنی طاقت اس میں تھی اس نے لگائی۔۔ لیکن ایک لڑکے نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا اس کی چیخیں دب گئی۔۔ لیکن وہ دونوں شیطان صفت درندے اس کی ایک بھی چیخ کی پرواہ کیے بغیر اس کے پاس بڑھ رہے تھے۔۔ ایک نے اسے ہاتھوں

سے پکڑ رکھا تھا دوسرا اس پہ جھکا تھا۔۔ اس نے اس کا دوپٹہ اتار کر پھینکا اور چھونے لگا۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ غلط کرتا فضا میں فائیر کی آواز گونجی۔۔ اور پھر اس لڑکے کی چیخ نکلی جو اس پہ جھکا تھا۔۔ کسی نے اس لڑکے کو اس کے اوپر سے اٹھایا۔۔ اور دوسرے لڑکے کی بھی چیخ سنائی دی۔۔ اس نے اس طرف دیکھا جہاں وہ لڑکا اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔۔ لیکن اس نے اپنے ہاتھ میں موجود گن سے فائیر کیا جو نمل لگا۔۔ نمل کو اپنے پیٹ میں کوئی چیز چیرتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔ اور دوسری گولی اس کے بازو پہ لگی۔۔ اور وہ نیچے گرتی چلی گئی اور بیجوش ہو گئی۔۔ ان لوگوں نے ان تینوں لڑکوں کو پکڑا نہیں اپنے ایک بندے کے ساتھ بھیجا۔۔ شہنواز نمل کے پاس آیا۔۔ جس کا خون بہہ رہا تھا۔۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

نمل کو گھر سے نکلتا دیکھ کر جو گاڑی ڈرائیو نے نمل کے لئے رکھے تھے اس کے پیچھے گئے۔۔ اس گاڑی کا پتہ ان لوگوں کو بھی تھا جو نمل کو فالو کر رہی تھی۔۔ لیکن ٹریفک کی وجہ سے نمل کی گاڑی آگے نکل گئی تھی اور وہ لوگ سگنل بند کی وجہ سے دیر پہنچے۔۔ اگر وہ صحیح وقت پہ نہ پہنچتے تو پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔۔ لیکن نمل کو گولی لگ چکی تھی ڈرائیو ان کا جو حال کرتا وہ الگ۔۔ لیکن فحالی ان لوگوں نے ان لڑکوں کو پکڑ لیا تھا اب وہ لوگ نمل کو ہسپتال لے جا رہے تھے نمل کا خون بہت زیادہ بہہ گیا تھا۔۔ ایسے میں وہ لوگ ڈرائیو کو بتانے میں اس کے انتظار میں وقت برباد نہیں کر سکتے تھے۔۔ اس لئے اسے ہسپتال لے جا رہے تھے نمل کے فون سے مسلسل ہادی کو فون لگا رہے تھے۔۔ لیکن ہادی فون نہیں اٹھا رہا تھا تو شہنواز نے ڈرائیو کا نمبر ملا یا وہ بھی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔۔ ہسپتال پہنچ کر ان لوگوں نے اسے گاڑی سے نکال کر اسٹریچر پہ لٹایا اور اندر بڑھ گئے۔۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

ہادی کا فون مسلسل بج رہا تھا پہلے اس نے نظر انداز کیا۔۔ لیکن بار بار بجنے پہ موبائیل نکالا تو شازیہ بیگم کی کال تھی۔۔

"اسلام و علیکم ممانیریت؟"

فون اٹھاتے ہوئے ہی اس نے پوچھا۔۔ ورنہ شازیہ بیگم اسے کام کے وقت کال نہیں کرتی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہادی نمل گھر پہ نہیں ہے۔۔ دوپہر میں نکلی تھی رات ہونے والی ہے وہ واپس نہیں آئی۔۔ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔۔ فون بھی نہیں اٹھا رہی۔۔ اس کے گارڈز بھی یہیں ہیں۔۔ وہ اکیلی گئی تھی ہادی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔"

شازیہ بیگم نے روتے ہوئے کہا۔۔ ہادی نے ٹائم دیکھا تو سچ میں اسے پریشانی ہوئی۔۔

اتنی دیر نمل گھر سے نکلی تھی ابھی تک واپس نہیں آئی گاڈز کے بغیر اسے تو راستے بھی
ٹھیک سے نہیں معلوم تھے۔۔

"اچھا ماما آپ پریشان نہ ہوں میں دیکھتا ہوں اسے۔۔ کچھ نہیں ہوگا اسے میں ہوں
نہ۔۔ آپ فون رکھیں میں دیکھتا ہوں۔۔"

اس نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کال بند کی۔۔ اس کی سمجھ نہیں آ رہا تھا نمل کہاں جا
سکتی ہے وہ بھی اتنی دیر تک۔۔ کال بند کرتے ہوئے اس نے حدید کو بلایا اور وہ دونوں
نمل کی تلاش کے لئے نکلے۔۔ جب ہادی نے اپنا فون نکالا نمل کو کال کرنے کے لئے تو
وہاں نمل کی کوئی دس بارہ کالز لگی ہوئی تھیں۔۔ اس نے جلدی سے نمل کو کال ملائی
تین چار بیلز کے بعد کال اٹھالی گئی۔۔

"نمل گڑیا کہاں ہو آپ اس وقت؟"

ہادی نے نمل سے پوچھا لیکن نمل کی جگہ اس نے کسی مرد کی آواز سنی۔۔

"وہ بی بی اس وقت ہسپتال میں ہیں انہیں گولیاں لگی ہیں۔۔ ہم کب سے آپ کو کال کر رہے ہیں۔۔ اور یہ لوگ انہیں ایڈمٹ بھی نہیں کر رہے۔۔ علاج بھی نہیں کر رہے۔۔ ان کا کہنا ہے یہ پولیس کیس ہے۔۔ بی بی کا خون بہت زیادہ بہہ گیا ہے۔۔ اور یہ لوگ علاج نہیں کر رہے۔۔"

سامنے والا بندہ جو بھی تھا اس نے جیسے اس سو پھونکا تھا اس کے کانوں میں۔۔ ایک جھٹکے سے گاڑی روکی اس نے اس کی نمل اس کی بہن دوست بیٹی اس وقت ہسپتال میں ہے۔۔ اسے گولیاں لگی ہیں اسے کال کی گئی لیکن اس نے کال نہ اٹھائی تھی۔۔

"کک کون سا ہسپتال جلدی بتاؤ مجھے؟"

ہادی کی زبان لڑکھڑائی تھی حدید اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ جس نے سامنے والی کی بات سن کر فون رکھا اور گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔ حدید نے دیکھا اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اس کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا پانی نہیں آنسوؤں تھے ہاں آنسوؤں تھے۔۔ اے ایس پی عبدلہادی افتخار اپنی بہن کی حالت کا سن کر رو رہا تھا حدید نے اس سے پوچھا۔۔



"کیا ہوا ہادی سب ٹھیک ہے نہ چھوٹی کا پتہ چلا کچھ؟"

"حدید اسے گولیاں لگی ہیں وہ ہسپتال میں ہے۔۔"

اس نے گاڑی موڑتے ہوئے کہا حدید بھی اسی شاک میں چلا گیا نمل تو اسے بھی بہت عزیز تھی بلکل اپنی بہنوں کی طرح اور وہ ہادی کا دکھ سمجھ سکتا تھا نمل کو تو وہ اپنی بیٹی کہتا تھا

"وہ ٹھیک ہو جائے گی ہادی تم پریشان نہ ہو"

حدید نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے تسلی دیتے ہوئے کہا۔۔ ہادی نے کچھ نہ کہا اور وہ لوگ پندرہ منٹ میں ہسپتال پہنچے۔۔ وہ کیسے پہنچا کیسے اتر ا سے کچھ نہیں پتہ تھا۔۔ جب وہ ایک کاریڈور سے گزرا تو اسے نمل ایک اسٹریچر پہ پڑی نظر آئی وہ فوراً اس کے پاس بڑھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نمل میری جان آنکھیں کھولو دیکھو میں آگیا ہوں۔۔"

ہادی نے نمل کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔۔ تب تک حدید ڈاکٹر کو بلا کر آیا تھا۔۔ ہادی ڈاکٹر کو آتا دیکھ اس کے طرف بڑھا اور اسے گریبان اے پکڑ کر دیوار سے لگایا۔۔

"میری بہن کا علاج کس نے نہیں کیا؟ بتاؤ کون سا ڈاکٹر تھا جس نے اس کے علاج کے لئے انکار کیا۔۔؟ اگر گر میری بیٹی کو کچھ ہوا تو میں اس ہسپتال کو آگ لگا دوں گا سنا تم لوگوں نے۔۔"

ہادی نے اس کا گلا دباتے ہوئے کہا حدید نے اس کے گرفت سے ڈاکٹر کو آزاد کروایا۔۔
تو ڈاکٹر نے اسٹاف سے کہہ کر نمل کو انٹینسوی کیریونٹ لے گئے تو وہاں کا چیرمین آگیا۔۔

"دیکھیں یہ پولیس کیس ہے۔۔ اس لئے ہم کوئی علاج نہیں کر سکتے۔۔"

ڈاکٹر کے کہنے پہ ہادی نے اپنا آئی ڈی کارڈ اور سروس کارڈ اس کے منہ پہ مارا تو ڈاکٹر بوکھلا کر پیچھے ہٹا۔۔

"بھاڑ میں گئے تم لوگوں کے رولز۔۔ اور پولیس کیس ہے یہ میں اے ایس پی
عبدالہادی افتخار ہوں۔۔ اور اگر میری بچی کو کچھ ہوا تو میں قسم کھاتا ہوں اپنی بہن کی
اس ہسپتال کو آگ لگا دوں گا اس کے ساتھ تمہیں بھی۔۔ اب جا کر کام کرو اپنا
میری بیٹی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے سمجھے۔۔"

ہادی دھاڑتے ہوئے گویا ہوا۔۔ حدید نے ڈاکٹر کو وہاں سے بھیجا۔۔ تو ہادی ٹائیگر کے
گارڈ کے پاس آیا۔۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم لوگ کون ہو اور چھوٹی کیسے ملی تم لوگوں کو؟"

ہادی سے پہلے حدید نے ان دونوں سے پوچھا۔۔ تو شہنواز نے اسے ساری بات بتائی۔۔
جیسے جیسے وہ بتاتے جا رہے تھے ہادی کو لگ رہا تھا کوئی اس کے کانوں میں گرم سیسہ

انڈیل رہا ہے۔۔ اس کی گڑیا کے ساتھ یہ اب کیسے ہو گیا اس کے ہوتے ہوئے۔۔ وہ نیچے بیٹھتا چلا گیا ہسپتال کا سارا اسٹاف اس کی حالت دکھ سے دیکھ رہا تھا۔۔ چھ فٹ کا منظبوط مرد اس وقت گھٹنوں پہ بیٹھا اپنی بہن کے لئے رو رہا تھا۔۔ حدید نے اسے اٹھایا اور اسے لئے ایک کرسی پہ بیٹھایا۔۔

"حدید میری گڑیا۔۔ اس نے کال کی تھی مجھے میں نے نہیں اٹھائی۔۔ اگر وہ لوگ نہ ہوتے تو پتہ نہیں کیا ہو جاتا نمل کے ساتھ۔۔ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔ میں اس کی کال رسیو کرتا تو یہ سب نہ ہوتا میں کیا کروں حدید۔۔ کیسے جاؤں گا اس کے سامنے اس کا بھائی اس کی حفاظت نہیں کر سکا۔۔ حدید وہ ٹھیک ہو جائے گی نہ۔۔"

وہ حدید سے بات کرتے ہوئے رونے لگا۔۔ حدید نے اسے گلے لگایا اور اس کی پیٹھ تھپکنے لگا۔۔

تمہاری غلطی نہیں ہے یہ ہادی۔۔ اور دیکھ چھوٹی کے ساتھ کچھ غلط نہیں ہوا
 نہ۔۔ اور تم خود کو بلیم مت کرو۔۔ اس وقت چھوٹی کو تمہاری ضرورت ہے انکل آنٹی
 کو تمہاری ضرورت ہے۔۔ دیکھو کب سے آنٹی کی کال آرہی ہے سنبھالو خود کو۔۔
 چھوٹی ٹھیک ہو جائے گی اسے تمہاری دعاؤں کی ضرورت ہے۔۔"

حدید نے اسے سمجھایا تو اسے خیال آیا شازیہ بیگم کا اس نے فون نکالا اور افتخار صاحب کو
 آدمی بات بتا کر انہیں ہسپتال آنے کا کہا۔۔ اور خود آپریشن تھیٹر کے دروازے کے
 باہر رکا اور اپنی بہن کو دیکھنے لگا جس پہ ڈاکٹر جھکے اسے زندگی کی رونقوں کی طرف
 واپس لانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

ٹائیگر اپنے گھر میں داخل ہوا تو شہنواز پہلے سے اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔۔ جیسے ہی

ٹائیگر اندر گیا شہنواز اس کے پیچھے آیا۔۔

"بولو بھی شہنواز کیا بات ہے۔۔ کال بھی کر رہے تھے تم مسئلہ ہے کوئی؟"

ٹائیگر نے اسے اپنے پیچھے آتا دیکھ کر پوچھا تو شہنواز نے بات شروع کی۔۔

"بھاوہ نمل بی بی انہیں گولیاں لگی ہیں۔۔ اس وقت ہسپتال میں ہیں۔۔"

شہنواز نے اسے بتایا پانی کا گلاس منہ کی طرف لے جاتا ہوا ہاتھ تھا۔۔ ساتھ ہی دل کی

دھڑکن بھی تھمی۔۔ گلاس رکھ کر اس کی جانب متوجہ ہوا جو سوچ رہا تھا پوری بات

کیسے بتائے۔۔

"جانم کو گولیاں کیا مطلب تمہارا ہاں؟ کیسی ہے وہ؟ کیسے لگی گولیاں اسے؟ تمہیں
اس کی حفاظت کے لئے رکھا تھا نہ تو اسے کیسے لگی گولیاں ہاں؟"

ٹائٹنگر نے اس کا گریبان پکڑ کر اسے دیوار سے لگاتے ہوئے پوچھا

شہنواز نے مزاحمت نہیں کی۔۔ وہ جانتا تھا غلطی اس کی تھی سگنل توڑ بھی تو سکتا تھا۔۔
وہ اسے رہ رہ کر ان لڑکوں کی جرات یاد آ رہی تھی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بھاوہ۔۔"

اور شہنواز نے ساری بات اسے بتادی۔۔

جیسے جیسے وہ سنتا گیا اسے لگا وہ پانچ سال پیچھے چلا گیا۔۔ اس کی اسی بے خبری کی وجہ
سے اس کی چھوٹی نے جو تکلیف برداشت کی تھی اس پہ پہ جو گزری تھی وہ کیسے بھول

سکتا تھا اور اب نمل۔۔ غصے سے اس کی رگیں تن گئیں مٹھیاں سختی سے بھنچتی گئی اس نے شہنواز کو چھوڑا۔ اور ٹیبل پہ پڑا اس پوری قوت سے دیوار پہ دے مارا نازک سا واس منٹوں میں کرچیوں میں تبدیل ہو گیا پھر شہنواز کی جانب بڑھا۔

"نام بتاؤ ہاسپٹل کا اور وہ لڑکے ان کیا بنا؟ شہنواز اگر تم نے انہیں بھاگنے دیا تو خیر نہیں تمہاری۔۔"

شہنواز نے اسے ہسپتال کا نام بتایا اور ان لڑکوں کے بارے میں بھی بتایا جو اس وقت ٹارچر ہاؤس میں واجد کے حوالے تھے۔۔ ٹائیگر اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی باہر گیا۔ اور ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے ہسپتال پہنچا۔۔ لیکن وہاں جگہ جگہ پولیس والے کھڑے تھے۔۔ ایک کرسی پہ شازیہ بیگم اور ان کے ساتھ افتخار صاحب تھے سامنے آپریشن تھیٹر کے دروازے سے سرٹکائے ہادی کھڑا تھا۔ اس نے ایک میگزین اٹھائی اپنے چہرے کے سامنے پھیلا کر پاس پڑی کرسی پہ بیٹھ گیا۔ وہ ہادی کے سامنے اس کے کمرے میں نہیں جاسکتا تھا۔۔ نہ ہی ہادی اسے جانے دیتا اس لئے انتظار

کرنا بہتر لگا سے۔۔

”یہ اتنی دیر کیوں لگا رہے ہیں ہادی پوچھو نہ ان سے؟“

اس کو آپریشن تھیٹر میں جاتے ہوئے کو تین گھنٹے ہو گئے تھے۔ لیکن ابھی تک کوئی ڈاکٹر باہر نہیں آیا تھا نہ ہی کسی نے اس کی خیر خبر سنائی تھی۔ شازیہ بیگم کے پوچھنے پہ ہادی ان دونوں کے سامنے آیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ان دونوں کے ہاتھ پکڑے۔

”مما بابا مجھے معاف کر دیں۔ میں نمل کی حفاظت نہ کر سکا۔ بابا میں اپنی بیچی کی حفاظت نہ کر سکا مجھے معاف کر دیں۔“

ہادی کی حالت دیکھ کر شازیہ بیگم اپنا غم بھول گئی تھیں۔

”نہیں میرے بچے اس میں تمہاری غلطی نہیں ہے تم دعا کرو وہ ٹھیک ہو جائے گی۔“

پریشان نہ ہو ہادی بیٹا دعا کرو۔“

ابھی وہ بات کر رہی تھی کہ ڈاکٹر باہر آئے تو ہادی ان کی جانب لپکا۔

”پیشنٹ کیسی ہیں میری گڑیا ٹھیک ہے نہ؟“

ہادی نے ان سے پوچھا۔

"دیکھیں آپریشن کامیاب ہوا ہے۔ آپ کی بیٹی کافی حوصلے والی ہیں ورنہ جتنا خون بہا تھا ان کا بچنا کسی معجزے سے کم نہیں ہے۔ وہ اب آؤٹ آف ڈینجر ہیں۔ انہیں روم میں شفٹ کر دیں گے تو آپ لوگ ان سے مل سکتے ہیں۔ صبح تک انہیں ہوش بھی آجائے گا انشاء اللہ۔ انسپیکٹر ہادی پور ڈاٹرازر نیلی ویری بریو۔"

ڈاکٹر نے پیشوار نہ مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجا کر ان سب کو جیسے نئی زندگی دی تھی۔ اور نمل کو وہ سچ میں ہی ہادی کی بیٹی سمجھنے لگے تھے اس لئے اس آخر میں کہتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

پچھے بیٹھے ٹائیگر نے بھی سکون کا سانس لیا۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

اس نے آنکھیں کھولی ہر جگہ اندھیرا تھا۔ اس نے آنکھیں چھپکی منظر کچھ صاف ہوا سفید دیواریں نظر آرہی تھی۔ اس نے ذہن پہ زور دینے کی کوشش کی۔ وہ اس وقت کہاں ہے لیکن اسے کچھ سمجھ نہ آیا شاید ابھی تک غنودگی میں تھی۔ فجر پڑھ کر ہادی لوٹا

تو نمل کی آنکھوں کی پتلیاں حرکت میں آرہی تھی وہ اس کے پاس بڑھا اسی وقت نمل نے آنکھیں کھولی۔ شام کے واقعے کو یاد کرنے لگی۔ ابھی تک ٹھیک سے ہوش میں نہیں آئی تھی۔

"بھائی۔!"

آہستہ آہستہ جب اسے سب یاد آنے لگا تو ڈر کراٹھ بیٹھی۔ ہادی جو اس کے پاس ہی بیٹھا تھا فوراً اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"میری جان میں یہیں ہوں آپ کے پاس۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں آپ کو۔"

ہادی کی آواز سن کر اس نے ہادی کو دیکھا۔ جواب اس کے پاس بیٹھا اس کے ہاتھ میں لگی ڈرپ کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی حمت نہیں ہو رہی تھی وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ سکے۔ وہ اس کے لگ کر رونے لگی ہادی نے اسے خود میں بھینچا۔

"بھائی وہ۔ وہ لڑکے۔ بھائی مجھے ڈر لگ رہا ہے بہت۔"

نمل لڑکھڑاتے ہوئے اسے بات بتا رہی تھی تو ہادی نے اس کے ہوں سٹوں پہ انگلی رکھی۔

"شش کچھ نہیں ہو امیرے بچے۔ آپ کا بھائی آپ کے پاس ہے۔ مجھے پتہ ہے میری جان۔ شکر ہے خدا کا آپ بالکل ٹھیک ہو پر نس۔ آپ کو اب کسی چیز سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔"

ہادی نے اسے خود سے دور کیا۔ اس کے آنسوں کرتے ہوئے بولا۔ سچ تو یہ تھا وہ یہ سب نمل کے منہ سے سننے کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا۔ ساری رات اس کی اس سوچ میں اس شرمندگی میں گزری تھی اس کی گڑیا کے ساتھ اگر کچھ ہو جاتا۔ اگر شہنواز وقت پہ نہ پہنچتا تو اور اس سے آگے سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا وہ۔ اس کے دل میں ڈر بیٹھ گیا تھا ساری رات جاگ کر اس نے نمل کی حفاظت کی۔ اسے چپ کر وایا اور ڈاکٹر کو لینے گیا۔

ہادی کے نکلتے ہی ٹائیگر اس کے روم کے دروازے کے پاس آیا۔ اسے ہوش میں دیکھ کر اس کا دل کیا اس کے پاس جائے لیکن روم میں شازیہ بیگم بھی تھیں اس لئے دور سے اسے دیکھ کر واپس چلا گیا۔ ساری رات ٹائیگر وہیں تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا جو پانچ سال پہلے ہوا پھر سے ہو۔ اس لئے وہ نمل کے پاس رہنا چاہتا تھا۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

"گڑیا کہیں درد تو نہیں ہو رہا؟ کچھ چاہیے آپ کو؟"

ڈاکٹر کے جانے بعد ہادی نے نمل سے پوچھا جس نے نفی میں سر ہلایا۔ کل شام والا واقع اس سے بھلائے نہیں بھول رہا تھا۔ اگر وہ لوگ وقت پہ نہ پہنچتے تو۔ یہ بات اسے ڈر رہی تھی۔

"گڑیا کیا بات ہے بتاؤ؟ چپ کیوں ہو میری جان؟ کہیں درد ہو رہی؟ میں ڈاکٹر کو بلاؤں؟"

ہادی نے اسے چپ دیکھ کر پوچھا۔

بھائی مجھے معاف کر دیں۔ میں گارڈز کے بغیر گئی تھی باہر اس لئے یہ سب ہوا۔ بھائی وہ لڑکے میرے ساتھ بہت غلط کر سکتے تھے بھائی اگر وہ لوگ نہ آتے؟ تو میں کیا کرتی

بھائی اگر میرے ساتھ کچھ۔"

ہادی کے پوچھنے پہ بول بیٹھی آنسوؤں کے درمیان اپنے بھائی سے اپنے دل میں چھپی بات کہہ ڈال۔

"شش گڑیا تمہیں کچھ نہ ہوتا۔ اللہ پاک تمہارے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دیتے۔ میری جان اللہ پاک نے ان لوگوں کو تمہاری حفاظت کے لئے بھیج دیا تھا۔ اور ایسا کیسے ہو سکتا ہے اللہ پاک تمہیں ان لوگوں کے ہاتھوں رسوا ہونے دیتے۔ میری جان اب اپنے ایسا نہیں سوچنا ٹھیک ہے نہ ہی رونا ہے اب۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں ان لوگوں کو چھوڑوں گا نہیں میں۔"

ہادی نے اسے سمجھایا تو اس نے اپنے آنسوؤں صاف کیئے۔

میری جان مجھے معاف کرنا میں تمہاری حفاظت نہ کر سکا۔ ہادی نے سوچا سے لگ رہا تھا یہ سب اس کی لاعلمی کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس نے ایک نظر نمل کو دیکھا جو کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔ اسے کچھ وقت لگے گا ٹھیک ہونے میں ہادی نے سوچا۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

آج کل ملک کے حالات کچھ زیادہ ہی خراب تھے۔ کوئی خبر ہو نہ ہو ایسی خبریں ضرور ہوتی تھی۔ سچ تو یہ ہے آج کل لڑکی پاکستان میں محفوظ نہ تھی۔ ہر دوسرے دن کوئی نہ کوئی ایسی خبر ضرور ہوتی تھی۔ لیکن ان کو سزا دینے والا کوئی نہ تھا۔ یہاں تصور وار و کٹم کو ہی کہلایا جاتا ہے۔ یہاں و کٹم کے کپڑوں سے اندازہ لگایا جاتا ہے کہ اس نے کیسے کپڑے پہنے تھے جینس شرٹ میں تھی تو ضرور اس نے اس لڑکے کو پرووک کیا ہوگا۔ سمجھ نہیں آتا کوئی لڑکی کیسے اپنے کپڑوں سے مردوں کو پرووک کرے گی کہ آؤ میرا ریپ کرو؟ چلیں اس نے تو جینس پہن رکھی تھی اس کے ساتھ یہ ہوا برقع پہنی ہوئی عورت کا کیا تصور؟ یا ایک معصوم بچی جو ہاتھ میں دس روپے پکڑے چیز لینے جا رہی

اس کا کیا قصور؟ تم لوگ اتنے گرگئے ہو ایک پانچ سال کی بچی کو نہیں چھوڑ رہے؟ پانچ سال کی بچی ہو یا بیس سال کی لڑکی یا چالیس پچاس سال کی عورت زندہ تو چھوڑو مری ہوئی عورت بھی محفوظ نہیں؟ کیا ہے وہ پاکستان جس کا خواب علامہ محمد اقبال نے دیکھا تھا؟ کیا یہ ہے وہ پاکستان جس کے لئے قائد اعظم نے اور باقی سب نے قربانیاں دی تھی؟ کیا ہم آزاد ہیں؟ کیا یہ ریاستِ مدینہ ہے؟ جہاں ایک چھوٹی / چھوٹا بچی / بچا محفوظ نہیں جہاں نہ بیس سال کی لڑکی نہ چالیس پچاس سال کی عورت محفوظ ہے؟ نہ ٹرانس جینڈر محفوظ نہ کوئی بلی / جانور محفوظ؟ نہ بچوں کی ماں محفوظ ہے؟ نہ زندہ عورت محفوظ نہ ہی قبر میں موجود مردہ عورت محفوظ؟ کیا کوئی انہیں سزا دینے والا نہیں اور کب تک ایسا چلے گا؟ لوگ کہتے ہیں جو دوسروں کی بیٹی کے ساتھ کیا ہے اپنی عورتوں کے ساتھ بھی وہی ہو گا مکافات عمل ہو گا۔ میں سوچتی ہوں مکافاتِ عمل بھی لڑکی کو ہی بھگتنا پڑے گا؟ اپنے باپ بھائی بیٹے شوہر کا کیا بھی لڑکی بھگتے گی؟ ایک اور لڑکی ایک اور ہو اکی بیٹی اپنے بھائی باپ کے کئیے کی سزا پائے گی؟ کب تک ایک لڑکی ایک نہ کردہ گناہ کی سزا پائے گی؟ کیا ہم لڑکیاں بس اسی کے لئے ہیں؟ نہیں سزا کے حقدار بھی وہی ہیں جس نے گناہ کیا جس نے جرم کیا ہے ایک اور ہو اکی بیٹی نہیں ایسے لوگوں کی سزا سرعام پھانسی ہے جب تک ایسے تین چار مجرموں کو سزا نہیں ملے گی تب تک اس طرح کے

جرم بڑھتے جائیں گے سزا چند مجرموں کو ملے گی سبق سو کو ملے

گا۔

پانچ سال کی بچی کا برقع کہاں سے لاؤں؟

وہ جس کے جسم کو نوچ کھا یا تم نے بیچ شہر میں

اس ماں کے بچوں کا بچپنا آخر کہاں سے لاؤں؟



ارے مرد ہو تم تمہاری ہستی کا اتنا تورعب ہو

پاس سے گزرے عورت تو بے خوف ہو۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

اس واقعے کو دس دن ہو گئے تھے۔ جہاں ہادی نے نمل کی سیکورٹی بڑھادی تھی وہیں ٹائیگر نے بھی چند اور گارڈز بڑھادیئے تھے۔ کیونکہ فلحال وہ ملک سے باہر تھا۔ اس واقعے کے ایک دن بعد ہی اسے جانا پڑ گیا وہ نہ صرف پاکستان کا بلکہ ریشمن مافیا کا بھی بہت خاص میمبر تھا۔ اس لئے اسے جانا پڑتا تھا وہاں وہ ایسے کاموں میں زیادہ ملوث نہ تھا۔ ڈرگزار اور ایگل اصلحہ لانے اور دوسرے ملک بھیجنے کا کام کرتا تھا۔ بس معمولی سی سرگرمیاں تھیں وہاں اس کی۔ ایگل اصلحہ اتنے لیگل طریقے سے امپورٹ ایکسپورٹ کرتا تھا کہ لوگ حیران رہ جاتے تھے۔



XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

نمل خاموش رہنے لگی تھی اس واقعے کے بعد۔ ہادی نے ماما بابا سے کہا تھا اسے وقت دیں۔ رات کو وہ نیند میں ڈر جاتی تھی اس لئے ماما اب اس کے ساتھ سوتی تھیں۔ ہادی بھی زیادہ وقت اس کے ساتھ گزارنے لگا تھا۔ حدید بھی اس کا دھیان بٹانے کے لئے اسے نئی نئی نیٹفلکس کی سیریز بتاتا تھا۔ حدید اپنی بہن فجر کو بھی اس کے پاس چھوڑ گیا تھا۔

فجر نمل کی دوست تھی۔ سب لوگ اس کا مانیڈ اس واقعے سے ڈائیورٹ کرنے کی سر
توڑ کوشش کر رہے تھے۔ اور وہ لوگ اس کوشش میں کافی زیادہ کامیاب بھی ہو گئے
تھے۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

ٹائیگر رات کو واپس آیا اس وقت تقریباً رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا جب وہ ایئر پورٹ سے
نکلا اور گاڑی سیدھا نمل کے گھر کی جانب روانہ کی۔ اور آدھے گھنٹے بعد اس کی کھڑکی
کھول کر اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ آج نمل اکیلے ہی سوئی تھی کیونکہ اب وہ ڈر
ہادی کی مدد سے کہیں دور جا سویا تھا۔ ٹائیگر چلتا ہوا اس کے پاس آیا جو اس وقت گہری
نیند میں تھی۔ اس کے کچھ بال اس کے چہرے پہ بکھرے تھے۔ ٹائیگر نے اس کے
بالوں کو ہٹایا تو کسمائی لیکن پھر سو گئی۔ ٹائیگر دور ہوا اور اس کے چہرے کو دیکھنے لگا۔
سوتی ہوئی وہ کسی معصوم بچی کی طرح لگ رہی تھی۔ اس کا بلیسٹ نیچے لڑھک رہا تھا۔
ٹائیگر کی نظر اس کے بازو پہ گئی جہاں اسے گولی لگی تھی ٹائیگر نے اس جگہ پہ نرمی سے

ہاتھ پھیرا۔ بلینکٹ ٹھیک کرتا سامنے سٹری ٹیبل کی چنیر اٹھا کر بیٹھا۔ اسے دیکھتے دیکھتے اس کی آنکھ لگ گئی۔

نمل کی آنکھ فجر کے قریب کھلی۔ وہ آنکھیں مسلتی اٹھی تو اسے اپنے سامنے کر سی پہ بیٹھے سوتے ہوئے ٹائیگر پہ نظر گئی۔ وہ اسے دیکھ کر ڈر گئی پہلے تو اسے لگا وہ خواب دیکھ رہی ہے آج کل اسے خواب بھی تو عجیب آرہے تھے۔ لیکن نہیں خواب نہیں تھا ٹائیگر سچ میں وہیں تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا یہ یہاں کب آیا۔ اسے ٹائیگر سوتا ہوا معصوم سا بچا لگ رہا تھا نمل اسے غور سے دیکھنے لگی نائیٹ بلب کی روشنی میں اس کی پیشانی پہ پڑے بل اس کے ہلتے ہونٹ واضح نظر آرہے تھے شاید کوئی خواب دیکھ رہے ہیں۔ نمل نے سوچا گلے ہی پل ٹائیگر ہڑ بڑا کراٹھا۔ نمل نے ہاتھ آگے بڑھا کے لائیٹس آن کی ٹائیگر لمبے ساسن لے رہا تھا اس کا چہرہ پسینے سے تر تھا۔ وہ کر سی سے اٹھا تو اس کی نظر نمل پہ گئی۔ اسے یاد آیا وہ نمل کے کمرے میں آیا تھا شاید وہیں آنکھ لگ گئی تھی اس کی۔ نمل کو اس کی طبیعت ٹھیک نہ لگی نمل اٹھی اور روم فریج سے پانی کی بوتل نکالی اور گلاس میں پانی انڈیل کر پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھایا۔ جو یہ سب

بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اس نے نمل کے ہاتھ سے پانی لیا اور ایک ہی سانس میں پی گیا۔ پھر اس نے نمل کے ہاتھ سے پوری بوٹل ہی لے لی اور اسے بھی ایک ہی سانس میں پی گیا۔ پھر اس کی نظر نمل پہ گئی اسے یاد آیا اس کے زخم تو ابھی تازہ تھے۔ نمل اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔ اس کی نظر اس کے بازو پہ گئی جہاں سے پٹی تھوری سی نم ہو رہی تھی شاید خون بہہ رہا تھا۔ اس نے نمل کو ہاتھ سے پکڑ کر بیڈ پہ بٹھایا۔

"پرنس آپ کے زخم ٹھیک نہیں ہوئے ہیں ابھی تک۔ آپ کیوں بیڈ سے اٹھی تھی۔"

اس نے نمل کی آستین اوپر کرتے ہوئے پوچھا۔ نمل جو اس کی عجیب سی حالت کے زیر اثر تھی اس کو اپنی آستین اوپر کرتے دیکھ ہوش میں آئی۔ اور فوراً اس سے دور ہوئی۔ ٹائنگر نے اس کے چہرے پہ پھیلے خوف کو دیکھا یہ خوف یہ وہشت وہ کیسے بھول سکتا تھا۔ (پانچ سال پہلے یہ وہشت کسی کے چہرے پہ دیکھ چکا تھا) نمل بیڈ کے کونے سے

چپک کر بیٹھ گئی۔

"پرنس ڈرو نہیں میں ہوں ٹائیگر۔ ٹائیگر اپنی پرنس کے ساتھ کچھ غلط نہیں کر سکتا۔ آپ کا زخم ٹھیک نہیں ہے خون بہہ رہا ہے مجھے دیکھنے دیں۔ یہ دیکھو فرسٹ ایڈ کٹ پڑی ہے میں بس زخم صاف کروں گا آپ کا پراس۔"

ٹائیگر نے شاید ٹیبل پہ پڑا فرسٹ ایڈ کٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور نمل کے آگے اپنا ہاتھ کیا جسے پہلے تو نمل دیکھنے لگی۔ پھر اس نے اپنے زخم کو دیکھا جہاں سے خون بہہ رہا تھا اور درد بھی ہو رہا تھا اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پہ رکھا اور تھورا فاصلے پہ بیٹھ گئی۔ ٹائیگر فرسٹ ایڈ کٹ کھولے اس کے بازو سے پیٹی اتارتے ہوئے زخم کا معائنہ کرنے لگا۔ زخم زیادہ خراب نہیں تھا شاید ہاتھ کو حرکت دیتے ہوئے اس پہ پریش پڑنے سے خون بہہ رہا تھا۔ اس نے ایک نظر نمل کو دیکھا جو آنکھوں میں نمی لئیے ہونٹ کا کونادانتوں سے دبائے اس ہی دیکھ رہی تھی۔ ٹائیگر کا دل کیا اس کے ہونٹ کو دانتوں سے نکالے (اس نے دل کی آواز کو دبا یا) اور زخم صاف کرنے لگا۔

"سس۔!"

نمل کی سسکی نکلی ٹائیگر نے سراٹھا کر اسے دیکھا اس کی آنکھوں سے آنسوؤں نکلنے کو
 بیتاب تھے۔ ٹائیگر نے اس کے زخم پہ پھونک مارتے ہوئے اس کے زخم کو صاف
 کرنے لگا پھر اس پہ اوئینٹمنٹ لگا کر صاف پٹی باندھنے لگا۔ یہ کام وہ بہت مہارت سے
 کر رہا تھا اس نے چیزیں سمینٹ کر اپنی جگہ پہ رکھی پھر ایک جگہ رک کر نمل کو دیکھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"واشروم وہ ہے۔"

نمل اس کی الجھن سمجھتے ہوئے بولی تو وہ واشروم گیا اور ہاتھ دھو کر واپس آیا۔ نمل
 سے فاصلے پہ بیٹھ گیا۔

"اب درد تو نہیں ہو رہا پرس؟"

اس نے نمل سے پوچھا تو نمل نے نفی میں سر ہلایا۔

"ہمم گڈ۔! پرس میں پر امس کرتا ہوں جن لوگوں نے تمہیں تکلیف دی ہے ان لوگوں کو میں چھوڑوں گا نہی۔ اور اب تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے کسی سے میں نے تمہاری حفاظت کے لئے گارڈز رکھیں ہیں۔ پر اب تم گارڈز کے بغیر کہیں نہیں جاؤ گی ہم۔"

ٹائیگر نے سنجیدگی سے کہا نمل نے اس بار بھی اثبات میں سر ہلایا۔ ٹائیگر کو اس کی خاموشی اچھی نہیں لگ رہی تھی۔

"کچھ بول کیوں نہیں رہی؟ پرس کرو تم آئندہ گارڈز کے بغیر باہر نہیں جاؤ گی۔"

اس نے ایک بار پھر وہی بات کی۔ نمل پھر بھی خاموش رہی۔ ٹائیگر بھی خاموش ہو گیا

"آپ نے کوئی خواب دیکھا تھا؟"

نمل کے پوچھنے پہ ٹائیگر کو یاد آیا اس نے آج پھر وہی خواب دیکھا تھا لیکن اس کی حالت پہلے جیسی نہیں ہوئی تھی۔ شاید آج کوئی تھا اس کے پاس جس کی وجہ سے اسے اس طرح وہشت نہیں ہوئی تھی۔ ورنہ وہ تو ہمیشہ اکیلا ہی ہوتا تھا۔ اس نے نمل کو دیکھا جو جواب کی منتظر تھی۔

"ہاں خواب تھا۔"

ٹائیگر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا جیسے کوئی نارمل بات کر رہا ہو۔

"کیا روز ایسے خواب آتے ہیں؟"

نمل نے پوچھا۔

"ہاں روز ہی۔"



ٹائیگر نے اس کے چہرے کو تکتے ہوئے جواب دیا جو کچھ ہی دنوں میں ہلدی جیسا زرد
مر جھایا ہوا لگ رہا تھا۔

"آپ رات کو سونے سے پہلے آیت الکرسی پڑھا کریں نہیں آئیں گے اس طرح کے
خواب۔"

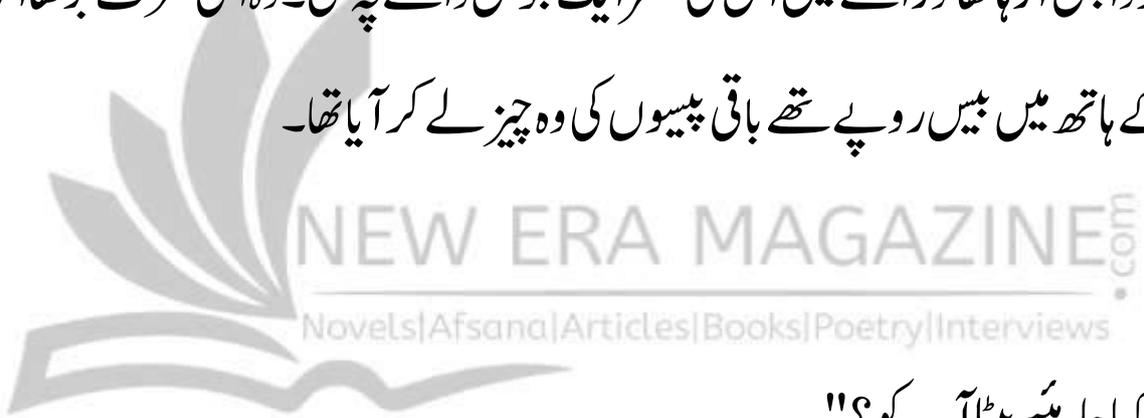
نمل نے اپنی طرف سے اس کی مدد کرنی چاہی۔ ٹائیگر نے اسے دیکھا اواٹھ کر اس کے بیڈ کے ساتھ کھٹنوں کے بل نیچے بیٹھا۔

"پرنس مجھے معاف کر دو میں تمہاری حفاظت نہیں کر سکا۔ اور ان لوگوں کو بھی نہیں پکڑ سکا۔ میں یہاں نہیں تھا اس وجہ سے لیکن میں پراس کرتا ہوں تمہارا بدلہ لوں گا۔ تمہیں اب ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب تم سو جاؤ پرنس پین کلر دیتا ہوں تم آرام کرو۔"

اس نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر معافی مانگ رہا تھا وہ بھی اس طرح اگر واجد یار حم دیکھتے تو وہ غش کھا جاتے۔ اسے پین کلر دی پھر اسے لیٹنے میں مدد کی اس پہ اچھی طرح کمر ٹر پھیلا یا۔ جب تک نمل کی نیند پکی نہ ہوئی وہ وہیں بیٹھا رہا اسے سوتا دیکھ کر مطمئن ہوتا چلا گیا۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

ایک چھوٹا بچہ اپنے گھر سے باہر نکلا۔ ہاتھ میں پیسے پکڑے وہ چیز لینے جا رہا تھا۔ چیز لے کر واپس آ رہا تھا تو راستے میں اس کی نظر ایک جوس والے پہ گئی۔ وہ اسی طرف بڑھا اس کے ہاتھ میں بیس روپے تھے باقی پیسوں کی وہ چیز لے کر آیا تھا۔



"کیا چاہیے بیٹا آپ کو؟"

جوس والے نے اس سے پوچھا۔

"یہ والا جوس کتنے کا ہے انکل؟"

اس نے ایک فلیور کی جانب اشارہ کیا

"یہ دس روپے کا ہے بہت ہی مزے کا ہے چاہئے تمہیں؟"



جوس والے نے پوچھا تو اس بچے نے ہاں میں گردن ہلائی۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ جادوئی جوس ہے اس کی خاص بات یہ ہے کہ اسے پینے کے بعد تم اڑنے لگو گے۔"

جوس والے نے اسے لالچ دیتے ہوئے بتایا تو وہ بچہ آنکھوں میں اشتیاق لئیے اسے دیکھ

رہا تھا۔ اس کے ہاتھ سے جوس لیتا وہ گھر کی طرف بڑھا۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

یہ وہ لوگ تھے جو معصوم بچوں کو اس طرح کی لالچ دے کر ان کی معصومیت کا فائدہ اٹھاتے تھے۔ اس طرح کی چیزوں میں منشیات ملا کر انہیں ان ناپاک چیزوں کا عادی بناتے تھے۔ خضر جیسے کئی بچوں کی معصومیت کا فائدہ اٹھاتے تھے نہ جانے کب تک ایسا چلتا رہے گا۔ والدین اپنے بچوں کو اسکول کالج بھیجنے کے بعد مطمئن ہوتے ہیں کہ وہ لوگ محفوظ ہوں گے۔ لیکن ان لوگوں کو کیا پتہ کہ آج کل انسانی کھال اوڑھے جانور ہر طرف کھوم رہے تھے۔ نہ اسکول کالج محفوظ ہیں نہ مدرسہ مسجد نہ ہی ان کے محلے نہ سڑکیں۔ جگہ جگہ ایسے درندے آزاد گھوم رہے تھے اور انہیں پکڑنے والا کوئی نہیں تھا۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

شہیر اس وقت اپنے اسٹڈی میں بیٹھا تھا۔ وقتاً اس کی اسٹڈی کا دروازہ ناک کرتے ہوئے ارمان اندر آیا۔ ارمان اس سے جو نسر تھا لیکن بہت ٹیلیڈ تھا۔ اس کی شاطر باتیں کئی بار شہیر کو حیران کر دیتی تھیں۔ اسے اس کے ساتھ کام کیسے ہوئے ایک سال ہونے کو آیا تھا لیکن کبھی اسے شکایت کا موقع نہیں دیتا تھا۔ اس وقت وہ لوگ ایک کیس پہ کام کر رہے تھے جو معصوم بچوں کے بوڑھوں کے مجبوروں کو فری میں علاج کرنے کا کہہ کر ان کے جسمانی اعضاء بیچتے تھے۔ انہیں ڈر گزرتے تھے کئی نوجوانوں کو اس ناپاک چیز کا عادی بنا چکے تھے۔ ویسے یہ کیس ان لوگوں کا تھا نہیں لیکن وہ شہیر ہی کیا جو کسی کی سنے سنیرز کے منع کرنے کے باوجود اس نے اس کیس میں ہاتھ ڈالا تھا۔ جس میں سب کی مخالفت کے باوجود ارمان نے اس کا ساتھ دیا تھا۔ فحالی وہ لوگ انڈر گراؤنڈ تھے لیکن پھر بھی اس کیس پہ کام کر رہے تھے۔ بقول ارمان کے یہ کام شہیر ہی ٹھیک طریقے سے کر سکتا ہے ایسے مجرموں کا صفایہ صرف شہیر جیسے نڈر اور بہادر لوگ ہی کر سکتے تھے۔ اس لئے وہ دونوں کچھ دنوں کے لئے انڈر گراؤنڈ ہو گئے تھے کچھ انفارمیشن اکٹھی کرنے کے بعد وہ لوگ کھل کے اس کیس پہ کام کرنے والے تھے۔ ان کی ٹیم میں تین لوگ تھے فصیح شہیر اور ارمان۔ لیکن آج کل فصیح نے ان کے ساتھ کسی ایک نوجوان کو بھی لگایا ہوا تھا جو ارمان کو ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔

جہانزیب ان تینوں میں سب سے جو نیر تھا فصیح کے انڈر کام کرتا تھا اس کی ٹریننگ بھی فصیح نے ہی کی تھی۔ ارمان اور شہیر شہر سے دور شہیر کے ویرھاؤس میں رہ رہے تھے۔ جب کہ وہ دونوں کام کے وقت ہی یہاں آتے تھے۔

"اسلام و علیکم سر۔"



"والیکم اسلام۔ کوئی امپر و منٹ؟ کچھ پتہ چلا۔"

شہیر نے اپنے سامنے رکھی فائیل کو بند کیا اور اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"سر آج کل وہ ایک محلے میں کوئی ٹھیلے والا بنا پھر رہا ہے۔ میں نے اس کا پیچھا کیا تھا وہ کوئی جو س وغیرہ میں ڈر گز ملا کر بچوں لالچ دے کر بیچ رہے ہیں۔"

ارمان نے اسے ساری معلومات بتائی۔ صبح اسے کسی پہ شک تھا وہ اس کے پیچھے گیا تھا۔ اور اب ساری معلومات دے رہا تھا۔

"ہمم چلو تم اس پہ نظر رکھو۔ اور ہاں اس بچے پہ بھی نظر رکھو ایسا نہ ہو اس کے ساتھ کچھ غلط کریں وہ لوگ۔"

شہیر نے ارمان سے کہا اور وہ لوگ آگے کا پلان سوچنے لگے۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

ٹائیگر اس وقت ٹارچر ہاؤس میں موجود تھا۔ واجد بھی اس کے ساتھ تھا۔ ان لڑکوں کے سامنے ٹائیگر آج آیا تھا۔ ورنہ روزا نہیں واجد ہی ٹارچر دیتا تھا۔ نمل والے واقعے میں ملوث لڑکے ابھی تک ان کے قبضے میں تھے۔ ہادی کو شہنواز نے جھوٹ کہا تھا ان لڑکوں کے پیچھے نہیں گیا تھا وہ۔ جبکہ وہ لڑکوں کو پہلے ہی واجد کے پاس بھجوادیا تھا۔ اور اب ٹائیگر ان دونوں کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ لوگ روز ٹارچر کیسے جاتے تھے اس لئے ان کے چہرے پہ جگہ جگہ سے نیل پڑے ہوئے تھے اور نڈھال سے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novel, Story, Article, Poem, Interview

"تم دونوں میں سے کس نے ہاتھ لگایا تھا میری پری کو؟"

ٹائیگر نے ان میں سے ایک کے سامنے جاتے ہوئے پوچھا۔

"معاف کر دیں بھائو لوگ آئندہ نے نہیں کریں گے ایسا۔ ہمیں نہیں تھا پتہ وہ آپ کی کچھ لگتی ہیں۔ اگر پتہ ہوتا تو ہم کبھی ان کی طرف نہ دیکھتے۔"

ان تینوں نے جواب دیا تو ٹائیگر نے پاس پڑا کٹراٹھایا۔ اور اس کے سامنے رکھی کر سی پہ بیٹھ گیا۔

"مطلب اگر کوئی اور ہوتی تو تم اس کے ساتھ یہ سب کرتے۔ کیوں کوئی بھی عورت ہو یہ سب میرے ہوتے ہوئے نہیں ہو سکتا۔ کسی بھی لڑکی کے ساتھ ایسا کرنے کی ہمت میرے ہوتے ہوئے تو کم از کم تم جیسے گھٹیا لوگ نہیں کر سکتے۔"

ٹائیگر نے اس کے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کاٹی۔ اس لڑکے کی چیخوں سے ٹارچر ہاؤس کی دیواریں کانپ گئی۔ پھر وہ دوسرے لڑکے طرف آیا اس کے ہاتھ کی چھوٹی انگلی بھی اسی طرح کاٹی۔ ان لڑکوں کی چیخیں کو دھکادے کر اٹھا اور واجد کے پاس آیا۔

"واجدان کو سزا دینے کا حق انسپیکٹر ہادی کا ہے۔ ان لڑکوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور

اس بات کو یقینی بناؤ کہ ہادی ان کو سزا دے گا۔ اگر ایسا نہ ہو تو بخدا میں خود ان دونوں کو ایسی سزا دوں گا کہ ان کی آنے والی نسلیں بھی کانپ جائیں گی۔"

وہ واجد سے کہتا باہر نکل گیا۔ ہادی ان لڑکوں کو ڈھونڈنے کی کوشش میں لگا تھا۔ اس پہ کیا گزر رہی ہوگی اس بات کا اندازہ ٹائیگر لگا سکتا تھا۔ اس لئے اس نے ان لڑکوں کو ہادی کے پاس بھیجنا مناسب سمجھا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

واجدان لڑکوں کو لے کر گاڑی میں روانہ ہوا۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

واجد نے فون کر کے بتایا تھا وہ لوگ مل گئے ہیں جنہوں نے نمل پہ حملہ کیا تھا۔ ہادی نے واجد سے کہا تھا ان لوگوں کو پولیس اسٹیشن نہ لائے کیوں کہ اسے پتہ تھا وہ لوگ رہا

ہو جائیں گے۔ اس لیے اب وہ واجد کی بتائی ہوئی جگہ پہ آیا تھا۔ حدید بھی اس کے ساتھ تھا۔

ہادی نے ان لڑکوں کو دیکھا غصے سے مٹھیاں بھیجتے ہوئے ان کی طرف بڑھا سے نمل کی حالت اس کا ڈر نایا آ رہا تھا۔ وہ ان لڑکوں کو مارنے لگا ان پہ لاتوں اور گھوسوں کی برسات کر دی۔ حدید اور واجد نے اسے ان تینوں سے دور ہٹایا۔ کچھ دیر لمبے لمبے سانس لینے کے بعد اس نے اپنی جیب سے گن نکالی اور ان تینوں پہ فائر کیے۔ گن میں جتنی گولیاں تھیں اس نے ان تینوں کے جسم میں پیوست کی۔ اور وہیں بیٹھتا چلا گیا۔ حدید اس کی طرف بڑھا اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا تو ہادی اس کے گلے لگ گیا۔

"یہ۔ یہی لوگ تھے حدید جنہوں نے میری بیٹی کے ساتھ غلط کرنا چاہا۔ میں۔ میں کیسے انہیں زندہ چھوڑتا۔ میری۔ میری گڑیا۔ اتنے دنوں سے۔ سکون سے۔ سو نہیں پائی ہے۔ ان لوگوں کی وجہ سے۔ میری گڑیا۔ کے ساتھ جس نے۔ بھی کچھ برا کیا۔ تو میں ان کا اس سے بھی برا حال کروں گا۔"

ہادی روتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ واجد نے پہلی بار ہادی کو اس حال میں دیکھا تھا۔ اپنی گاڑی سے پانی کی بوتل نکال کر اس کے سامنے کی۔ اور اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے تسلی دی۔

"تم فکر نہ کرو ہادی۔ ہم مل کر چھوٹی کی حفاظت کریں گے۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے ہادی سے کہا تو ہادی ہلکا مسکرایا۔

"ان لاشوں کا کیا کرنا ہے؟ اگر کسی کو پتہ لگا کہ ہم نے بنا ان پہ کیس دائر کیئے ان لوگوں کو شوٹ کیا ہے تو؟"

حدید نے لاشوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تو واجد اور ہادی بھی سوچنے لگے۔

"ایک کام کرتے ہیں انہیں ہم ٹھکانے لگا دیتے ہیں۔ یا یہ کہہ دیتے ہیں کہ انکا ونٹر میں مارے گئے ہیں۔"

واجد نے کہا۔

"نہیں میری بہن کا نام آجائے گا۔ تم ایک کروان کو کہیں ٹھکانے لگاؤ واجد۔"

ہادی نے واجد سے کہا۔

"تم فکر نہ کرو ہم ابھی کرتے ہیں۔"

اس نے حدید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ تو حدید نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

"آپی ایک کپ چائے بنا دیں پلیز۔"

ٹائیگر نے کچن کے دروازے سے جھانکتے ہوئے کہا۔ جہاں شازینہ اور ار حم کھڑے تھے۔ شازینہ کھانا بنا رہی تھی جبکہ ار حم اسے تنگ کر رہا تھا۔ ار حم اس کے گرد اپنے بازوؤں کا گھیرا کیے کھڑا تھا۔ ار حم نے ٹائیگر کی طرف دیکھ کر براسا منہ بناتا شازینہ سے دور ہوا۔

"بندہ ناک کر لیتا ہی کر لیتا ہے۔ او پس سوری یہ رولز ٹائیگر بھاپہ لاگو نہیں کرتے۔"

ارحم پاس پڑی کرسی پہ بیٹھتے جلتے ہوئے کہا۔ تو ٹائیگر نے ایک نظر اعطراف میں
دوڑائی پھر ارحم کو دیکھا۔

ارے ارے ٹائیگر چھوڑو تم انہیں آؤ بیٹھو۔ ارحم آپ بھی نہ اتنے دنوں بعد آیا ہے میرا
بھائی۔"



شازینہ نے ارحم کو گھورتے ہوئے کہا تو ارحم نے سرینڈر کرنے والے انداز میں ہاتھ
کھڑے کر لئے۔

"میرے خیال سے ناک کر اندر آنا کمرے کے لئے کہا جاتا ہے کچن کے لئے نہیں وکیل
صاحب۔"

ٹائیگر بھی اس کے ساتھ رکھی کرسی پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔ تو ارحم نے اپنا سر پیٹا ٹائیگر کو

سمجھانا مطلب دیوار سے سر مارنا۔

ارحم خانزادہ شازینہ کا شوہر تھا اور پیشے کے لحاظ سے وکیل تھا۔

"یہ لو تمہاری چائے۔"

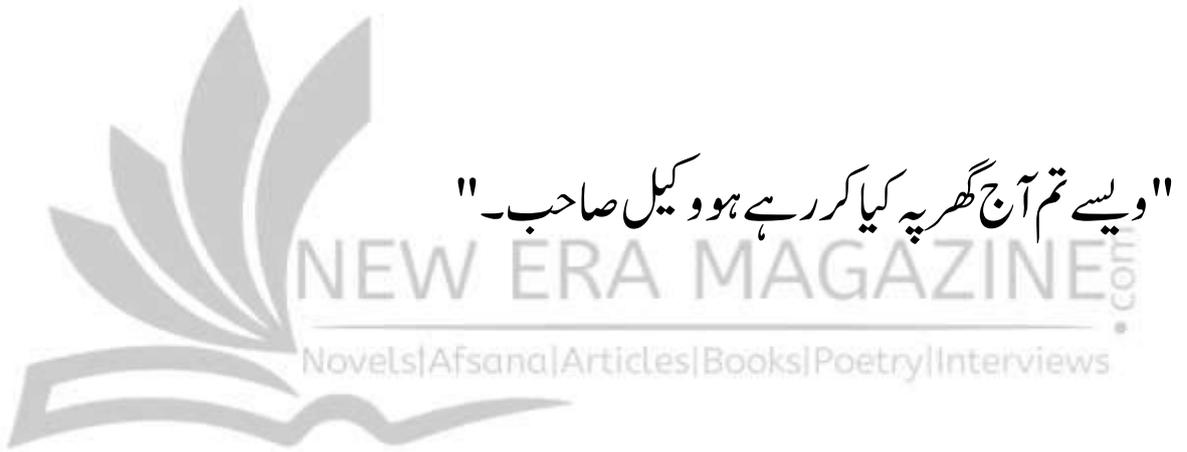
شازینہ نے اس کے سامنے کپ رکھتے ہوئے کہا۔ ارحم اور ٹائیگر اپنی باتوں میں
مصروف ہو گئے۔

"نور کہاں ہے؟"

ٹائیگر نے گھر میں خاموشی محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"کان لچ گئی ہے۔"

ارحم نے بتایا۔



"ویسے تم آج گھر پہ کیا کر رہے ہو وکیل صاحب۔"

ٹائیگر نے اس پہ طنز کیا۔ ارحم گھر میں کم ہی ہوتا تھا۔ وہ بھی ورکنگ ڈیز پہ تو ناممکنات میں سے تھا۔

"تمہاری بہن ناراض ہو گئی تھی۔ اس کی شکایتیں دور کرنے کے لئے آج آف لیا تھا میں نے۔ ہر بات پہ دھمکیاں دی جاتی ہیں دہشت گردی شروع کر دیتی ہے تو آخر وہ تمہاری ہی بہن۔ پتہ نہیں کس ڈون کے خاندان سے پالہ پڑا ہے۔"

ارحم نے رونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ تو اس کے کہنے پہ ٹائیگر اور شازینہ دونوں ہنستے تھے۔

"ہاں تو کیوں ٹائیگم نہیں دیتے آپی کو یار تم۔ مجھ سے بھی بڑی ڈون ہیں یہ جانتے تو ہو تم۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا تو ارحم بھی ہنس دیا۔

"ٹائیگر نوراب بڑی ہو رہی ہے تم کب بتاؤ گے اسے؟ ایسا نہ ہو اسے کہیں سے پتہ چلے اور وہ ہم سے بد ظن ہو جائے۔"

شازینہ نے آج پھر وہی بات کہی جس کا ٹائیگر کا خوف کو تھا۔ کی بات پہ ٹائیگر کی

مسکراہٹ سمٹی کپ واپس رکھتے ہوئے وہ سیدھا ہوا۔

"آپی وقت آنے پہ بتادوں گا۔ اور اسے کہاں سے پتہ چلے گا؟ یہ بات ہم تینوں کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم۔ آپ دونوں کو پتہ ہونا چاہیے میری پرنس کو یہ بات میری اجازت کے بغیر بتائی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

ٹائیگر نے سختی سے کہا اور اٹھ کر چلا گیا۔ شازینہ پیچھے اپنے بھائی کو دکھ سے جاتا دیکھتی رہی۔ کیا سے کیا بن گیا تھا اس کا بھائی۔

آج پھر وہ لڑکا جو س والے کے پاس آیا تھا۔ کافی دنوں سے آرہا تھا اسے یہ جادوئی جو س پینے کی عادت ہو گئی تھی۔ ایک دن نہ پیئے تو اسے الجھن ہو رہی تھی۔

اس نے جو س لیا اور مزے سے پیتا ہوا گھر کی جانب بڑھا۔ اس کی ماں اس کے بدلتے رنگوں پہ حیران تھی۔ انہیں سمجھ نہیں آرہا تھا کیا ہوتا جا رہا ہے خضر کو اچھا خاصہ

فرمانبردار بچہ تھا پڑھائی میں بھی ٹھیک تھا۔ لیکن کچھ دنوں سے وہ اس میں بہت سی تبدیلیاں نوٹ کر رہی تھی۔ بے وقت سونا کھانا نہ کھانا ہر بات پہ غصہ آجانا اس کی چڑچڑاہٹ بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ ڈر رہی تھی جس بات کا خدشہ ہے انہیں وہی بات نہ نکل آئے۔ اس کی ماں نے پورا کمرہ چیک کیا تھا۔ کہیں کوئی ایسی چیز نہ ملی تھی جو ان کے شک کو یقین میں بدلے۔ آج اس کی ماں نے اس کے ہاتھ میں جو س دیکھ کر اسے محسوس ہوا جو وہ اس کے کمرے میں ڈھونڈ رہی تھی وہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ یقیناً اس جو س میں ہی کچھ تھا۔



"خضر یہ جو س کہاں سے لائے ہو تم؟"

اس کی ماں پوچھے بنانہ رہ سکی۔

"مئی یہ وہ باہر انکل آتے ہیں۔ ان سے لیا میں نے بہت مزے کا ہے۔"

خضر جو س پیٹے ہوئے بولا۔ تو اس کی ممی نے اس کے ہاتھ سے جو س لیا۔

"کتنی بار کہا ہے باہر کی چیزیں نہیں لیا کرو۔ تم پھر بیمار پڑ جاتے ہو۔ سنتے کیوں نہیں بیٹا
تم میری بات۔ میں تمہیں ابھی فریش جو س دیتی ہوں۔"



"ممی مجھے یہی پینا ہے۔ مجھے دیں یہ جو س ممی مجھے یہ پسند ہے میں کوئی اور نہیں پیوں

گا۔"

خضر نے ان کے ہاتھ سے جو س لینا چاہا لیکن اس کی ماں نے اسے دور کیا۔

"بیٹا میں فریش جوس دیتی ہوں آپ کو ابھی۔ کیوں آپ اتنے ضدی ہو گئے ہو آپ۔
میں نے منع کیا ہے نہ جب ایک بار آنے دو آپ کے بابا کو میں بتاؤں گی انہیں۔"

اس کی ماں نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور کچن میں چلی گئی۔ جوس کو فلحال اس نے پھینکا
نہیں تھا۔ کچن میں آکر اس نے موبائیل اٹھایا اور ایک نمبر ملانے لگی۔ دوسری بیل پہ
ہی کال اٹھالی گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اسلام و علیکم میں خضر کی ممی بول رہی۔ آپ نے کہا تھا نہ آپ کو شک ہے خضر کو
کچھ لوگ ڈر گزدے رہے ہیں۔"

اس نے چھوٹے ہی کہا۔

"والیکم اسلام۔ جی جی آپ کو کچھ ملا ہے کیا؟"

اسپیکر سے آواز ابھری۔

"جی وہ کچھ دنوں سے خضر کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔ جیسا آپ نے کہا تھا بلکل ویسے ہی ہوتا جا رہا تھا۔ چڑچڑاہو گیا ہے نہ کچھ کھاتا ہے نہ پڑھتا ہے سارا دن خاموش رہنے لگا ہے۔ سارا دن کہیں گم رہتا ہے اس کی آنکھیں دن بہ دن لال انگارہ ہوتی جا رہی ہیں۔ میرا بیٹا پہلے کی طرح نہیں رہا۔ پلیز میری ہیلپ کریں میرے بچے کو ٹھیک کریں پلیز۔"

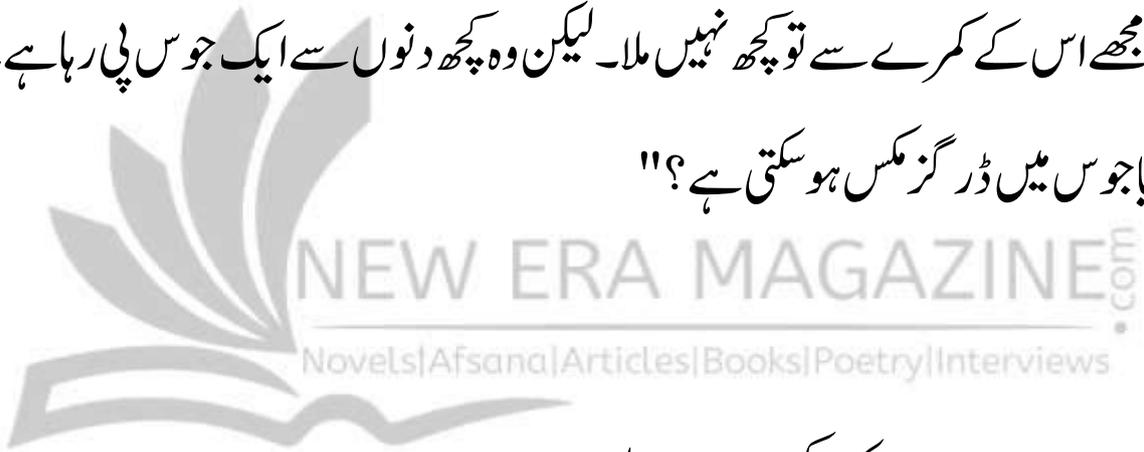
خضر کی ممی نے ساری بات بتائی۔ خضر کا جو حال تھا وہ سب اسی ایک چیز کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔

"آپ کو ڈر گز ملی ہیں؟ کوئی ایسی چیز جس پہ آپ کو شک ہو؟"

دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے اس کے کمرے سے تو کچھ نہیں ملا۔ لیکن وہ کچھ دنوں سے ایک جوس پی رہا ہے۔

کیا جوس میں ڈر گز مکس ہو سکتی ہے؟"



وہ سامنے پڑے جوس کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ کیا آج بھی وہ جوس پیا ہے خضر نے۔"

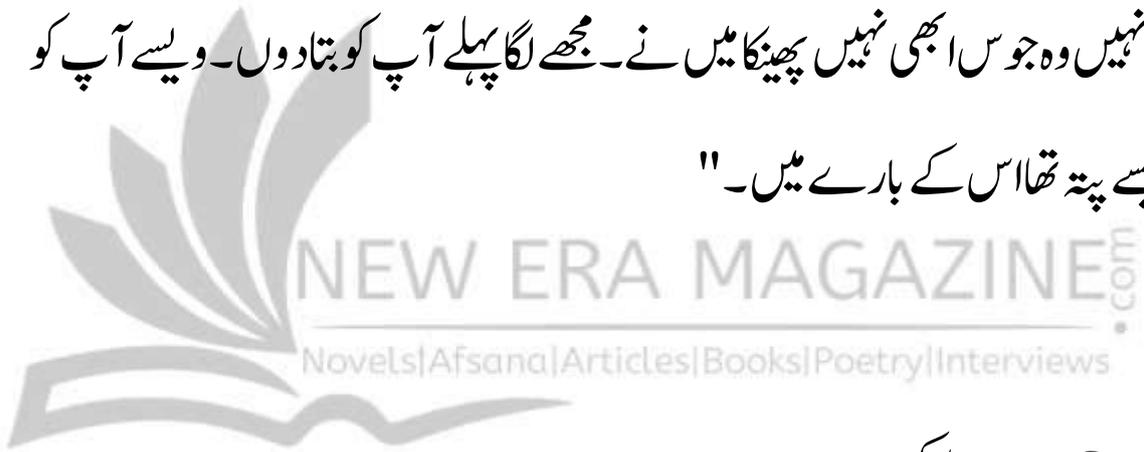
"جی آج بھی وہ لے آیا تھا لیکن میں نے اسے پینے نہیں دیا۔ اب وہ ناراض ہو کر روم

میں چلا گیا ہے" —

"اچھا کیا آپ نے وہ جو س پھینک دیا ہے؟"

"نہیں وہ جو س ابھی نہیں پھینکا میں نے۔ مجھے لگا پہلے آپ کو بتادوں۔ ویسے آپ کو

کیسے پتہ تھا اس کے بارے میں۔"



وہ پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

"بہت اچھا کیا جو س نہ پھینک کر۔ میں تھوری دیر میں اپنا بندہ بھیجتا ہوں وہ آپ سے

جو س لے جائے گا۔ اللہ حافظ۔"

اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کال بند کر دی گئی۔

کچھ دیر بعد وہ خضر کے کمرے میں داخل ہوئی۔ ایک ہاتھ میں فریش جوس تھا خضر بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹا تھا۔ یہ اس کے ناراض ہونے کا اشارہ تھا۔ اس کی ممی اس کے سرہانے بیٹھی اور اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔



اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہنے لگی۔

"ممی مجھے نہیں پینا آپ جائیں یہاں سے۔"

خضر نے ویسے ہی لیٹے جواب دیا۔

"میری جان باہر کی چیزیں اچھی نہیں ہوتی۔ مجھ سے کہا کریں میں آپ کو بنا دوں گی ہر چیز۔ اب اٹھو پی لو یہ جو س ممی سے ناراض نہیں ہوتے اس طرح۔"

اس کو سیدھا کیا اور سمجھاتے ہوئے بولی۔ تو خضر نے ان کے ہاتھ سے جو س لے کر پی لیا۔ اس کی ممی نے اس کا ماتھا چوما اور اسے سونے کا کہہ کر باہر چلی گئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

"تمہیں یقین ہے ڈر گز جو س میں ہی مکس کرتے ہوں گے یہ لوگ؟"

شہیر نے ارمان سے پوچھا۔

"سریہ لوگ بچوں کو اسی طرح ڈر گز کا عادی بناتے ہیں۔ خیر اب ہمارے پاس سیمپل ہے دیکھ لیں گے جو س میں ہے یا نہیں۔"



"ہممم دیکھتے ہیں۔ تم وہ سیمپل لے آؤ اس کے بعد ہی کچھ ہو سکتا۔"

شہیر نے چائے پیتے ہوئے کہا۔

"سر آپ کو کیا لگتا ان سب کے پیچھے کس کا ہاتھ ہوگا۔"

ارمان نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"دعا کرو جو میں سوچ رہا ہوں اس کا کا تھ نہ ہو۔ ورنہ اس کا ہاتھ توڑنے میں ایک سیکنڈ
نہیں لگاؤں گا۔"



شہیر نے تنفر سے کہا اور اٹھ کر چلا گیا۔ پیچھے ارمان بیٹھا اس کی پیٹھ تکتا رہا۔ وہ کیوں
تھے ایسے اسے آج تک سمجھ نہیں آیا تھا۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

نمل پھر سے نارمل ہو گئی تھی۔ اب وہ گھر سے اکیلی باہر نہیں نکلتی تھی۔ ہادی کے ساتھ ہی چلی جاتی تھی۔ آج بھی وہ ہادی کے ساتھ باہر آئی تھی۔ ساتھ حدید اور فجر بھی تھے۔ اس وقت وہ لوگ ایک مال آئے ہوئے تھے۔ نمل اور فجر کی شاپنگ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ ہادی اور حدید اب پچھتا رہے تھے ان کو یہاں لا کر۔

"بس کر جاؤ چھوٹی اور کتنی دیر لگانی۔"



حدید نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

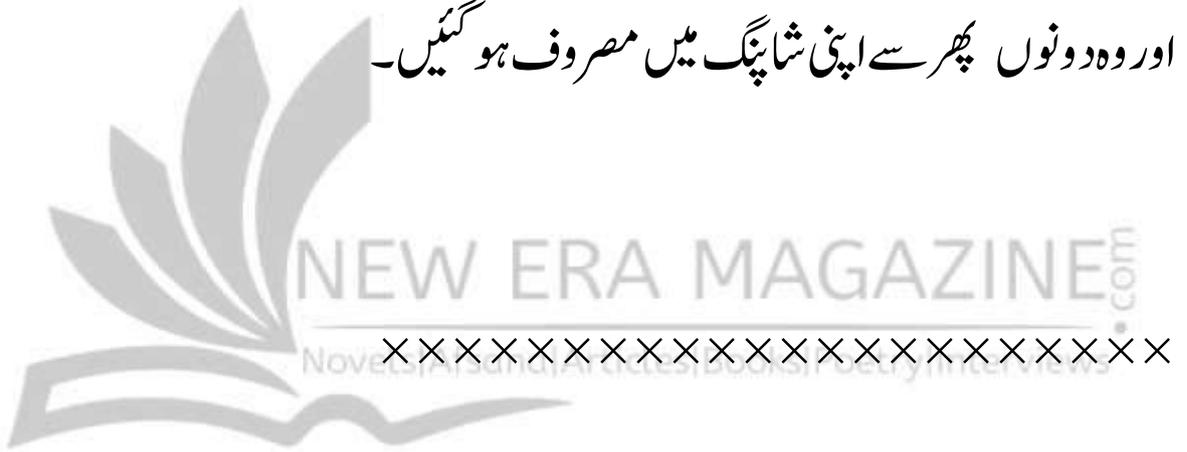
"بھائی بس تھوری دیر اور۔ ہادی بھائی دیکھیں نہ بھائی کو۔"

فجر نے ہادی سے کہا جو حدید کی طرح ہی اکتایا ہوا لگ رہا تھا۔

"حدید لینے دو بچیوں کو۔"

ہادی نے حدید سے کہا۔ تو حدید نے اسے گھورا تو ہادی نے اشارہ کیا جانے دو۔

اور وہ دونوں پھر سے اپنی شاپنگ میں مصروف ہو گئیں۔



شہیر اس وقت شاپنگ مال میں آیا ہوا تھا۔ اپنے لئیے کچھ شرٹس لی کچھ اس نے زبردستی ارمان کو دلائی۔ وہ ابھی شاپ سے نکلا ہی تھا کہ اس کی نظر سامنے والی شاپ پہ کھڑی لڑکی پہ گئی۔ جو اس وقت پنک کلر کی شارٹ شرٹ اور جینز پہنے دوپتہ گلے میں ڈالے ہوئی تھی۔ بالوں کی اونچی پونی بنائے بڑی بڑی نیلی آنکھیں جس میں کاجل ڈالا ہوا تھا۔ بہت ہی خوبصورت لڑکی تھی وہ لوگوں کو ایک بار پلٹ کر دیکھنے پہ مجبور کر دیتی

تھی۔ پاس کھڑی لڑکی سے ہنستے ہوئے اسے ڈریس دکھا رہی تھی۔ شہیر کو لگا اس نے
اس سے زیادہ حسین لڑکی کہیں نہیں ہوگی۔

"کیا ہو گیا بھائی؟ چلنا نہیں ہے کیا۔"



ارمان کی آواز سے وہ حوش میں آیا۔

"ہم ہاں چلو۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

وہ لوگ شاپنگ مکمل کر کے ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے۔ ہادی اور حدید ان دونوں کو ایک ٹیبل پہ بٹھا کر کسی دوست سے ملنے گئے۔ ابھی انہیں کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب دو لڑکے ان کے ٹیبل کے پاس آ کر رکے۔

"کیا ہم یہاں بیٹھ سکتے ہیں؟"



ان میں سے ایک نے نمل کو چہرے پہ فوکس رکھے ہوئے گویا ہوا۔

"بلکل نہیں آپ لوگ دفع ہو جائیں یہاں سے۔"

فجر نے انہیں دفع ہونے کا کہا۔

"اگر نہ ہوئے تو؟"

اب کہ دوسرے لڑکے نے کرسی کھینچتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے ہی کسی نے کرسی اٹھا کر اسے دے ماری۔ نمل اور فجر نے اوپر دیکھا تو ٹائیگر اس لڑکے کو مار رہا تھا۔ نمل اسے دیکھ کر فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ جارہا نہ انداز میں دوسرے لڑکے کی طرف بڑھا۔ اور اس پہ مکوں کی برسات کر دی۔ شور سے پورا ریستورنٹ ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ہادی اور حدید جب وہاں آئے اور ٹائیگر کو دیکھا جو ان لڑکوں کو مار رہا تھا۔ حدید اس کی طرف بڑھا جبکہ ہادی نمل کی طرف بڑھا جو رو رہی تھی۔ ہادی نے اسے ایک کرسی پہ بٹھایا اسے پانی پلا یا تب تک حدید بھی ان لڑکوں کو ٹائیگر سے آزاد کروا چکا تھا۔

"کیا ہے یہ سب؟"

ہادی ٹائیگر کی طرف بڑھنے لگا تھا جب نمل نے اسے روکا۔ ٹائیگر سے نمل کی یہ حرکت چھپی نہ رہی۔ اس نے نمل کو دیکھا جو اس وقت پنک کلر کی شارٹ شرٹ پہ جینس پہنے گلے میں دوہٹے ڈالے ہوئے تھی۔ بال اس نے اونچی پونی میں باندھے ہوئے تھے۔ نیلی بڑی بڑی آنکھیں کا جل سے لبریز جن میں آنسوؤں جمع تھے۔ ہونٹوں پہ نیچرل لپ گلو ز لگائے پیاری لگ رہی تھی۔ ٹائیگر کو لگا وہ ان آنکھوں میں ڈوب جائے گا۔ اس نے اپنی توجہ ہادی کی طرف کی۔



"بھائی وہ لڑکے بد تمیزی کر رہے تھے۔ انہوں نے مدد کی ہماری۔"

فجر نے انہیں ساری بات بتائی۔

"لیکن پھر بھی۔"

"دیکھو انسپیکٹر میری تمہاری دشمنی اپنی جگہ۔ لیکن میرے ہوتے ہوئے کسی کی بہن بیٹی کے ساتھ کوئی بد تمیزی کرے مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ اور ہاں ایک اور بات یوں اپنی بہنوں کو کسی پبلک پلیس پہ اکیلے بٹھا کر چلے جانا ٹھیک نہیں ہے۔ یہ تو میں تھا اگر میں نہ ہوتا تو؟"

ہادی کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ٹائیگر نے اپنی بات کہی اور وہاں سے چلا گیا۔ تو وہ لوگ بھی چلے گئے۔

"عجیب آدمی ہے یہ بھی۔ یا تو اتنا بڑا گنڈہ بنا پھرتا ہے۔ لیکن جب بات لڑکی کی عزت پہ آئے تو یہ اس طرح جنونی کیوں ہونے لگتا ہے؟ کوئی تو بات ہے تمہیں پتہ ہے ایسے ہی ایک دفع اس نے ایک لڑکے کی آنکھ پھوڑ دی تھی۔ ہم نے پوچھا تھا کیوں کہنے لگا کوئی لڑکی پہ بری نظر رکھے گا تو میں اس کی ایک کیا دونوں آنکھیں نکالنے میں دیر نہیں لگاؤں گا۔"

حدید نے کہا۔ تو ہادی بس ہنکارہ بھر کر رہ گیا۔ بیک ویو مرر سے نمل کو دیکھا جو بھی تک اس واقعے کے زیر اثر تھی۔

"پتہ نہیں یار لیکن اس کی ایک اچھائی کو دیکھ کر اس کے باقی کے جرم تو بھولے نہیں جائیں گے نہ۔"

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہادی نے کہتے ہوئے حدید کو آنکھوں سے نمل کی طرف اشارہ کیا۔ تو حدید بھی خاموش ہو گیا۔ اس کا اشارہ وہ سمجھ چکا تھا۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

"میرا شک درست تھا بھائی۔ یہ لوگ جو س میں ہی نشہ وارد ویات ملا کر معصوم بچوں

کو اس غلیظ شہ کا عادی بنا رہے ہیں۔ ہمیں تو ایک کاپتہ چلانہ جانے کتنے ایسے لوگ ہوں گے۔"

ارمان شہیر کے سامنے بیٹھتے ہی شروع ہوا۔ شہیر جو فون میں لگا ہوا تھا اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"چلو کوئی ایک تو ہاتھ آیا۔ تم ایک کام کرو اس لڑکے کو کال کرو اسے کہو اس بچے کو لے آئے۔ اس بچے کو اس گند سے نکالنا ہے میں خود اس کی ٹریننگ کروں گا۔ اور تم اس جو س والے کو اٹھالاؤ ذرا اس سے بھی دو باتیں ہو جائیں۔"

شہیر آج کافی خوشگوار موڈ میں تھا۔ ورنہ اس طرح کی باتیں سن کر اس کے چہرے پہ جو سختی آتی تھی اس سے ارمان بھی کبھی کبھار ڈر جاتا تھا۔

شہیر کو ماضی یاد آجاتا تھا۔ جب جب وہ اس طرح کا کوئی کیس دیکھتا یا سنتا تھا۔ اس کا دل کرتا تھا ایسے لوگوں کو زندہ جلادے۔ جو معصوم جانوں کے ساتھ اتنا ظلم کرتے تھے۔

"بھائی وہ لڑکا؟ آپ کیسے اسے کہہ سکتے ہیں وہ بچے کو لائے گا؟ میرا مطلب ان معاملات میں وہ نیا ہے بلکل اگر کچھ گڑبڑ کی تو؟"

ارمان کے کہنے پہ شہیر نے بس ایک نظر اسے دیکھا۔ اور ارمان خاموش ہو گیا۔ اس کا دیکھنا ہی ارمان کو باور کروا گیا تھا کہ جو میں نے بولا ہے وہی ہو گا۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

"ماما کہاں ہیں آپ؟"

ایک اٹھارہ سال کی لڑکی مسلسل ماما ماما کر رہی تھی۔

"ماما گراب آپ نیچے نہ آئے تو قسم خدا کی میں نے حشر کر دینا ہے گھر کا۔"

اب کہ وہ دھمکیوں پہ اتر آئی۔ اسی وقت ٹائیگر جم سے نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ اپنے چہرے پہ آیا پسینا ٹاول سے صاف کرتا ساتھ کھڑے شہنواز کے ہاتھ سے جو س لیتے ہوئے اسے ٹاول پکڑا یا خود نیچے آگیا۔ جہاں وہ لڑکی اب لاؤنج میں موجود چیزیں پھینک رہی تھی۔

"ریلیکس نور دیکھو آگیا میں نیچے۔ اب بتاؤ کیا بات ہے ہماری پرنس کو کسی نے کچھ کہا ہے؟"

ٹائیگر اس کو کندھوں سے تھامتا ہوا بولا۔ اس کے ہاتھ سے شیشے کا ڈیکور پیس لے کر

فاخرہ مائی کو پکڑا یا۔ اور اسے لئیے صوفے پہ آکر بیٹھ گیا۔

"ماما یہ کیا ہے؟"

اس نے اس کے سامنے ایک پیپر لہرایا۔



"اس کو ایڈمیشن فارم کہتے ہیں پرنس۔"

ٹائیگر نے اس کی حالت سے محفوظ ہوتے ہوئے کہا۔ جو اس وقت خوبصورت سے پیچ رنگ کے فرائک ملبوس کیے۔ بالوں کی چٹیا بنائے چہرے پہ بیزاریت طاری کیے ٹائیگر کو دیکھ رہی تھی۔ (نہیں نہیں گھور رہی تھی) پڑھائی چور زرنور خان زادہ اپنے ہاتھ میں پکڑے فارم کو دیکھ رہی تھی۔ اس لگابلس انٹر میڈیٹ کرنے کے بعد اس کی جان چھوٹ جائے گی۔ لیکن یہاں تو اس کے مامانے اس کے آگے ایڈمیشن فارم کر دیا تھا۔

بلکہ صرف فارم نہیں تھا پورا فل کیا ہوا فارم تھا۔ میڈیکل کالج میں داخلہ ہوا تھا اس کا۔ اور وہ جس نے مرمر کے انٹر میڈیٹ کلسیر کی تھی فارم دیکھ کر چکرا کر رہ گئی۔ ارے نہیں نہیں وہ پڑھائی میں ہر گز کمزور نہ تھی۔ بس اسے پڑھنے سے موت آتی تھی۔ اس کا انٹر میڈیٹ کارزلٹ آیا تھا اور اس نے ذلحہ بھر میں سیکنڈ پوزیشن حاصل کی تھی۔ جس کی وجہ سے ٹائنگر نے اس کا داخلہ میڈیکل کالج میں کروانے کا سوچا۔

"ماما میں نے نہیں کرنا کچھ بھی یاد۔ آپ نے کہا تھا میں اچھے مار کس لے کر پاس ہو جاؤں گی تو آپ مجھے دوبارہ کالج جانے کا نہیں کہیں گے۔ اب کیا ہو گیا میں نہیں جا رہی کہیں سنا آپ نے۔"

نور نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور فارم پھاڑ دیا۔ اور یہ بگڑا ٹائنگر کا موڈ ایک جھٹکے سے اٹھا۔ اور نور کو بھی بازو سے پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کیا۔ نور تو اس کے اس اچانک بگڑتے موڈ پہ حیران رہ گئی۔

"زر نور خان زادہ میں نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا۔ میں نے بس اتنا کہا تھا تم اچھے نمبروں سے پاس ہو جاؤ تو دیکھا جائے گا۔ یہ نہیں کہ تمہاری پڑھائی ہی چھڑوا دوں گا۔ میں نے کہا ہے میری نرمی کا فائدہ مت اٹھایا کرو مگر نہیں یہاں پرواہ کسے۔ شہنواز فارم لاؤ۔"

"اب چپ چاپ یہ فارم فل کر کے شہنواز کو دو۔ اور یہ سب سمیٹو خبردار جو کسی نے اس کی مدد کی تو اس کی خیر نہیں۔"



ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتا اس نے شہنواز سے فارم منگوایا۔ اور ملازموں کو منح کر دیا نور کی مدد کرنے سے۔ نور آنکھوں میں آنسو لئیے اسے دیکھ رہی تھی۔ جو اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا اگر دیکھتا تو وہ پگھل جاتا۔ زر نور اسے جتنی عزیز سہی لیکن پڑھائی پہ اسے کوئی چھوٹ نہیں دیتا تھا۔ وہ ایسا ہی تھا جن سے محبت کرتا تھا ان کے ساتھ نرمی سے پیش تو آتا تھا لیکن اگر کسی نے اس نرمی کا فائدہ اٹھایا تو اس کی خیر نہیں۔ شہنواز

نے فارم نور کو دیا جس نے بنا چوں چرا کے فل کر دیا۔ پھر وہ لاؤنج سمیٹنے کے لئے اٹھی۔ جب تک وہ سمیٹ نہ چکی ٹائنگروہیں بیٹھا رہا۔ جب اس نے دیکھا وہ کام ختم کر چکی ہے تو وہ باہر کی جانب بڑھا۔

"اور ہاں زر نور پیچھے لان میں پانچ منٹ میں پورے تیس راؤنڈز لگانے ہیں آپ نے بنا چیٹنگ کیے۔ پیچھے لان کے کیمرہ کی فوٹیج میرے لیپ ٹاپ پہ آئے گی اگر کچھ گڑ بڑ ہوئی تو میری موجودگی میں تم نے سوراؤنڈز لگانے ہوں گے۔ میں کسی بھی بہانے سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ پاؤں میں موچ کا بہانہ تو بالکل نہیں چلے گا۔ آئی ہو آپ سمجھ گئی ہوں گی۔"

جاتے جاتے بھی اسے سزا دے گیا تھا۔ زر نور پیرٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔ اپنی شامت وہ خود لائی تھی اب اس نے یہ کرنا تھا ورنہ سوراؤنڈز لگانے پڑتے۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

"مجھ سے یہ کام نہیں ہوگا۔ میں کیا تم لوگوں کو کوئی کڈ نیپر لگ رہا ہوں۔"

وہ لڑکا مسلسل اس کا سر کھا رہا تھا۔ مگر وہ کچھ سن ہی نہیں رہا تھا۔ اس نے اس وقت چہرے پہ ماکس پہنا ہوا تھا۔ انہیں فلحال اس لڑکے پہ یقین نہیں تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دیکھو مسٹر میرا کوئی ارادہ نہیں تم سے کام لینے کا۔ وہ تو بھائی نے کہہ دیا تو مجھے تمہیں کام دینا پڑا۔ اگر کوئی گڑ بڑ ہوئی تو اچھا نہیں ہوگا۔ اب جاؤ بھی اندر اور بھی کام ہیں مجھے۔"

اس نے اس لڑکے سے دو ٹوک بات کی اور اسے گاڑی سے اترنے کو کہا تو وہ لڑکا منہ بناتا گاڑی سے نکلا۔ اب اس کا رخ ایک درمیانے گھر کی طرف تھا۔ احتیاط سے چلتا ہوا وہ گھر

کی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوا۔ اپنے اعتراف میں ایک نظر دوڑا کروہ گھر کے اندرونی دروازے کی جانب بڑھا سے لاک پن سے کھول کر اندر داخل ہوا۔ لاؤنج اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا صرف ایک بلب کی روشنی آرہی تھی۔ اب وہ آرام سے چلتا ہوا ایک کمرے کے اندر گیا۔ ایسے گھوم رہا تھا جیسے اس کا اپنا ہی تو گھر ہے۔ کمرے کے وسط میں بیڈ پہ ایک آٹھ نو سال کا لڑکا سو رہا تھا۔ اس نے ایک نظر اس لڑکے کو دیکھا۔ پھر ٹھنڈی سانس بھرتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ ایک ہاتھ سے جیب میں رکھا کلوروفارم سے بھرار و مال نکالا اور اس کے منہ پہ رکھتا کہ وہ اٹھ نہ جائے۔ اس نے اس بچے کو اٹھایا اور باہر کی جانب بڑھا۔ تقریباً بیس منٹ میں وہ گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر بچے کو لٹا چکا تھا۔ پھر ایک جتاتی نظر سامنے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے وجود پہ ڈال کر خود بھی بیٹھ گیا۔ اس کے آتے ہی اس نے گاڑی اسٹارٹ کی اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

"مجھے مت ماریں۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ پلیز مجھے چھوڑ دیں۔"

ارمان نیند میں بڑ بڑا رہا تھا۔ شہیر جو پاس ہی صوفے پہ بیٹھا تھا اٹھ کر اس کے پاس آیا۔ اور اس کے ساتھ رکھے ٹیبل پہ بیٹھتے ہوئے اس کا شانہ ہلایا۔ تو ارمان ہڑ بڑا کے اٹھ بیٹھا۔ آنکھیں اب بھی اس کی بند تھی اور مسلسل بڑ بڑا رہا تھا۔

"شش ریلیکس ارمان میں ہوں۔ ادھر دیکھو میری طرف۔ ارمان ادھر دیکھو بچے۔"

شہیر نے اس کا چہرہ اپنی جانب کرتے ہوئے کہا۔ ارمان شہیر کی آواز سن کر اپنی آنکھیں کھولی۔ اسے یاد آیا وہ رات کام کرتے ہوئے وہیں صوفے پہ دراز ہو گیا تھا۔ شاید وہ سو گیا تھا اور یہ خواب پھر سے آ گیا تھا۔ اس نے شہیر کو دیکھا جو اسے پانی کا گلاس پکڑا رہا تھا۔

"س۔ سوری بھائی وہ میں۔ میری آنکھ لگ گئی تھی۔"

وہ آنکھیں مسلتا ہوا کہہ رہا تھا۔ شہیر سے نظریں نہیں ملا پارہا تھا۔

"کوئی بات نہیں ارمان۔ لیکن اگر میں ایک بات پوچھوں تو کیا تم بتانا پسند کرو گے۔"

شہیر نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ بلکل اس طرح جیسے کوئی بڑا بھائی ہو۔
ارمان سمجھ گیا وہ کیا پوچھنا چاہتا ہے۔ اس نے بے بسی سے شہیر کو دیکھا۔ پھر اثبات میں سر ہلایا۔ اب بس ہو گیا وہ اس کا بوجھ اکیلے نہیں اٹھا سکتا۔ وہ اٹھا اور صوفے سے نیچے بیٹھ گیا۔ شہیر بھی اس کے ساتھ نیچے بیٹھ گیا۔

"آپ یقیناً یہ پوچھنا چاہتے ہونگے نہ کہ میں نیند میں کیوں ڈر جاتا ہوں۔ بابا کو جوئے کی لت تھی ایک بار وہ ایک لاکھ روپے کی شرط ہار گیا تو اس نے مجھے بیچ دیا۔ بھائی میں دس

سال کا تھا جب مجھے میرے ہی باپ نے بیچ دیا تھا۔"

ارمان نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولنا شروع کیا۔

" ×××××××××××××××× ماضی ×××××××××××××××× "

" بابا مجھے ان لوگوں کے ساتھ نہیں جانا۔ مجھے مت بھیجیں بابا۔ ماما آپ کہیں نہ میں

آپ کو تنگ نہیں کروں گا آئندہ۔ آپ لوگ جو کہیں گے میں وہی کروں گا۔"

ایک دس سال کا بچہ اپنے باپ کی ٹانگوں سے تو کبھی اپنی ماں کے آنچل سے لپٹتے ہوئے

رورہا تھا۔ اس کے باپ نے اسے بیچ دیا تھا۔ وہ جوئے میں ہارا پیسہ لوٹا نہیں پارہا تھا تو اس

نے اپنے بیٹے کو بیچ دیا۔ اس کے باپ نے اس کی ماں کو اندر بھیجا اور اسے ان لوگوں کے

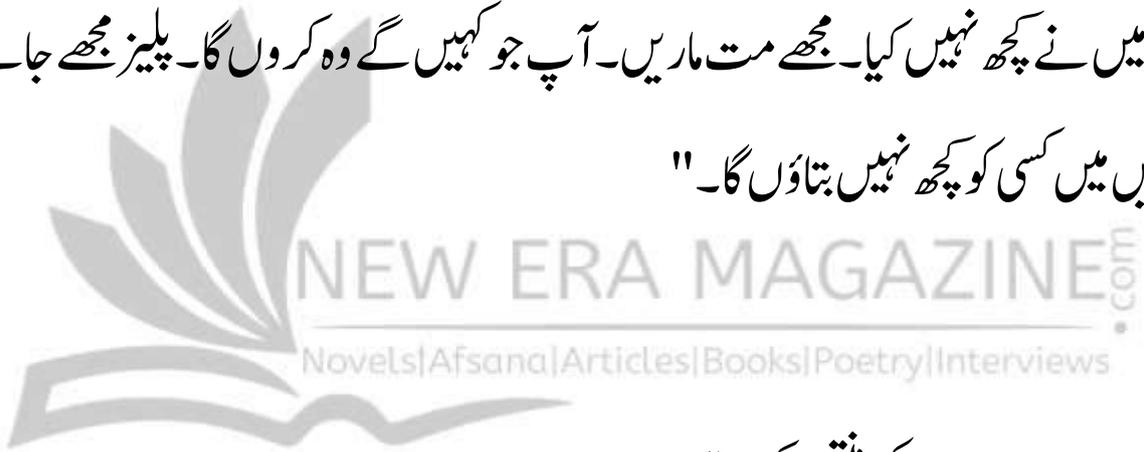
حوالے کر دیا۔ وہ لوگ اسے گھسیٹتے ہوئے لے گئے۔

پہلے دن اسے ایک کمرے میں بند کر کے چلے گئے۔ جب وہ سو رہا تھا تو اسے احساس ہوا کوئی اسے ٹھوکریں مار رہا تھا۔ اٹھ کر دیکھا تو سامنے ان ہی میں سے ایک آدمی کھڑا تھا جو اسے لے آئے تھے۔ اس کو اٹھتا دیکھ کر اس نے اس بچے کے آگے کھانا رکھا۔ بچہ بھوکا تھا اس لئے کھانا دیکھتے ہی شروع ہو گیا۔ جب وہ کھانا ختم کر چکا تو اس آدمی نے اسے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا وہ اٹھا اور اس کے ساتھ چلا گیا۔ ایک کمرے کے آگے رک کر اس نے دروازہ ناک کیا اور دروازہ کھلنے پہ اس بچے کو اندر لے آیا۔ وہاں پہ وہ سب ہی تھے جو اسے صبح لائے تھے۔ ان میں سے ایک اٹھا اور اس کو بالوں سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ڈنڈہ تھا جس سے وہ اسے مارنے لگا۔ وہ بچہ رونے لگا۔ اب ایک نے اس کے ہاتھ میں ایک چمڑے کا بیلٹ دیا وہ اس کو اس بیلٹ سے مارنے لگا۔ پھر باقی سب کو بھیج کر اس نے اس معصوم بچے کی معصومیت چھین لی۔ باری باری سب نے اسے اپنی حوس کا نشانہ بنایا۔ اس بچے کو اپنے باپ سے نفرت ہو گئی۔ اسے مختلف سزائیں دیتے تھے۔ کبھی اسے باندھ کر مارا جاتا تو کبھی اسے پنکھے سے لٹکا دیتے تھے۔ کبھی تین بستے سردی میں اسے برف پہ لٹایا جاتا تو کبھی پتی دھوپ میں اسے ننگے

پاؤں چھوڑ دیتے تھے۔ کئی کئی دن اسے سزا کے طور پہ بھوکا رکھتے۔

ہر بار وہ بس ایک ہی بات کہتا تھا _____

"میں نے کچھ نہیں کیا۔ مجھے مت ماریں۔ آپ جو کہیں گے وہ کروں گا۔ پلیز مجھے جانے دیں میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔"



وہ روتے ہوئے ان کی منتیں کرتا تھا۔

ایک دن اس آدمی نے اسے بلایا نیچے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر اس کے سامنے لیپ ٹاپ رکھا۔ جہاں اس کی ماں کو کچھ لوگ مار رہے تھے۔ اس وقت وہ بارہ سال کا تھا دو سال بعد اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا وہ بھی اس حال میں۔ اس کے دل سے دعائیں نکلی کاش وہ انہیں ایسے نہ دیکھتا۔ اس کی ماں کو اس کی آنکھوں کے سامنے بے آبرو کیا جا رہا تھا۔ اس دن

کے بعد ارمان نے سوچ لیا اب وہ ان لوگوں کو اپنے گھر والوں کے ساتھ زیادتی کرنے کی سزا دے گا کب اسے نہیں پتہ تھا۔ بس پتہ تھا تو صرف یہ کہ اس نے بدلہ لینا ہے چاہے جیسے بھی ہو۔ وہ سپاٹ چہرہ لئیے اس جانور کے کمرے سے نکل گیا۔ کمرے میں آتے ہی اپنا ضبط کھو بیٹھا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا ساری رات روتے ہوئے گزری۔

ساری رات وہ اپنی ماں کے بارے میں سوچتا رہا اگر اس کی ماں کے ساتھ یہ سب ہوا تو اس کی چھوٹی وہ کہاں تھی؟ کیا اس کے ساتھ بھی۔ اس سے آگے وہ کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ صبح جب اٹھا تو اس کی آنکھیں بے تاثر اور چہرہ سپاٹ تھا۔ بس یہ آخری رات روتے ہوئے گزری اس نے۔ اس کے بعد ہر رات اس نے ان سب سے بدلہ لینے کی پلیننگ کرتے ہوئے گزری۔ اسے ہر طرح کا ٹارچر دیتے تھے وہ کوگ ذہنی جسمانی روحانی۔ دن مہینے سال کیسے گزرے یہ صرف اس کا خدا اور ارمان ہی جانتا تھا۔ ایک ایک دن اس کے لئیے عذاب کی طرح تھا۔

چار سال وہ اس عذاب میں رہا۔

پھر اسے سری لنکا بھیجا گیا وہاں پہ اس کو مختلف ڈر گز دینے لگے۔ اس کو ڈر گز کا عادی بنا کر اسے ڈر گز دینا بند کر دی۔ وہ تڑپتے تھا بن پانی کے مچھلی کی طرح۔ اس کے سامنے ہی ڈر گز استعمال کرتے تھے۔ ایک انجیکشن کے لئے اسے مارا جاتا تھا اور وہ مار کھاتا رہتا۔ اس کو الیکٹرک شاکس دیئے جاتے۔ اس سے غلط کام کروائے جاتے تھے۔ چوری کرنا مر ڈر کرنا کسی لڑکی کو اٹھانا۔ کسی کو مارنا یہ سب وہ بس ڈر گز کی وجہ سے کرتا تھا۔ ایک دن اسے ایک گن تھمائی گئی کہا گیا اسے ایک عورت کو مارنا ہے۔ صرف مارنا نہیں ہے اس کی عزت کو تار تار کر کے اسے مار دینا ہے ارمان نے اس کام سے انکار کر دیا۔ تو اسے کچھ لڑکوں نے مارا بہت مارا وہ مار کھاتا رہا۔ پھر اسے ایک کتے کے سامنے باندھا گیا ایک سنسان سڑک پہ وہ بندھا تھا۔ اس نے خود کو بچانے کے لئے کوشش بھی نہیں کی بس آنکھوں میں بے بسی لئے اوپر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کہ اب جو بھی کر سکتا تھا اس کا رب ہی کر سکتا تھا۔ وہ کتاب آگے بڑھا اور اس کی ایک ٹانگ پہ اپنے دانت گاڑھ دیئے۔ کوئی اس کی مدد کرنے والا نہیں تھا۔ اسے لگا آج وہ مر جائے گا۔ اپنی ماں کا بدلہ لئے بغیر مر جائے گا۔ وہ کتا اسے نوچ رہا تھا۔

"اللہ جی پلیز مجھے ایسے نہیں مرنا۔ مجھے بچالیں اللہ جی پلیز۔"

ارمان دل میں دعا کر رہا تھا۔ اس کی چیخیں نکلنے لگی اسے لگایہ اس کی آخری رات ہوگی۔
وہ اپنے حواس کھونے لگا۔

"ارمان کا ماضی"

اسی وقت ایک گاڑی رکنے کی آواز آئی۔ اس میں سے ایک عورت اور ایک مرد نکلے۔
چالیس سال کی عورت اور چالیس بیسنتالیس سال کا ہی مرد اس کی طرف آئے پہلے تو
ان لوگوں کے اس کو اس کتے سے آزاد کروایا۔ پھر اس کے بندھے ہاتھ کھولے۔ وہ
آدمی اسے سہارا دے کر گاڑی کی طرف لایا۔ اور اسے گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ لٹا کر اس
کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ اس کا خون روکنے کی کوشش کی۔ اور اس عورت سے کہا اسے
ہسپتال لے جائے۔ ارمان نے انہیں منع کیا وہ کسی بھی قیمت پہ ہسپتال نہیں جانا چاہتا
تھا۔ اسے پتہ تھا اسے وہ لوگ پھر ڈھونڈ لیں گے۔ اتنی مشکلوں سے اسے موقع ملا تھا
وہاں سے نکلنے کا۔ وہ لوگ سمجھ گئے اس لئے بنا کچھ کہے اسے کو لمبو سے باہر لے آئے۔
کینڈی کے ایک ہسپتال میں اسے ایڈمٹ کروایا۔ اس کا ٹریٹمنٹ کروایا۔ کیونکہ ان
دونوں کی اولاد نہیں تھی تو یہ پندرہ سولہ سال کا لڑکے سے بہت زیادہ ہمدردی ہو رہی

تھی۔ اس عورت نے اس کا بلکل اپنے بچوں کی طرح ہی خیال رکھا۔ ایک مہینہ وہ ہسپتال میں رہا۔ مینٹلی اور فزکلی ٹریٹمنٹ کی ضرورت تھی اسے۔ پانچ چھ سال ایک عذاب میں رہتا آیا تھا۔ ایک مہینے بعد ان دونوں نے زبردستی اسے اپنے ساتھ لے جانے کا کہا۔ کیونکہ اس کے پاس رہنے کی جگہ بھی نہیں تھی تو ان کے اسرار پہ وہ ان دونوں کے ساتھ چلا گیا۔ کچھ عرصہ اس کی تلاش رہی کولمبو میں لیکن اس تک پہنچ نہ پائے کیوں کہ اس نے اپنے نام کے ساتھ ساتھ اپنا ظاہر بھی بدل دیا تھا۔ اب وہ ارمان نہیں ایانش تھا۔ امانڈا اور کیانش ڈیسیلو اکا بیٹا ایانش ڈیسیلو۔ چھ سال ایک عذاب کیں رہنے کے بعد اسے ایک پہچان ملی تھی۔ جہاں اس کے باپ نے اسے پلٹ کر بھی نہ دیکھا تھا۔ وہاں ایک انجان جوڑے نے اسے اپنا یا اپنا نام دیا اسے پہچان دی۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ کینڈی میں رہتا تھا۔

[OBJ]

جہاں ان لوگوں کا ایک ریستورنٹ تھا۔

"کیفے والک کے سی سی۔"

[OBJ]

[OBJ]

ان دونوں سے بالکل اپنی اولاد کی طرح پالا تھا۔ امانڈا تو اسے خود سے الگ ہی نہیں ہونے دیتی تھی ان لوگوں نے اسے پڑھایا۔ اسے اس قابل بنایا کہ وہ صحیح اور غلط کا فرق سمجھ سکے۔ پہلے جب وہ ان لوگوں کو ملاتا تھا تو بالکل الگ شخصیت تھی اس کی۔ امانڈا کی حد سے زیادہ توجہ اور پیار نے اسے بالکل بدل دیا تھا۔ بس ایک چیز جس میں وہ ناکام رہے وہ تھی اس کی بدلے کی آگ۔ وہ دن رات اسے سمجھاتے تھے سب کچھ بھول جانے کا کہتے تھے لیکن ایانٹس نے ایک نہ سنی اس کا کہنا تھا۔

"مام میں سب کچھ بھول سکتا ہوں۔ میرے ساتھ جو ہو وہ بھی لیکن میں اپنی ماما کے ساتھ ہوا ظلم نہیں بھول سکتا۔ مجھے تو یہ بھی نہیں پتہ میری چھوٹی کہاں ہے۔ وہ کس عذاب میں ہوگی۔ اگر ماما اور میری طرح۔ اس سے آگے مجھ سے نہیں سوچا جاتا ماما۔ میں بھولنے کی کوشش بھی کروں تو مجھے یہ راتیں کچھ نہیں بھولنے دیں گی۔ وہ ایک ایک لمحہ مجھے یاد ہے۔ جب جب مجھے ان لوگوں نے تکلیف دی۔ مجھے جانوروں کی طرح مارا گیا۔ ماما مجھے خود سے نفرت ہوتی ہے۔ جب جب مجھے وہ سب یاد آتا ہے۔ میں

خود کو جتنا بھی صاف کرتا ہوں مجھے لگتا ہے میں وہ گند صاف نہیں کر سکتا جوان لوگوں نے میرے جسم سے جوڑ دیا ہے۔ مام مجھے ڈر گز کی اتنی عادت ہو گئی ہے کہ مجھے صحیح غلط کچھ سمجھ نہیں آتا۔ جب مجھے اس کی طلب محسوس ہوتی ہے مجھے لگتا ہے جیسے میرے جسم کو چیونٹیاں کاٹ رہی ہیں۔ میں۔۔۔ مام میں وہ طلب دور کرنے کے لئے خود کو ڈر گز سے دور رکھنے کے لئے پتہ نہیں کتنی نیند کی گولیاں لیتا ہوں۔ میرے ایصاب پہ سوار رہتا ہے سب میں بہت تکلیف میں ہوں مام۔ جب تک ان لوگوں سے بدلہ نہیں لے لیتا یہ سب مجھے یاد آتا ہے گا۔ ایک وعدہ کریں مام مجھ سے وہ نہ مانگے جو میں نہ سے سکوں آپ کا مجھ پہ بہت احسان ہے۔ آپ نے میری زندگی سنواری ہے مام۔ مجھے بھول جانے کا نہ کہیں مجھے یہ سب کہہ کر شرمندہ نہ کریں۔ پلیز مام۔"

ایانش کسی چھوٹے بچے کی طرح ہھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔ اس نے انہیں بتایا وہ چاہ کر بھی سب نہیں بھول پائے گا۔

ایانش ان کی گود میں سر رکھے لیٹا ہوا تھا جب امانڈا نے یہ بات کہی۔ جیسے جیسے ایانش نے انہیں سب بتایا تھا وہ جانتی تھی وہ بہت تکلیف میں ہے۔ وہ اسے اس تکلیف سے نکالنا چاہتی تھی۔ لیکن آج ایانش نے انہیں اپنی بے بسی بتائی

تو امانڈانے اس سے وعدہ کیا کہ وہ اسے سب بھول جانے کا نہیں کہیں گی۔

"ٹھیک ہے میرے بچے میں نہیں کہوں گی کچھ۔ لیکن ایک شرط یہ اگر تمہیں منظور ہے تو وعدہ کرتی تمہیں کبھی کچھ بھی بھولنے کا نہیں کہوں گی۔"

امانڈانے (اپنی زبان میں اس سے کہا) ایانٹس ان دونوں کے ساتھ رہ کر ان زبان بھی سیکھ گیا تھا۔

"بولیں مام اپ جو کہیں گی مجھے منظور ہے۔"

ایانٹس نے ان ہاتھ اپنی آنکھوں سے لگاتے ہوئے کہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وعدہ کرو اپنا خیال رکھو گے۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے تم کوئی غلط راستہ نہیں چنوں گے۔"

ضروری نہیں ایانٹس بچے تمہیں بدلہ لینے کے لیے غلط راستہ ہی اختیار کرنا

پڑے۔ کوشش کرنا تمہیں بدلہ لیگل طریقے سے لو۔ مجھے یہ نہ سمجھنے دینا کہ میں نے

تمہاری تربیت ٹھیک نہیں کی۔ اور ہاں اپنی مام کے پاس واپس آنا بچے میرے بیٹے ہو تم

چاہے تم مجھے مام مانو یا نہ مانو تم واقعی میرے بیٹے ہو۔ خود کو تکلیف دینے سے پہلے سوچنا

اگر تمہیں تکلیف ہوئی تو تمہاری مام کو بھی تکلیف ہوگی۔"

وہ روم میں بیٹھا تھا جب اسے میل آئی تھی اس کی سلیکشن کی۔ وہ پاکستان کی خفیہ اجینسی میں سلیکٹ ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے بدلے کی پہلی سیڑھی پہ قدم رکھ لیا تھا۔ جیسا اس نے امانڈا سے وعدہ لیا تھا۔ کہ غلط طریقہ نہیں اختیار کرے گا اپنے بدلے کے لئے وہی کیا۔ اس کے اسٹڈی ٹیبل پہ ایک طرف اس کی پاکستان کی ٹکٹس پڑی تھی۔ سامنے اس کا سلیکشن لیٹر وہ خوش تھا بہت خوش۔

کل وہ پچیس سال کا ہونے جا رہا تھا۔ اس نے امانڈا سے وعدہ سے لیا تھا پچیس سال کا ہونے کے بعد وہ پاکستان جائے گا۔ اپنا بدلہ لینے۔ اپنی ماں کا بدلہ لینے جن لوگوں نے اس سے اس کا بچپن چھینا تھا ان سے بدلہ لینے۔

وہ اٹھا اور کمرے سے نکل کر امانڈا اور کیانش کے کمرے کی طرف بڑھا۔ اسے پتہ تھا وہ دونوں اداس ہیں اور امانڈا تو اس سے ناراض بھی تھیں۔ اب وہ انہیں منانے جا رہا تھا کیوں کہ کل اسے جانا تھا۔ پتہ نہیں زندگی پھر موقع دے گی بھی یا نہیں۔ وہ ان کے کمرے میں جانے لگا جب اس نے آواز سنی۔

"اسے روک لیں نہ کیانش۔ مجھے لگ رہا ہے جیسے میں اسے کھودوں گی۔ میرا دل نہیں مان رہا اسے کہیں وہ نہ جائے مجھے چھوڑ کر۔ کیانش میرا بیٹا مجھ سے دور چلا جائے گا۔ مجھ

میں اس کو کھونے کی ہمت نہیں ہے۔"

امانڈا کی آواز نے اس روکا تھا وہ رو رہی تھیں۔ ایانش ان کے لئے اتنا اہم ہو گا۔ اسے پتہ نہیں تھا۔ ایانش اندر گیا۔ ان کے سامنے پنچوں کے بل بیٹھا اور ان کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"مام میری طرف دیکھیں۔ پلیز ایسا نہ کریں میں نہیں جا پاؤں گا آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے میں آپ کو بھول جاؤں گا۔ کیا میں آپ کو ایسا لگتا ہوں اپنے سائینان کو بھولنے والا۔ اور آپ لوگ تو میرے لئے سب کچھ ہیں۔ میں بھلا آپ سے دور جاتے ہوئے خوش ہوں مجھے خود بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ میں خود کو بہت مضبوط ظاہر کر رہا ہوں۔ پر آپ تو جانتی ہیں نہ آپ کا ایانش اتنا مضبوط نہیں ہے۔ آپ ایسا کریں گی تو میں کیسے خود کو مضبوط کروں گا۔ آپ تو میری طاقت ہیں مام پلیز ایسا نہ کریں۔ ڈیڈ آپ سمجھائیں نہ مام کو۔ مجھے اگر بدلہ نہ لینا ہوتا تو میں کبھی نہ جاتا۔ مگر اب مجھ سے رہا نہیں جاتا مجھے ان سے بدلہ لینا ہے مام ڈیڈ۔ پلیز آپ مجھے اپنی دعاؤں کے سائے تلے بھیجیں اس امید سے کہ آپ ایانش آپ لوگوں کے پاس آئے گا۔ ہمیشہ کے لئے کبھی نہ جدا ہونے کے لئے۔ آپ ایسا کریں گی تو میں نہیں جا پاؤں گا۔ میں اپنے ارادوں میں

کامیاب نہیں ہو پاؤں گا۔ آپ چاہتی ہیں میں ناکام لوٹوں؟ نہیں نہ تو بس دعا کریں میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر جلد ہی واپس آ جاؤں آپ کے پاس۔"

ایانش نے ان دونوں کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ سچ تو یہ تھا وہ خود بھی ان سے دور جاتے ہوئے اداس تھا۔ پر جانا تو تھا اسے اپنے اوپر کیسے گئے ایک ایک ظلم کا بدلہ تو لینا تھا۔ خود سے کیا گیا وعدہ نبھانا تو تھا۔ کل صبح اس کی فلائٹ تھی۔ پورے بارہ سال بعد وہ پاکستان جا رہا تھا۔ اسے عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

"ایسا نہیں ہے میری جان۔ میں چاہتی ہوں تم کامیاب لوٹو۔ بس مجھ سے ایک وعدہ کرو تم روز مجھ سے بات کرو گے۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے تم روز دن میں دو بار مجھ سے بات ضرور کرو گے۔ اپنا خیال رکھو گے اسی طرح رہو گے جیسے تم ہمارے ساتھ ہوتے ہو۔ ہنستے مسکراتے ہوئے خود کو محفوظ رکھو گے۔ وعدہ کرو ایسا کرو گے نہ۔"

کیانش نے اس کو کاندھوں سے پکڑ کر وعدہ لینا چاہا۔ ایانش کو ان دونوں کے لئے بہت دکھ ہو رہا تھا۔ جو ان دونوں نے کیا تھا آج کل کوئی مشکل ہی کر پاتا ہے۔ کسی کے بچے کو اپنی اولاد کا طرح پڑھا لکھا کر کامیاب انسان بنایا تھا۔ آج وہ ایک ریسٹورنٹ کا مالک تھا۔ اور اب پاکستان خفیہ ایجنسی کا نمائندہ بھی۔ یہ سب ان دونوں کی وجہ سے ہی ممکن ہو

پایا تھا۔

"پر اس ڈیڈ میں ایسا ہی کروں گا۔ اور آپ لوگ بھی وعدہ کریں اپنا خیال رکھیں گے۔ آپ دونوں کے علاوہ میرا کوئی بھی نہیں مام ڈیڈ۔ ارے دیکھیں میں تو آپ کو گڈ نیوز دینا بھول ہی گیا۔ میری سلیکشن ہو گئی مام اب میں بدلہ لینے کے لئے کوئی بھی غلط طریقہ اختیار نہیں کروں گا۔ اور یہ سب آپ دونوں کی وجہ سے ہی ممکن ہو پایا ہے۔ تھینک یو سو میچ ڈیڈ مام آپ دونوں نہ ہوتے تو آج میں شاید سڑک پہ ہوتا۔ اور ہاں ڈیڈ آج تو میں نے یہیں سونا ہے اپنی مام کے پاس۔"

اس نے امانڈا کی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا تھا۔ ایک چمک تھی اس کی آنکھوں میں۔ صرف چمک نہیں خوف بھی تھا۔ امانڈا نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانا شروع کی۔ وہ جان گئی تھی وہ خوف زدہ تھا۔ اس لئے ان کے ساتھ سونا چاہتا تھا۔ بارہ بجنے میں پانچ منٹ تھے۔ امانڈا نے کیانش کو اشارہ کیا تو وہ چلے گئے۔ تھوری دیر بعد جب وہ کمرے میں داخل ہوئے تو ان کے ہاتھ میں کیک تھا۔ جس پہ بڑا بڑا پیسی برتھ ڈے ایانش لکھا تھا۔ انہوں نے کیک ایانش کے سامنے رکھا۔ تو وہ اٹھ بیٹھا اسے پتہ تھا یہ دونوں کچھ اس طرح کریں گے۔ اس لئے بنا چونکے ان دونوں کی طرف دیکھا۔ ان نظروں میں کیا

کچھ نہ تھا۔ تشکر بھری نظر ندامت اداسی خوشی سب کچھ ہی تو تھا۔ وہ اٹھا اور کیا نش کے گلے لگا اور اپنا ضبط کھو بیٹھا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا کیا نش اور امانڈا نے اسے رونے دیا۔

آنسو بننے دینے چاہیے کبھی کبھار رو دینا چاہیے۔ دل کو ہلکا کرنا چاہیے آنسو کو بننے دینا چاہیے۔ ورنہ وہ انسان کو اندر سے کھوکلا کر دیتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں مرد کو رونا نہیں چاہیے کیا مرد انسان نہیں ہوتا اس کا دل نہیں ہوتا۔ مرد کو رونا چاہیے ورنہ وہ کھوکلا ہو جاتا ہے۔

کچھ دیر آنسو بہانے کے بعد اس نے کیک کاٹا اور امانڈا اور کیا نش کو کھلایا پھر تینوں باتیں کرنے لگے۔ تھوری دیر بعد ہی ایش سو گیا۔ امانڈا نے اس کا سر تکیے پہ رکھا اور اس پہ کمفرٹر ڈال کر اپنے بیڈ پہ آگئیں۔

آج اس کی روانگی تھی۔ صبح سے ہی امانڈا اس کے لئے نہ جانے کیا کیا بنا رہی تھیں۔ اسے آدھے گھنٹے میں ایئر پورٹ پہنچنا تھا۔ اس نے ان دونوں کو ساتھ آنے سے منع کر دیا تھا۔ وہ جانتا تھا امانڈا اسے جاتا دیکھ پھر سے دکھی ہوگی۔ اور وہ امانڈا کو دکھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

فلائٹ میں اسے کھڑکی والی سیٹ ملی تھی۔ سارا راستہ وہ اپنے گزرے ماہ و سال کو سوچتا رہا۔ کیسے اس کی زندگی بدل گئی تھی بارہ سال بعد وہ پاکستان جا رہا تھا۔ ایک نئے نام نئی پہچان کے ساتھ۔ کچھ دیر بعد لینڈنگ کا اعلان ہوا تو اس نے سوچوں کو جھٹکا۔

پورے بارہ سال بعد وہ اپنے ملک کی سر زمین پہ کھڑا تھا۔ چودہ سال کا تھا جب وہ یہاں سے ایگل طریقے سے انسانی سمگلنگ کے ریکٹ کے ساتھ یہاں سے بھیجا گیا تھا۔ اور آج پچیس سال کا ہونے بعد وہ لوٹا تھا۔ پاکستان پہنچ کر اس نے ہیڈ کوارٹر رپورٹ کیا۔ اس ملک کی حفاظت پہ اپنی جان قربان کرنے کی قسم کھائی تھی اس نے۔ وہاں اس کی ملاقات شہیر سے ہوئی تھی۔

XXXXXXXXXX حال XXXXXXXXXXXXXXX

"آگے آپ سب جانتے ہیں۔"

شہیر نے اس کی طرف دیکھا جو نم آنکھوں سے کہانی سن رہا تھا اپنے اوپر ہوئے ظلم کی داستان سن رہا تھا۔ شہیر کو سمجھ آگئی اس اس کی مسکراہٹ عجیب کیوں لگتی تھی۔ اس کی ہنسی اس کے قہقہے کھوکھلے کیوں لگتے تھے۔ کچھ کہے بغیر شہیر نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔ خود میں بھینختے ہوئے اپنے ہونے کا احساس دلایا۔

"ارمان آج کے بعد تم خود کو یہاں تنہا محسوس نہیں کرو گے۔ مجھے اپنے بڑے بھائی کی طرح سمجھو۔ کچھ بھی ہو جائے مجھے ہر بات بتاؤ گے۔ میں وعدہ کرتا ہوں تمہارا بدلہ ہم ایک ساتھ لیں گے تمہاری حفاظت خود کروں گا میں۔"

کسی بڑے بھائی کی طرح اس سے وعدہ کر رہا تھا۔

"جانتا ہوں بھائی اسی لئے میں نے آج تک جو کسی کو نہیں بتایا آپ کو بتا دیا۔ بھائی بس مجھے میری چھوٹی کو ڈھونڈنا ہے۔ آپ میری ہیلپ کر دیں اسے ڈھونڈنے میں۔"

ارمان اس سے الگ ہوتے ہوئے بولا۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
"ہاں کیوں نہیں میں تمہاری ہیلپ کروں گا۔ نام بتاؤ اس کا یا اس کی کوئی تصویر

و غیرہ۔"

شہیر نے اس سے پوچھا۔

"فلق نام ہے اس کا بھائی۔ میرے پاس اس کی کوئی تصویر نہیں ہے۔ وہ بہت چھوٹی تھی جب میں نے اسے دیکھا تھا۔"

ارمان نے اسے نام بتایا۔

اب وہ لوگ آگے کا پلین تیار کر رہے تھے۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

"یہ ان لوگوں کا ٹھکانہ ہے۔ جہاں وہ لوگ ڈر گزر رکھ رہے ہیں۔ اور آج رات ایک اور

ٹرک آئے گا۔ جس میں اصلحہ اور ڈر گز آرہے ہیں۔ یہ ساری معلومات ہے اس ٹرک

میں کیا کیا ہے۔ کس وقت آئے گا کہاں آئے گا۔"

حدید نے ہادی کے سامنے ایک لفافہ رکھتے ہوئے بولا۔

"یہ تو بہت اچھی خبر دی ہے تم نے۔ ایک ٹیم ریڈی رکھو ہم رات جائیں گے ریڈی پہ۔ کیا

اس میں ٹائیگر ملوٹ ہے؟ اگر ٹائیگر کا کام ہے یہ تو اسے اس بار کوئی بچا نہیں سکے گا۔"

ہادی نے کاغذات دیکھتے ہوئے کہا۔

لیکن یہ کام ٹائیگر کا نہیں ہے۔ ہاشم کا کام ہے یہ اس کا ٹرک ہے یہ ٹائیگر کم از کم اس

میں ملوٹ نہیں۔"

حدید کے کہنے پہ ہادی نے بس ہنکارا بھرا۔ وہ کیا کر سکتا تھا اور ہر بار یہی ہوتا تھا ٹائیگر

بلکل کلین نکلتا تھا۔

XX

ہادی اور حدید ریڈ پہ گئے تھے۔ وہاں موجود تمام اصلحہ ڈرگز وہ اپنی تحویل میں لے چکے تھے۔ کیونکہ اس وقت سیکورٹی کے لوگ بھی چند ہی تھی تو ہادی حدید اور واحد لوگوں کے ساتھ موجود چند افراد نے ان کو اپنے قبضے میں لیا ہوا تھا۔ تمام اصلحہ اور ڈرگز کو بھی اپنی تحویل میں لیا تھا۔ وہاں موجود چند بچوں کو بھی ان لوگوں نے بازیاب کر لیا۔ یہ نیوز ہر چینل پہ چل رہی تھی۔

XX

اور ہاشم کالس نہیں چل رہا تھا وہ سب کو شوٹ کر دے۔ ہاشم اس وقت اپنے کمرے میں تھا جب ملازم نے اسے اس خبر کے بارے میں بتایا۔ خبر دیکھنے کے بعد وہ پاگل ہو گیا تھا گھر کی چیزیں پھینک رہا تھا۔ شور سے اس کی بیوی اپنے کمرے سے نکل آئی جس کے چہرے پہ نیل پڑا ہوا تھا۔ اسے غصے میں دیکھ کر وہ مزید ڈر گئی۔ کیونکہ اسے پتہ تھا جب اسے غصہ آتا تھا تو وہ اپنا غصہ اسے مار کر اتارتا تھا۔

"ہاشم کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟"

اس کی بیوی نے ڈرتے ہوئے اس سے پوچھا۔ تو ہاشم کی نظر اس پہ پڑی۔ وہ اس کی طرف بڑھا اسے بالوں سے پکڑا۔

"منخوس عورت تمہارے ہوتے ہوئے کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔" گالی "تمہاری وجہ سے ہوتا یہ سب تمہاری" گالی "منخوسیت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ آج بتاؤں گا تمہیں میں اچھی طرح اچھا ہوا تم میرے سامنے آگئی۔ آج تم پھر گئی تھی نہ اپنے یار کے پاس۔" وہ اسے گالیاں دیتا ہوا روم میں لے گیا۔ صاحبہ کو پتہ نہیں تھا وہ کس کی بات کرتا ہے۔ اس نے کب اسے کسی کے ساتھ دیکھا ہے۔ بس وہ اس پہ ہر بار نیا الزام لگاتا ہے۔ وہ ہاشم سے پندرہ سال چھوٹی ہے۔ وہ بیس سال کی تھی جب اس کے باپ نے اس کی شادی ہاشم سے کروائی تھی۔ اور ہاشم اس وقت پینتیس سال کا تھا۔ شادی کی پہلی رات ہی ہاشم نے اسے مارا تھا۔ کیونکہ اسے پتہ چل گیا تھا وہ اس سے شادی کرنے پہ راضی نہیں تھی۔ ان کی شادی کو پندرہ سال گزر چکے تھے۔ ان پندرہ سالوں میں اسے نہیں یاد کب ہاشم نے اسے نہیں مارا۔ کھانا ملازم ٹھیک نہ بنائیں مارا اسے پڑتی تھی۔ مالی لان میں غلط پودہ لگائے مارا اسے پڑتی تھی۔ اس کا کوئی کام ٹھیک نہ ہو وہ اسے مارتا تھا۔ بزنس میں کوئی لاس آئے مارا اسے پڑتی تھی۔ پندرہ سال ہو گئے تھے اس نے اپنے گھر والوں

کی شکل تک نہیں دیکھی تھی۔ اس کے باپ کی وفات پہ بھی اسے جانے نہیں دیا تھا ہاشم نے۔ اس دن صاحبہ نے اس کے خلاف قدم اٹھایا تھا۔ اور اپنے باپ کی آخری رسومات میں شریک ہوئی تھی وہاں ہاشم نے اسے دیکھ لیا تھا۔ وہاں سب کے سامنے اسے تھپڑ مارا تھا اور گھسیٹا ہوا اپنے گھر لے کر آیا تھا۔ صاحبہ اس سے بھیک منگتی رہی اسے مت مارے لیکن ہاشم اسے مارتا گیا چڑے کے بیلٹ سے مارنے لگا۔ اس کی چیخیں اس کے ملازم بھی سن رہے تھے لیکن کسی میں ہمت نہ تھی اسے ہاشم سے بچانے کی۔ اس کا غصہ کم ہوا تو وہ اس کے پاس آیا۔ شوہر ہے اس کا اسے حق ہے زبردستی کرنے کا ہر بار وہ اس سے یہی کہتا تھا۔ وہ امید سے تھی بہت خوش تھی کہ شاید ہاشم اب ٹھیک ہو جائے۔ لیکن اس رات اس نے ہاشم کو یہ بتانے کا سوچا اور اس کے کمرے کی طرف بڑھی۔ وہاں اس کے ساتھ کوئی لڑکی تھی۔ صاحبہ اندر نہیں گئی وہیں کھڑی رہی ہاشم کی نظر جب اس پہ گئی تو وہ اٹھا۔ اور اس کے بال پکڑے اسے اندر لے آیا اس لڑکی کے سامنے لا کر اس نے صاحبہ کو چھوڑا۔

"یہ میری بیوی ہے اور یہ اس گھر کی مالکن۔ تم سے تو بہتر ہے یہ مجھ سے بیس سال چھوٹی ہے۔ لیکن میری ہر بات مانتی ہے۔ اب دیکھنا میں اسے ماروں گا لیکن یہ کچھ نہیں

کہے گی۔"

وہ جنونی انداز میں ہنساتھا اور بیلٹ نکال کر اس لڑکی کے پاس آیا صاحبہ نے اس لڑکی کو دیکھا۔ جو آنکھوں میں خوف لئیے اسے دیکھ رہی تھی۔ ہاشم نے زور سے بیلٹ اسے مارا اس کی چیخ نکلی لیکن ہاشم کو دیکھ کر مسکرائی۔ تو ہاشم نے صاحبہ کی طرف دیکھا۔ جیسے کہہ رہا ہو دیکھا کہا تھا نہ کچھ نہیں کہے گی۔ وہ اسے مارنے لگا پوری قوت سے بیلٹ سے مار رہا تھا۔ اور وہ اپنی چنچیں دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔ آنسو اس لڑکی کی آنکھوں سے بہ رہے تھے۔ لیکن اس نے جیسے اپنے لب سی لئیے تھے۔ صاحبہ نے ہاشم کو روکنا چاہا تو ہاشم نے اسی بیلٹ سے اسے مارنا شروع کیا۔ اور اس روم سے نکال کر سیڑھیوں سے دھکا دیا۔ جس کی وجہ اس کا بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہی مر گیا۔ ہاشم نے اسے اس بات پہ بھی مارا جیسے اس کی وجہ سے بچہ مر گیا۔ اس رات اس لڑکی نے صاحبہ کو بچایا۔ اور خود ہاشم کے ہاتھوں مار کھانے لگی ہاشم اس لڑکی کو شکس دیتا تھا۔ لیکن وہ لڑکی جیسے گونگی تھی ایک لفظ نہ بولتی۔ ایک دن ہاشم شہر سے باہر تھا تو صاحبہ اس لڑکی کے پاس آئی۔

"نام کیا ہے تمہارا؟"

صاحبہ کے پوچھنے پہ وہ سیدھی ہوئی۔ اٹھارہ سال کی لڑکی تھی وہ خوبصورت سی۔ جس کا چہرہ اب زخموں سے چور تھا۔

"فائیزہ نام ہے میرا۔"

اس نے اپنا نام بتایا۔

"فائیزہ تم یہ سب کیوں برداشت کر رہی ہو؟ وہ تمہیں کتنا مارتا ہے۔ تم کچھ بولتی کیوں نہیں؟ تمہارے گھر والے کہاں ہے؟"

صاحبہ کے دل میں جو سوالات تھے اس نے پوچھ ڈالے۔ تو فائیزہ ہنسی۔

"تو اور کیا کروں میں؟ آپ منع کرتی ہیں نہ بدلے میں کیا ملتا ہے اور زیادہ مار۔ میرے گھر والے وہ جی میری ماں تو مر گئی۔ باپ جوئے کا عادی اس نے دوسری شادی کر لی۔ اس عورت کے دو بیٹے ہیں۔ جو مجھے اس سے بھی زیادہ مارتے تھے۔ ایک رات جب یہ گھر آئے تھے ہمارے میرے باپ کو دھمکانے تو۔ میری ماں کا بیٹا میرے کمرے میں آیا میرے ساتھ زبردستی کرنے لگا۔ جو بھی ہو جی میں سب برداشت کرتی لیکن بات میری عزت پہ آگئی جی۔ میں اسے دھکا دیا تو اس کا سر بیڈ سے لگا۔ اور میں ڈر کے باہر آئی

توان کی نظر مجھ پہ گئی۔ انہوں نے میرے باپ سے مجھے مانگا میرے باپ نے مجھے بیچ دیا جی۔ اس دھمکی کے ساتھ کے اگر میں نے ان کی کوئی بات نہ مانی یا میں نے رونا ڈالا تو میرے بھائی کو مار ڈالیں گے۔ میں اپنے بھائی کے لئے کچھ بھی کر سکتی جی ابھی وہ چھوٹا ہے تو یہ مار کیا ہے۔ میں نے پالا ہے اسے ماں بن کر میرا بھائی نہیں بیٹا ہے وہ۔"

فائزہ کی باتیں سن کر صاحبہ بھی رو پڑی۔

"تم اٹھو میں تمہیں یہاں سے بھاگنے میں مدد کروں گی۔"

صاحبہ کی بات بیچ میں رک گئی۔ کیونکہ سامنے ہاشم کھڑا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا تو میری بیوی اتنی بہادر ہے۔ بھگا کے دکھاؤ اور تم بھاگ کر دکھاؤ زرا۔"

اس نے اس رات ان دونوں کو مارا ایک راڈ سے مارتا گیا۔ فائزہ تو حوش حواس کھو بیٹھی۔ صاحبہ بھی ادھ موئی ہو گئی۔ صبح صاحبہ جب نیند سے اٹھی تو فائزہ کے کمرے کی طرف بڑھی جہاں ہاشم پہلے سے موجود تھا۔ اس کا گلابا تھا صاحبہ نے اسے دور ہٹایا۔ لیکن تب تک بہت دہر ہو چکی تھی۔ فائزہ مر چکی تھی ہاشم نے اسے مار ڈالا تھا۔ اس دن کے بعد صاحبہ نے ہاشم سے خود کو دور کر دیا تھا۔ لیکن جب بھی وہ غصے میں ہوتا

تھا سے مارتا تھا۔ آج بھی اس ریڈ کی وجہ سے وہ اسے مار رہا تھا۔ اسے زمین پہ پھینک کر وہ اسے مارنے لگا۔ بیلٹ سے لاتوں سے اس کی چیخیں پورے گھر میں گونجنے لگی۔ صاحبہ کے دل سے ان پولیس والوں کے لئیے دعا نکلی تھی۔ کوئی تو تھا جو ہاشم کو اس کی اوقات میں رکھ رہا تھا۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

ٹائیگر کے سامنے لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا۔ جس میں اس کے مینشن کا پچھلا لان صاف نظر آرہا تھا۔ منظر کچھ یوں تھا۔

ہانپتی کانپتی زرنور راؤنڈ زلگار ہی تھی۔ ایک نظر اٹھا کر کیمرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ناک چڑھا کر راؤنڈ زلگار ہی تھی۔ اتنے بڑے لان میں وہ اسے راؤنڈ زلگانے کا کہہ کر گیا تھا۔ زرنور سے اسے اتنی فرمانبرداری کی توقع نہیں تھی۔

"بھآپ نے جس کا پتہ کرنے کا کہا تھا اس کی معلومات اس میں ہے۔"

شہنواز نے اس کے سامنے ایک فائل رکھتے ہوئے کہا۔

"ہم ٹھیک ہے تم جاؤ۔ اور سنو زرنور کے لئیے پزا آرڈر کرو میں تب تک نیچے آتا

ہوں۔"

شہنواز کے رکھی ہوئی فائیل پہ ایک نظر ڈال کر اسے جانے کا کہا۔ شہنواز جانے لگا تو اس نے ایک اور حکم جاری کیا۔ زرنور کی ناراضگی بھی تو دور کرنی تھی۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

اور آج وہ اسے ڈانٹ تو آیا تھا لیکن اب اسے دکھ ہو رہا تھا۔ وہ آفیس سے بھی جلدی آگیا تھا۔ اب اسے منانے کے لئے اٹھا اور نیچے چلا گیا۔

اس کے روم کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ اندر آیا ایک نظر اس کے روم میں دوڑائی۔ کمرہ چھوٹا مگر نفیس تھا۔ کمرے کے وسط میں بیڈ پڑا تھا۔ اس کے دونوں طرف شائیڈ

ٹیبلز ایک طرف تھری سیٹر صوفہ اس کے ساتھ ہی ایک ٹیبیل۔ سامنے دیوار گیر آئینہ لگا ہوا تھا۔ دیواروں کا رنگ وائٹ اور پنک تھا۔ اس کے روم میں موجود ہر چیز پنک اور وائٹ ہی تھی۔ اور خود کھرکی کے طرف منہ کیسے کھڑی تھی۔ جب بھی وہ ناراض ہوتی تھی اسی طرح کرتی تھی۔ ٹائنگر چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔ اس کے کاندھے پہ ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔ چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ اس کے آنسوؤں دیکھ کر ٹائنگر گھبرا گیا۔ کیوں کہ ایسا پہلی بار تھا جب اس کے ڈانٹنے پہ

وہ اس طرح رو رہی تھی۔

"پرنس کیا ہو گیا؟؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟ کیوں رو رہی ہو گڑیا؟"

ٹائیگر نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے پوچھا۔

"ماما آپ بات نہ کریں مجھ سے۔ خود ہی ڈانٹ کر خود ہی پوچھ رہے کس نے ڈانٹا۔ آج

مما ہوتی نہ تو میں ان سے آپ کی شکایت لگاتی۔ ماما آپ کو جانے اتنی جلدی کیوں

تھی۔ دیکھیں آپ کے شوہر ڈانٹتے ہیں مجھے اتنا سارا سزا بھی دیتے ہیں۔"

زر نور نے روتے ہوئے اوپر کی طرف دیکھ کر کہا۔ زر نور نے آج کئی سالوں بعد وہ بات

کہہ ڈالی جس کا ٹائیگر کو خدشہ تھا۔ ٹائیگر کارنگ فق ہوا۔

زر نور بہت چھوٹی تھی جب وہ ٹائیگر کو ملی تھی۔ تب سے وہ ٹائیگر سے ساتھ رہتی تھی۔

ٹائیگر اور شازینہ نے اسے بالکل اپنے بچوں کی طرح رکھا تھا۔ شازینہ کو وہ پھپھو کہتی

تھی۔ لاکھ سکھانے کے باوجود اس نے شازینہ کو ماما نہیں کہا تھا۔ بھئی ماما تو ٹائیگر تھانا

بھلا شازینہ کو کیوں کہے۔

آج نور نے وہ بات کہہ ڈالی جس کا ٹائیگر کو ڈر تھا۔ اسے لگتا تھا وہ اسے سچ بتائے گا تو اسے

کھو دیگا۔ وہ اس کی اپنی بیٹی تو نہیں تھی لیکن ٹائیگر کے لیے وہ سب سے زیادہ اہم تھی۔

×××××××××××××××× ماضی ××××××××××××××××

تیز بارش برس رہی تھی۔ ٹائیگر اس وقت اپنی جیب میں سوار گھر کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں اس کی جیب خراب ہو گئی۔ وہ نیچے اتر کر جیب کو دیکھنے لگا۔ تو اس کے کانوں میں کسی بچے کے رونے کی آواز آئی۔ بارش تیز ہونے کی وجہ سے آواز بالکل مدہم آرہی تھی۔ ٹائیگر نے اس وقت دھیان نہیں دیا۔ اپنی جیب ٹھیک کرنے لگا۔ مسلسل رونے کی آواز نے اس کی توجہ اپنی طرف کی۔ جیب کو چھوڑ کر وہ آواز کی سمت جانے لگا۔ ایک کونے میں اس کوئی ننھا وجود کپڑے میں لپٹا نظر آیا۔ مشکل سے ایک ہفتے کا ہوگا۔ اتنی سردی میں نانا جانے کس نے اپنے بچے کو یوں پھینک دیا۔ ٹائیگر نے اس بچے کو اٹھایا جو مسلسل رورہا تھا۔ ٹائیگر کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے۔ وہ اسے یہاں چھوڑ نہی نہیں سکتا تھا۔ اتنی ٹھنڈ میں اور پھر اس سنسان سڑک پہ کتے یا کوئی جانور کھا جاتے اس

کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ اس لئے ٹائیگر اسے لئے جیپ کی جانب بڑھا۔ اپنا کوٹ اتار کر اس بچے کو اس میں لپیٹا۔ جیپ کو ٹھیک کیا اور اسے لئے اپنے گھر چلا گیا۔ شازینہ اور ارحم کے پاس لایا۔ شازینہ کو تو وہ بچی بہت ہی اچھی لگی۔ اس نے اس بچی کو اپنے پاس رکھنے کا کہا۔ اس کو گرم پانی سے نہلا کر اسے ہیٹر کے آگے لٹایا۔ ارحم کو سامان لانے کے لئے بھیجا۔ ایک فیڈر میں اسے دودھ بنا کر دیا جسے پیتے ہی اس بچی کا رونا بند ہوا۔ اس طرح ایک ہفتے کی بچی کو ان لوگوں نے اپنے پاس رکھا۔ ٹائیگر نے اس کا نام زر نور رکھا تھا۔ ٹائیگر اسے شازینہ کے پاس چھوڑ تو گیا تھا۔ لیکن روز صبح اس سے ملنے اسے دیکھنے آتا تھا۔ اسے وہ بچی بہت عزیز ہونے لگی تھی۔ بلکل کسی باپ کی طرح اس نے اسے پالا تھا۔ پڑھایا لکھایا اس کے ناز نخرے اس کی ہر جائیزا جائیز خواہش پوری کرتا تھا۔ اسی لئے تو نور بی بی اس کو ماما کہتی تھی۔ نور بڑی ہوتی جا رہی تھی بہت بار شازینہ واجد اور ارحم نے اس سے کہا نور کو بتادے وہ اس کا باپ نہیں ہے۔ لیکن ٹائیگر ہمیشہ ان لوگوں کو ٹال دیتا تھا۔ اسے ڈر تھا وہ اس سے دور ہو جائے گی۔ اس لئے نور کو وہ نہیں بتانا چاہتا تھا۔ نور کی ہر خوشی کا خیال رکھتا تھا۔ اس نے ایک بار پوچھا تھا میری ماں کہاں ہے۔ تو ٹائیگر نے اس سے کہا تھا وہ اس کی پیدائیش کے وقت مر گئی تھی۔ اس دن کے بعد نور نے بھی ذکر نہ کیا۔ شاید وہ بچی تھی اس لئے نہیں پوچھتی تھی۔ ٹائیگر اس سے پیار تو کرتا

تھا لیکن غلط بات پر اسے ڈانٹتا بھی ضرور تھا۔ اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھتا تھا۔ لیکن اس کا غصہ ایسا تھا وہ نہیں دیکھتا تھا سامنے نور ہے شازینہ ہے ار حم ہے یا واجد بس غصہ اتارنا ہوتا تھا اسے۔ کئی بار نور اس سے ناراض ہو کر شازینہ کے پاس چلی جاتی تھی۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX



اور آج وہ اسے ڈانٹ تو آیا تھا لیکن اب اسے دکھ ہو رہا تھا۔ وہ آفیس سے بھی جلدی آگیا تھا۔ اب اسے منانے کے لیے اٹھا اور نیچے چلا گیا۔

اس کے روم کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ اندر آیا ایک نظر اس کے روم میں دوڑائی۔ کمر اچھوٹا مگر نفیس تھا۔ کمرے کے وسط میں بیڈ پڑا تھا۔ اس کے دونوں طرف شاید ٹیبلز ایک

طرف تھری سیٹر صوفہ اس کے ساتھ ہی ایک ٹیبل۔ سامنے دیوار گیر آئینہ لگا ہوا تھا۔ دیواروں کا رنگ وائٹ اور پنک تھا۔ اس کے روم میں موجود ہر چیز پنک اور وائٹ ہی تھی۔ اور خود کھڑکی کے طرف منہ کیسے کھڑی تھی۔ جب بھی وہ ناراض ہوتی تھی اسی طرح کرتی تھی۔ ٹائیگر چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔ اس کے کاندھے پہ ہاتھ رکھ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔ چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ اس کے انسوؤں دیکھ کر ٹائیگر گھبرا گیا۔ کیونکہ ایسا پہلی بار تھا جب اس کے ڈانٹنے پہ وہ اس طرح رو رہی تھی۔

"پرنس کیا ہو گیا؟؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟ کیوں رو رہی ہو گڑیا؟"

ٹائیگر نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے پوچھا۔

ماما آپ بات نہ کریں مجھ سے۔ خود ہی ڈانٹ کر خود ہی پوچھ رہے کس نے ڈانٹا۔ آج ماما ہوتی نہ تو میں ان سے آپ کی شکایت لگاتی۔ ماما آپ کو جانے اتنی جلدی کیوں

تھی۔ دیکھیں آپ کے شوہر ڈانٹتے ہیں مجھے اتنا سارا سزا بھی دیتے ہیں۔ "

زر نونے روتے ہوئے کہا۔ زر نونے آج کئی سالوں بعد وہ بات کہہ ڈالی جس کا ٹیگر کو خدشہ تھا۔ ٹائیگر کے چہرے کا رنگ بدلا۔

"میری جان ادھر دیکھو۔ کیا میں کافی نہیں تمہارے لئے نور؟ اور رہی بات ڈانٹنے کی تو میرے بچے آپ کے بھلے کے لئے ہی تو کہہ رہا نہ میں۔ اچھا سوری میں نے زیادہ ڈانٹ دیا اس بار۔ پر آپ نے بھی تو حد کر دی نہ فارم ہی پھاڑ دیا تھا۔ میرے غصے کا تو پتہ ہے نہ میرے بچے کو۔ ویسے نور تمہاری اس بات نے مجھے بہت ہرٹ کیا ہے۔ مجھے لگا تھا میں نے آپ کو یہ فیمل نہیں ہونے دیا کہ آپ کی ماما چھوڑ کر گئی ہیں آپ اکیلی فیمل کرتی ہیں۔ لیکن میں غلط تھا۔"

ٹائیگر نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے اس سے کہا۔ اور جانے لگا تو نور نے تڑپ

کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"ماما ایسا تو میں نہیں کہتا اب۔ آپ کو پتہ ہے آپ میرے سب کچھ ہیں۔ ایسے ناراض نہ ہو کریں نہ ماما۔ اچھا دیکھیں کان پکڑ لئیے میں نے۔ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ اور ہاں آپ جہاں کہیں گے میں وہیں پڑھوں گی۔ اب خوش۔"

ٹائیگر کو ناراض ہوتا دیکھ اس نے جھٹ سے اپنے کان پکڑ لئیے۔ بھلا نور ٹائیگر کی ناراضگی برداشت کیسے کر سکتی تھی۔

اسی وقت ذولینحہ مائی پڑا لے کر آئی تو نور نے ٹائیگر کو دیکھا اور پڑا کی طرف لپکی۔

"ماما ہو آردی بیسٹ۔ آئی لو یو ماما۔"

پزا کھاتے ہوئے مزے سے بولنے لگی۔ ٹائیگر مسکرا دیا۔

"گڑیا ایک بات کہوں؟"

ٹائیگر نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"ماما آپ کب سے اجازت لینے لگے؟ پوچھیں پوچھیں اس پزا کے بعد تو آپ جو چاہتے ہیں کریں۔"

نور نے پزا کھاتے ہوئے کہا۔

"اگر میں تمہارے لئے کوئی دوست لے آؤں؟ میرا مطلب اگر میں شادی؟"

ٹائیگر نے اس سے جو کہنا تھا کہہ نہ سکا بات ادھوری چھوڑ دی۔ نور کا چلتا منہ رکازا ایک طرف رکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

"واٹ؟ ماما آپ اور شادی؟ ہا ہا ہا آپ کو پھپھو نے کتنا کہا تھا تب آپ نے انکار کیا تھا۔ اب کیا ہو گیا۔؟ کہیں کوئی پسند و سندر تو آگئی ماما۔؟"

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نور نے اس کی بات کو سنجیدگی سے نہیں لیا تھا۔

"نور بچے میں سنجیدہ ہوں۔ بس تم سے اجازت چاہیے تھی۔ بولو تمہیں کوئی پرابلم تو نہیں ہوگی؟"

ٹائیگر نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔ تو نور سوچ میں پڑ گئی۔

"ماما میں تو کب سے کہہ رہی تھی آپ کو۔ مجھے بھلا کیا پر اہلم ہو سکتی۔ ہاں بس اگر آپ نے مجھ سے زیادہ اہمیت دی تو اچھا نہیں ہوگا۔ میں آپ کو کھونا نہیں چاہتی بس۔ جائیں اجازت ہے پر پہلے مجھے لڑکی دکھائیں۔ پھر ہی کچھ کہہ سکتی۔"

نور نے اسے اجازت دیتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اپنا خدشہ بھی ظاہر کیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اس کی تم فکر ہی نہ کرو میری نور کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔ اور رہی بات دکھانے کی تو یہ دیکھو۔ یہ ہیں وہ پیاری ہیں نہ؟"

ٹائیگر نے اس اپنے فون میں نمل کی تصویر دکھائی۔ یہ وہی تصویر تھی جب اسے گولی لگی تھی۔ اور ٹائیگر اس کے کمرے میں اسے دیکھنے گیا تھا۔ اور ٹائیگر نے سوتے ہوئے اس کی تصویر لی تھی۔

"ماما یہ تو بہت پیاری ہیں۔ بلکل کسی پری کی طرح۔ لیکن یہ تو میری عمر کی لگ رہی ہیں۔
نام کیا ہے ان کا ماما؟"

نور نمل کی مختلف تصاویر دیکھنے کے بعد بولی۔ اسے نمل بہت پسند آئی تھی۔

"نمل نام ہے گڑیا۔ بیس سال کی ہے یہ۔ اسی لئیے تو کہا تمہاری دوست لے کر آ رہا۔
اور ہاں یہ سچ میں پری ہی ہے میری پری۔ پھر میں ڈن سمجھوں؟"

ٹائیگر نے اس اس کی تھوری بہت معلومات دے کر پوچھا۔

"ارے ماما ڈن ہی ڈن سمجھیں۔ اللہ جی کتنا مزہ آئے گا ماما کی شادی پہ۔ میں نے شرارہ
پہننا ہے ہاں میں بتا رہی۔"

لوجی نور بی بی نے تو ڈریس بھی ڈسائیڈ کر لی۔ ٹائیگر نے اس کی خوشی دیکھی تو مسکرا دیا۔

"اچھا اب سو جاؤ میری جان گڈ نائٹ۔"

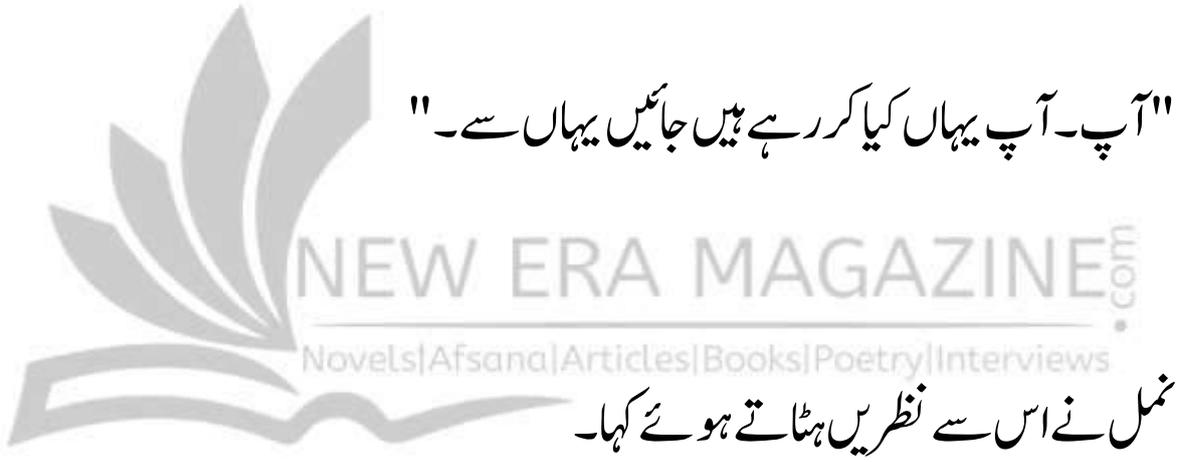
ٹائیگر روم سے جانے کے لئے اٹھا اور اسے سونے کا کہا کر چل دیا۔ اب اسے نمل سے بات کرنی تھی اب بہت ہو گیا۔ وہ مان گئی تو ٹھیک ورنہ اسے اور طریقے بھی آتے ہیں۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

ٹائیگر کھڑکی سے نمل کے کمرے میں آیا تو نمل کمرے میں نہیں تھی۔ وہ وہیں اس کے سٹیڈی ٹیبل کے ساتھ رکھی چیمیر پہ بیٹھ گیا۔ کچھ ہی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا۔ نمل اپنے کمرے میں آئی تو سامنے بیٹھے وجود کو دیکھ کر گھبرا گئی۔ جو اسے آتا تھا دیکھ کر مسکرایا

تھا۔ ٹائیگر اس وقت بلیک شرٹ اور پینٹ میں ملبوس لمبے بالوں کو بڑبند سے باندھا
 ہوا تھا۔ اپنی داڑھی کو انگلی اور انگوٹھے سے پکڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ اور وہی اس کے
 مسکرانے پہ اس کی داڑھی سے جھانکتے ہوئے ڈمپل۔ نمل گھبراہٹ پہ قابو پاتے
 ہوئے آگے بڑھی۔

"آپ۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں جائیں یہاں سے۔"



"پرنس تم سے ملنے آیا ہوں۔ اور تم جانے کا کہہ رہی۔"

ٹائیگر اٹھ کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"دیکھیں آپ جائیں پلیز کوئی آجائے گا۔"

نمل نے پیچھے ہوتے ہوئے کہا۔

"پہلے یہاں بیٹھ کر میری بات سنو چلا جاؤں گا میں۔"

ٹائیگر نے بیڈ پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ تو نمل بیٹھ گئی۔ ٹائیگر بھی اس سے فاصلے پہ بیٹھ گیا۔

"میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں پر نس۔"

ٹائیگر کا یہ کہنا اور نمل بی بی ڈر کے مارے کھڑی ہو گئی۔

"کک۔ کیا۔ کہہ رہے ہیں آپ؟ شش شادی۔ نہ۔ نہیں بلکل نہیں۔ آپ نکل جائیں یہاں سے میں بھائی کو بلا کر آتی وہ آپ کو دیکھ لیں گے۔"

نمل نے کہا اور باہر جانے کے لئے دروازہ کھولا۔ لیکن ٹائیگر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے دروازے لگایا۔

"چپ بلکل چپ۔ پرس اپنے بھائی کو بلا کر کیوں میرے ہاتھوں سے مروانا چاہتی ہو۔ شادی تو میں تم سے ہی کروں گا۔ مجھے کوئی روک نہیں سکتا۔ نہ تم نہ تمہارا بھائی۔ اور نہ اس دنیا کی کوئی طاقت مجھے تمہیں حاصل کرنے سے روک سکتی ہے۔"

ٹائیگر اس کے کان کے قریب ہو کر گویا ہوا۔ نمل کی ہڈیوں میں سنسنی دوڑ گئی۔ خوف سے اس نے اپنی آنکھیں بند کر دی۔ ٹائیگر ابھی تک اس کی کلائی پکڑے ہوئے تھا۔

"آپ۔ آپ ایسا کچھ نہیں کر سکتے میں کوئی عام لڑکی نہیں ہوں۔ اے ایس پی
عبدالہادی افتخار کی بہن بیٹی نمل افتخار ہوں۔ آپ مجھ سے اس طرح زبردستی نہیں
کر سکتے۔ سنا آپ نے۔ ہاتھ چھوڑیں میرا اب درد ہورہا مجھے۔"

نمل کو نہیں معلوم اس میں یہ سب کہنے کی ہمت کہاں سے آگئی۔

لیکن اسے لگا اگر وہ اب نہ بولی تو شاید بہت دیر ہو جاتی۔ لیکن اس کا یہ بولنا ہی بھاری
ثابت ہوا۔

"بلاؤ اپنے بھائی کو۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں تم اپنے بھائی کو سب بتاؤ۔ اور میں اسے
راستے سے ہٹا سکوں۔ تم پر نس کل مجھے میری بات کا جواب دو گی۔ اور وہ بھی ہاں
میں ورنہ تمہارا بھائی۔ آگے خود سمجھدار ہو تم۔"

ٹائیگر نے اس کی کلائی موڑتے ہوئے کہا۔ نمل کراہ اٹھی۔ ٹائیگر اسے دھمکی دیتا اس کی کلائی چھوڑتے ہوئے پیچھے ہوا۔ نمل کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"اور ہاں پرنس یہ گفٹ لایا ہوں تمہارے لئے۔ امید ہے پسند آئے گا تمہیں۔ تم سے میرے سامنے پہننا میں چاہتا ہوں سب سے پہلے میں دیکھوں تمہیں اس ڈریس میں۔"

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جاتے جاتے مڑا اور ایک شاپنگ بیگ کی طرف اشارہ کیا۔ ایک نظر نمل پہ ڈال کر کھڑکی سے چلا گیا۔

نمل وہیں زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔ اپنی ہچکیاں دبانے کے لئے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔ اسے ٹائیگر سے خوف محسوس ہونے لگا۔ وہ خوف جو کچھ دن کہیں دور جاسویا تھا۔

XX

ٹائیگر نمل کے گھر سے ہو کر شازینہ کے پاس آیا تھا۔ لیکن وہاں ارحم سے پتہ چلا کہ وہ اپنے پرانے گھر گئی ہے۔ مطلب ٹائیگر اور شازینہ کا وہ گھر جہاں وہ اپنے پیرینٹس کے ساتھ رہتے تھے۔

"تم نے اسے جانے کیوں دیا وہاں ارحم۔ تم جانتے ہو نہ وہاں جا کر وہ خود کو اذیت ہی دیتی ہیں۔ اگر فاری نے اس کے ساتھ کچھ کر دیا۔ ارحم تمہیں ہر بات اس لئے بتائی تھی کہ تم اسے اس گھر سے دور رکھو۔ مگر تم تم نے اسے اکیلے جانے کیسے دیا؟"

ٹائیگر کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ارحم کو شوٹ کر دے۔

"وہ تمہاری ہی بہن ہے۔ کہاں سنتی ہی میری۔ آج اسے اچانک فاری سے ملنا تھا۔ میں کیا کر سکتا تھا۔ ویسے بھی فاری اب بہتر ہے اور اس کی نرس تو وہیں ہیں نہ۔ کچھ نہیں ہو گا شازی کو ریلیکس یار۔ میں ہر بات جانتا ہوں اسی لئے میں بھی یہی چاہتا ہوں وہ فاری سے ملتی رہے۔ تمہیں سمجھ کیوں نہیں آرہی اس نے نہ صرف تمہیں فاری کو بھی ماں بن کر پالا تھا۔ وہ تم لوگوں کی بہن نہیں صرف ماں بھی ہے۔ اسے میں فاری سے الگ نہیں رکھ سکتا تھا۔ ایک بہن کو تو دور رکھا جاتا ہے لیکن ایک ماں کو دور نہیں رکھ سکتا تھا میں۔ ماضی میں جو ہوا اب اسے بھول جانا چاہیے تم لوگوں کو۔"

ارحم نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ تو ٹائیگر اس کی بات جواب دیئے بغیر باہر چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی غصے میں وہ ان کاٹی وی ہی توڑ گیا تھا۔ ارحم نے دکھ سے اسے جاتا دیکھا پھر ملازم کو آواز لگا کر جگہ صاف کرنے کا کہا۔ وہ جانتا تھا شازینہ اور فاری کتنی احم تھیں ٹائیگر کے لئے۔ فاری کی وجہ سے وہ آج طرح کا انسان بنا ہوا تھا۔ ارحم تو اس سب کا گواہ تھا جو ماضی میں ہوا۔ جس کی وجہ سے اس کا بھائی اس کا دوست اس کا کزن کئی سالوں سے تکلیف میں تھا۔ جس کی وجہ سے شازینہ کو ایک

رات بھی سکون کی نیند نہ آئی تھی۔ وہی تھا اس سب میں جس نے شازینہ اور ٹائیگر کو
 سنبھالا ہوا تھا۔ وہ دونوں اسے بہت عزیز تھے اور فاری اسے تو وہ اپنی بہن سمجھتا تھا۔ ان
 کی تکلیف دیکھ کر ارجم کا دل روتا تھا۔ ایک غلطی انسان کی ایک غلطی نے ان تینوں کو
 جس طرح تباہ کیا تھا وہ صرف ان کا خدا اور وہ چاروں جانتے تھے۔



شازینہ اپنے پرانے گھر کے دروازے پہ کھڑی تھی۔ اس نے آہستہ دروازہ کھولا اور
 اندر قدم رکھا۔

"بجو مجھے پکڑ کر دکھائیں۔"

کسی چھوٹی بچی کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ شازینہ نے لان کی طرف دیکھا
جہاں ان کا بچپن گزرا تھا۔

"بجو یہ چیٹنگ ہے یا آپ ہمیشہ فاری کی سائیڈ لیتی ہیں۔"

منظر بدلا چھوٹا بچہ اس سے ناراض ہو کر وہیں بیٹھ گیا۔ شازینہ نم آنکھوں سے مسکرا
دی۔

"بجو فاری کو چوٹ لگی ہے۔ دیکھیں خون بہہ رہا ہے اس کا۔"

وہ اندر بڑھی تو سامنے صوفے پہ ایک بچہ چھوٹی بچی کے سر پہ ہاتھ رکھ کر کھڑا تھا۔
چوٹ جس کو لگی تھی اس سے زیادہ وہ بچہ رو رہا تھا۔

"شازی میرے بعد اپنے بھائی بہن کا خیال رکھنا۔ تم ان کی ماں بھی بننا ان کی بہن بھی
ان کی دوست بھی۔"

اس نے ایک کمرے میں قدم رکھا اس کی ماں کا کمرہ تھا وہ۔ وہ وہیں زمین پہ بیٹھتی چلی
گئی۔ آنسو اس کی آنکھوں سے تو اتر بہہ رہے تھے۔

منظر بدلا۔ وہ فاری کے پاس بیٹھی تھی۔ جو اس وقت ہسپتال میں دوائیوں کے زیر اثر
سورہی تھی۔ اس نے ایک نظر ٹائیگر کو دیکھا جو ان دونوں سے نظریں نہیں ملا پارہا
تھا۔

"پاس مت آئیں میرے بابا۔ بچو بھائی پلیز دور رہیں مجھ سے۔ نہیں۔ بھائی۔"

فاری نیند میں بڑ بڑاتے ہوئے ڈر کر اٹھ بیٹھی۔ ٹائیگر فوراً اس کے پاس گیا۔

"چھوٹی کوئی نہیں۔ ادھر دیکھو میری طرف میں ہوں تمہارے پاس میری جان۔

میرے بچے کچھ نہیں ہوا۔ ششش۔۔"

ٹائیگر نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔



"بھائی میں۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ میں بھائی بچالیں مجھے بھائی۔ بھائی اس نے مجھے

گندا۔ کر دیا بھائی میں گندی نہیں۔"

فاری روتے ہوئے کہنے لگی۔ اور پھر سے بے حوش ہو گئی۔ ٹائیگر کی آنکھوں سے

آنسو بہنے لگے۔ شازینہ نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔

شازینہ زمین پہ بیٹھی رونے لگی۔ وہ رات وہ کتنی تکلیف دہ رات تھی۔

"ممی میں۔ میں نہیں بن پائی ان کی ماں۔ ممی میرے بچے آپ کے بچے رل گئے آپ کے بعد۔ ممی ٹائیگر مجھ سے چھپاتا ہے پر میں جانتی ہوں وہ تکلیف میں ہے۔ دنیا سے برا سمجھتی ہے ممی ہمارا بچہ جو ہمیں ایک خروج آنے پہ تڑپ اٹھتا تھا۔ اس نے آپ کی فاری کا بدلہ لینے کے لئے خود کو دنیا کے سامنے برا بنا دیا ہے۔ جو ایک چڑیا کے بچے کو تکلیف میں دیکھتا تھا تو تڑپ جاتا تھا۔ آج وہ دنیا کے سامنے جانور بنا پھر رہا ہے۔ ممی میں ناکام ہو گئی میں ان کی تربیت ٹھیک سے نہیں کر پائی۔ ممی مجھے معاف کر دیں پلیز ایک بار میرے سامنے آجائیں۔ میں تھک گئی ہوں ممی آپ کی شازی تھک گئی ہے۔ اسے گلے لگائیں ممی مجھے اپنے آنچل میں چھپادیں اپنی گود میں سلائیں ممی۔"

وہ گھٹنوں میں سر دیئے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ کچھ دیر ویسے ہی بیٹھی رہی۔ پھر اٹھ کر آنسو صاف کرتی ان کا کمرہ لاک کر کے اپنے اور فاری کے کمرے کی طرف بڑھی۔ دروازہ کھولا تو نظر سامنے بیڈ پہ پڑی۔ جہاں فاری آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی۔

ساتھ اس کی نرس بیٹھی۔ اسے آتا دیکھ وہ کھڑی ہو گئی۔ شازینہ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ خود فاری کی طرف بڑھی بیڈ پہ بیٹھ کر اس نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانا شروع کی۔ تھوری دیر گزری اچانک فاری کی آنکھ کھلی۔ شازینہ کو سامنے دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھی اس کی آنکھوں میں خوف تھا۔ شازینہ نے اسے مسکراتے دیکھا فاری ایک جھٹکے سے اٹھی اور اس سے دور ہوئی۔

"دور۔ دور ہو جائیں مجھ سے۔ ہاتھ مت لگانا۔ نہیں پاس مت آنا میرے۔ دور ہو جاؤ نہ نہیں پلیز نہیں ہاتھ مت لگانا۔"

وہ ہشیمانہ انداز میں چلانے لگی۔ وہ جنونی ہو رہی تھی۔ نرس اس کی طرف بڑھنے لگی جب اندر آتے ٹائیگر نے اس روکا۔ خود اس کی طرف بڑھا۔

"شش۔ ریلیکس۔ فاری میری طرف دیکھو۔ میں ہوں ادھر دیکھو تمہارا بھائی ہوں

میں۔ ادھر آؤ میرے بچے میرے پاس آؤ۔"

ٹائیگر اس کے پاس آیا اور اسے کندھوں سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔ ایک ہاتھ سے شازینہ کو جانے کا کہا۔ شازینہ جو فاری کی حالت دیکھ کر ساکت ہو گئی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا وہیں منجمند ہو گئی ہے۔ ٹائیگر نے نرس کو اشارہ کیا وہ شازینہ کو باہر لے گئی۔

"ب۔ بھائی وہ بھائی میں بری نہیں ہوں۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ بھائی مجھے بچالیں مجھے لے جائیں یہاں سے۔ بھائی وہ پھر آئے گا۔"

فاری ٹوٹے پھوٹے الفاظ بولتی اس کے ہاتھوں میں ہی بے حوش ہو گئی۔

ٹائیگر نے اسے بیڈ پہ لٹایا نرس کو آواز دے کر اسے انجیکشن لگوائی۔ اس پہ کمفر ٹرڈال کر وہ باہر کی طرف بڑھا۔ جہاں شازینہ ابھی تک اسی حالت میں بیٹھی تھی۔ وہ گہری سانس

لیتا اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس کے سر پہ ہاتھ رکھا تو شازینہ اس کے گلے لگ کر رونے لگی۔

"ٹائیگر یہ سب۔ یہ سب میری غلطی تھی مجھے اس رات اسے چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا۔ میری فاری مجھ سے آج بھی ڈر رہی ہے۔ یہ سب میں۔ میری غلطی ہے یہ سب میں کیا کروں میری فاری ٹائیگر وہ کیسے ٹھیک ہوگی۔"

شازینہ آنسوؤں کے درمیان بولنے لگی۔ ٹائیگر نے اسے چپ نہیں کروایا وہ جانتا تھا۔ شازینہ ہر بات دل میں رکھ لیتی ہے وہ خود کو اندر ہی اندر ختم کر رہی تھی۔

"شازی آپنی ادھر دیکھیں پلیز۔ آپ اس طرح کریں گی تو فاری اور مجھے کون سنبھالے گا۔ آپنی میرا کیا ہوگا اگر آپ اس طرح کریں گی۔ میں کہاں جاؤں آپنی آپ جانتی ہیں نہ آپ کا بھائی اتنا مضبوط نہیں ہے۔ میں تھک گیا ہوں آپنی پلیز خود کو سنبھالیں۔ میرے

لئیے نہ سہی فاری کے لئیے آپی۔ اور ہاں آپ کی غلطی نہیں ہے آپی یہ سب قسمت میں لکھا تھا فاری کی۔ آپ خود کو قصور وار نہ ٹھرائیں۔ میں نے وعدہ کیا تھا نہ میں ان لوگوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ آپی اب بس فاری کی زندگی برباد کرنے والا ایک ہی شخص رہ گیا ہے۔ اس کا وہ حشر کروں گا آپ لوگ دیکھنا میری فاری اسی دن ٹھیک ہوگی۔ پلیز اب آپ سنبھالیں خود کو۔"

ٹائیکر نے کافی دیر بعد اسے خود سے دور کرتے ہوئے کہا۔ شازینہ نے اسے دیکھا۔ ہاں آج بھی وہ ویسا ہی تھا ابنی بہنوں کے آنسوؤں پہ تڑپ جانے والا۔ شازینہ نے آنسو صاف کئیے۔

"تم کچھ غلط نہیں کرو گے میری جان۔"

شازینہ نے ہر دفع کبھی جانے والی بات دہرائی۔ تو ٹائیکر بنا جواب دیئے۔ اسے لئیے باہر

کی جانب بڑھا۔ اسے گاڑی میں بٹھا کر اندر گیا۔ نرس کو ضروری ہدایت دیتا واپس آیا۔
گاڑی میں آکر بیٹھا اور گاڑی گھر کی جانب موڑ دی۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

نمل رات کو کھڑکی کو ٹھیک سے بند کر کے سوتی تھی۔ آج کل ویسے بھی اسے نیند نہیں
آ رہی تھی۔ ٹائیگر کی بات یاد کرتی تو خوف سے کانپ جاتی تھی۔ ہادی کو بتا کر وہ اسے
کسی مصیبت میں نہیں ڈال سکتی تھی۔ س نے سوچ لیا تھا وہ ٹائیگر کو صاف انکار کر دے
گی وہ اس سے زبردستی تو نہیں کر سکتا۔ آہستہ آہستہ رات گزر رہی تھی نمل نے خود کو
جگائے رکھا لیکن رات کے کسی پہر اس کی آنکھ لگ گئی۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

ادھر ٹائیگر آج فاری کے پاس گیا تھا۔ اس کے ذہن سے نمل کی طرف جانا نکل گیا تھا۔ وہ فاری کے روم میں اس کے بیڈ پہ بیٹھا اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔ فارینہ ٹائیگر اور شازینہ کی چھوٹی بہن تھی۔ بائیس سال کی خوبصورت ڈری سہمی سی لڑکی تھی۔ پہلے وہ ہر گز ایسی نہ تھی اس رات نے اس کو بدل کر رکھ دیا۔ زندگی بھی کتنی عجیب ہے۔ گھر کے سب سے لاڈلے بچے کو وہ اس طرح آزماتی ہے کہ اس کی شخصیت ہی بدل کر رکھ دیتی ہے۔ فارینہ کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔ بھائی بہن کی لاڈلی ان کے دل کا سکون اور آنکھوں کا نور تھی۔ اس کے پیدا ہونے کے کچھ ہی عرصے بعد ان کی ماں خالق حقیقی سے جا ملی تھی۔ باپ کو اولاد میں نہ پہلے دلچسپی تھی نہ ان کی ماں کے جانے بعد۔ ایسے میں ٹائیگر اور شازینہ نے ہی اسے ماں باپ دونوں کا پیار دیا۔ آج بھی وہ ان دونوں کو اپنی اولاد کی طرح عزیز تھی۔ ٹائیگر اس کے پاس بیٹھا اس کے چہرے پہ آنسوؤں کے نشانات دیکھ رہا تھا۔ اس واقعے کے بعد آج اگر فارینہ تھوڑی بہت سنبھلی تھی تو اس میں سب سے بڑا ہاتھ ٹائیگر کا ہی تھا۔ اور اس کی نرس کا جو اسے بالکل اپنی بہنوں کی طرح ٹریٹ کرتی تھی۔

خیر ماضی کا قصہ آپ کو جلد ہی پتہ چلے گا

شہیر اور ارمان کی مدد سے خضر کافی سنبھل چکا تھا۔ اب اسے اس طرح ڈر گز کی طلب نہیں ہوتی تھی۔ آج بھی وہ ارمان کے ساتھ مارننگ واک کر کے واپس آیا تھا۔ اور کافی فریش لگ رہا تھا۔

"سر میں گھر کب جاؤں گا۔ مئی کو مس کر رہا میں۔ اب تو ٹھیک ہو گیا ہوں میں۔"

خضر جو س پیتے ہوئے بولا۔

ابھی نہیں چیمپ بس کچھ دن اور۔ پھر میں آپ کو آپ کی ممی کے پاس خود لے جاؤں
گا۔ ابھی آپ نے اور بھی ٹھیک ہونا ہے۔ ہم۔"

ارمان نے اسے جواب دیا اور وہاں سے نکل آیا۔ اسے اس بچے میں آپنا آپ نظر آرہا تھا۔
لیکن خضر اس کی طرح غلط باتوں میں نہیں لگا تھا۔

اس کا رخ ٹارچر سیل کی طرف تھا۔ اس نے دروازہ کھولا تو نظر سامنے شہیر پہ پڑی۔ جو
کرسی سے بندھے ایک آدمی سے تفتیش کر رہا تھا۔ وہی آدمی تھا جس نے خضر جیسے کئی
بچوں کو ڈر گزپہ لگایا ہوا تھا۔

"بتاؤ تم لوگوں کا اگلا ٹارگیٹ کیا ہے۔؟ بتاؤ ورنہ۔"

شہیر نے اس کو بالوں سے پکڑ کر اس چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ اس آدمی کو پکڑے دو دن ہو گئے تھے لیکن اس نے ابھی تک کوئی بات نہیں بتائی تھی۔ وہ ڈر گز کس کی سپلائی کرتا ہے۔ ان کالیڈر کون ہے کچھ نہیں۔ شہیر نے ارمان کو اشارہ کیا تو ارمان نے اس کے ہاتھ کھولے اور اسے پکڑ کر کھڑا کیا۔ اب وہ لوگ اس کا سر پانی میں ڈال رہے تھے۔ کچھ دیر یہ عمل کرنے کے بعد ارمان نے شہیر کو اس سے دور کیا۔ خود ہاتھ میں پکڑے بیلٹ سے اسے مارنے لگا۔ تب تک مارتا رہا جب تک وہ نڈھال سا ایک طرف گرنے لگا۔

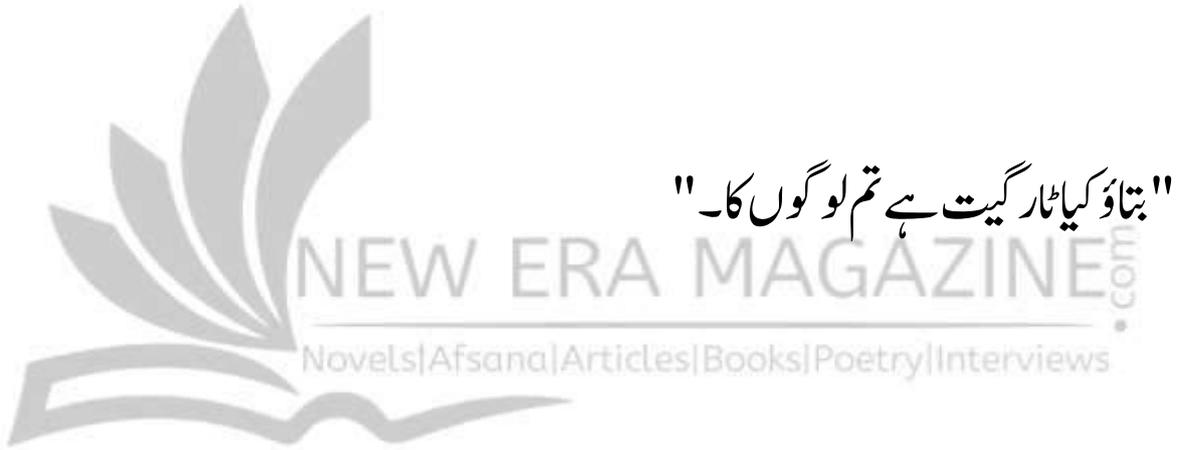


"سر یہ ایسے نہیں بتائے گا۔ میں اپنے طریقے سے اگلو اتا ہوں۔"

ارمان نے کہا۔ اور اس کے سامنے رکھی کرسی پہ بیٹھ گیا۔ ایک ہتھوڑا اٹھا کر اس کے پاؤں کے انگوٹھے پہ مارا۔ اس آدمی کی چیخیں نکلنے لگی۔ اب وہ اس کے دوسرے پاؤں کی طرف دیکھنے لگا۔

"نہ نہیں۔ میں بتاتا ہوں سب بتاتا ہوں۔"

اس سے پہلے وہ اس کے دوسرے انگوٹھے پہ بھی ہتھوڑا مارتا اس نے بولنا شروع کیا۔



"بتاؤ کیا ٹارگیت ہے تم لوگوں کا۔"

شہیرا ٹھہ کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"وہ لوگ ایک سکول میں بلاسٹ کروانے والے ہیں۔ اور۔ اور آج رات ایک ٹرک

جائے گا۔ اس میں بظاہر تو امپورٹ ایکسپورٹ ہونے والا مال ہوگا۔ مطلب کچھ اشیاء

لیکن اصل میں وہ لوگ کچھ لڑکیوں کو بیچ رہے ہیں۔ انسانی سمنگلنگ سمجھ لیں۔"

اس نے بولنا شروع کیا۔ ساری معلومات دینے لگا۔ غصے سے ارمان اور شہیر کے جڑے بھینچ گئے۔ ارمان نے اپنی مٹھیاں بھینچیں اس سے اچھا کون جان سکتا تھا۔ یہ لوگ بعد میں ان لڑکیوں کے ساتھ کیا کرتے۔ شہیر نے ارمان کو دیکھا وہ اسے ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔



شہیر نے اس باہر جانے کا کہا۔

"سر میں یہیں رہوں گا۔"

ارمان نے کمزور سا احتجاج کیا۔ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

"اٹس این آرڈر کیپٹن۔ آئی سیڈ گوناؤ۔"

شہیر نے اس بار سختی سے کہا۔ تو ارمان باہر چلا گیا۔ شہیر نے اس کے سامنے ایک پین اور پیپر رکھا۔

"اس پہ ساری معلومات لکھو۔ یہ سب کس کے کہنے پہ ہو رہا ہے۔ کس وقت کہاں ٹرک جائے گا۔ تم لوگوں کا لیڈر کون ہے ساری انفارمیشن۔ اور اگر ایک بھی بات جھوٹ ہوئی تو تمہیں شوٹ کرنے میں ایک منٹ نہیں لگاؤں گا۔"

شہیر کے کہنے پہ اس آدمی نے ساری معلومات لکھ دی۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

"بھائی جانے دیں پلیز۔ ہم لوگ جلدی واپس آجائیں گے نہ۔ پرامس پلیز بھائی پلیز۔"

نمل اور فجر ہادی کی منٹیں کر رہی تھی۔ ان کی ایک فرینڈ کی برتھڈے پارٹی تھی۔ اور ہادی نمل کو جانے نہیں دے رہا تھا۔ اس کے دل میں عجیب سا ڈر بیٹھ گیا تھا۔ لیکن اب ان دونوں کو پتہ تھا اسے منا کر ہی دم لیں گی۔

"اچھا لیکن جلدی واپس آجانا ہے تم لوگوں نے۔ اگر کوئی مسئلہ ہو تو مجھے کال کرنی سب سے پہلے۔"

ہادی نے انہیں کچھ ہدایات دیتے ہوئے جانے کی اجازت دے دی۔

"بھائی یو آر دابیسٹ۔ اب حدید بھائی سے بھی کہہ دینا آپ نے اجازت دی ہے

ہمیں۔"

فجر نے ہادی سے کہا۔ تو ہادی نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تو وہ دونوں نمل کے کمرے کی طرف چلی گئی۔ تیار بھی تو ہونا تھا۔ ٹائیگر کو دو دن ہو گئے تھے۔ وہ نہیں آیا تھا نمل بھی بھول چکی تھی۔ لیکن کون جانے وقت کیا کرنے والا تھا۔

شہیر ارمان جہانزیب اور فصیح اس وقت میٹنگ روم میں بیٹھے تھے۔ ان کی انفارمیشن کے مطابق کل ایک سکول میں بلاسٹ ہونے والا تھا۔ اور رات کو اگلے سے بھر ایک ٹرک ہائے وے کے رستے سے جانا تھا۔ کم وقت میں انہیں دونوں جگہوں پہ موجود ہونا تھا۔ ارمان اور جہانزیب نے صبح اسکول جانا تھا۔ شہیر اور فصیح نے رات ٹرک کے پیچھے جانا تھا۔

نمل اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ جب ٹائیگر کھڑکی سے اس کے کمرے میں آیا۔ اسے دیکھ کر نمل سیدھی ہوئی اور کتاب بند کر دی۔

"آپ؟ پھر آگئے میں نے منع کیا تھا آپ کو آنے سے۔ جائیں یہاں سے آپ۔"

نمل بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولی۔ لیکن ٹائیگر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا تو وہ واپس اپنی جگہ بیٹھ گئی۔

"پرنس میں جب چاہوں گا یہاں آؤں گا۔ مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ تم بتاؤ کیا سوچا تم نے شادی کے بارے میں جانم؟"

ٹائیگر نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔ نمل اپنے ہاتھ اس سے چھڑوانے کے چکروں میں ہلکان ہو رہی تھی۔ اس کی شادی کی بات سن کر اس کی طرف دیکھا۔

"میں نے کہا تھا میں نہیں کروں گی شادی آپ سے۔ اس میں سوچنے والی کیا بات ہے۔"

نمل نے خود کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے بولا۔ مگر اس کی آواز میں لرزش واضح تھی۔

"شادی تو مجھ سے ہی کرو گی۔ چاہے مرضی سے یا مرضی کے بغیر۔ کیونکہ میری جان میں جس چیز پہ نظر ڈالتا ہوں وہ میری ہو جاتی ہے۔ اس لئے تمہیں سوچنے کا کہا تھا مجھے لگا تم سمجھو گی مجھے۔ لیکن خیر کوئی بات نہیں اب انجام کی زمیندار تم خود ہو گی۔"

سرد لہجے میں کہتے ہوئے اٹھا اور ساتھ اسے بھی کھڑا کیا۔ نمل کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی لہر دوڑ گئی۔

"بھول ہے آپ کی ٹائیگر۔ میں کوئی چیز نہیں جسے آپ حاصل کر سکیں مجھے حاصل کرنا آسان نہیں۔ میں نمل افتخار انسپیکٹر عبدلہادی افتخار کی بہن آپ جیسے گنڈے سے کبھی شادی نہیں کروں گی۔"

نمل نے اس بار سختی سے کہتے ہوئے اپنے ہاتھ چھڑوانے چاہے۔

"دیکھ لیں گے مس نمل افتخار۔ تمہارا ہادی بھائی بھی تمہیں اب مجھ سے بچا نہیں سکے گا۔ اگر تمہیں لگ رہا میں تمہیں کچھ نہیں کروں گا تو تم بھی غلطی پہ ہو۔ میں جس سے محبت کرتا ہوں اس کے لئے بھی اتنا ہی ظالم جتنا باقی لوگوں کے لئے۔ اب تو یہ گنڈا تمہیں بتا کر رہے گا گنڈا گردی کسے کہتے ہیں۔"

اس کی کلائی کو مروڑتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا۔ گرفت اتنی سخت تھی درد کی شدت سے نمل کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس کے آنسو دیکھ کر ٹائیگر نے

اس کا ہاتھ چھوڑا اور چلا گیا۔ نمل کرنے کے سے انداز میں بیڈ پہ بیٹھ گئی۔ یہ کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ اس سمجھ نہیں آرہا تھا۔ آنسو بے اختیار اس کی آنکھوں سے بہنے لگے۔

XX
 NEW ERA MAGAZINE.com
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 "میرے پیچھے رہنا جب میں اشارہ کروں تب اندر آنا۔ بومب ڈسپوزڈ کرنے والی ٹیم کے ساتھ آنا۔ سمجھ گئے نہ۔"

صبح ارمان اور جہانزیب اس سکول کی بلڈنگ کے پاس کھڑے تھے۔ دو بومب ڈسپوزڈ کرنے والی ٹیم ان کے ساتھ تھی۔ ایک ٹیم کو ان لوگوں نے ریسکیو کے لئے پیچھے رکھا تھا۔ ارمان سکول کے انتظامیاں سے بات کرنے کے لئے اندر جا رہا تھا۔

وہ گیٹ تک آیا سامنے سے آتے بچے خوش باش بیگ لئیے سکول کی جانب جا رہے تھے۔ ارمان ان بچوں کو دیکھ کر افسوس ہونے لگا۔ اگر آج وہ اس مشین میں کامیاب نہ ہو پایا تو۔ یہ چراغ بجھ جائیں گے یہ چمکتی آنکھیں۔ اس سے آگے وہ نہ سوچ سکا اسے یہ کام ہر حال میں پورا کرنا تھا۔ سر جھٹک کر اندر بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد بلڈنگ خالی کروانے لگا۔ بچوں کو بلڈنگ سے دور لے گئے ان کے پیرینٹس کو کال کر کے بلا یا گیا۔ جب تک وہ آتے بچوں کو بلڈنگ سے دور ایک پارک میں لے گئے۔

کچھ دیر بعد ارمان نے جہانزیب کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔ جہانزیب اپنی ٹیم کے ساتھ اندر بڑھ گیا۔ پوری بلڈنگ میں وہ لوگ پھیل گئے۔ ایک ایک کلاس روم اسٹاف روم ہر جگہ چیک کرنے لگے۔ گراؤنڈ کے ایک طرف جہاں پاکستان کا پرچم پوری شان سے لہرا رہا تھا۔ اس کے پلر کے نیچے ہی بومب فٹ تھا۔ ارمان اور جہانزیب نے سب کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔ اور ڈسپوز ڈیم اپنا کام کرنے لگے۔ ڈسپوزل ٹیم نے اپنا کام ختم کیا تو وہاں سب نے سکھ کا سانس لیا۔ سارے بومب ڈسپوز ڈ کرنے

کے بعد جب وہ لوگ اسکول سے نکل رہے تھے تو اسی وقت ہوا میں گولیوں کی آواز گونجنے لگی۔ چاروں اعطراف سے فائرنگ ہونے لگی۔ جہانزیب اور ارمان کی ٹیمز دیواروں کے اوٹ میں چھپ کر جوابی کارروائی کرنے لگ گئے۔ دونوں طرف سے فائرنگ جاری تھی۔ ان کی بیک اپ ٹیم بھی باہر سے دشمن کے کتنے ہی لوگ گراچکے تھے۔ فائرنگ کا سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ کچھ دیر بعد جب دوسری طرف سے خاموشی چھا گئی تو جہانزیب دیوار کی اوٹ سے باہر نکلا۔ اسی وقت کہیں سے ایک آدمی نے اسے شوٹ کیا۔ لیکن اسی وقت ارمان نے اسے دور کیا اور گولی ارمان کے بازو پہ لگی۔ جہانزیب نے سامنے کھڑے شوٹر کو شوٹ کیا۔ اور ارمان کی طرف بڑھا جو اپنے بازو کو پکڑ رکھا تھا۔ خون بہہ رہا تھا لیکن وہ پرواہ کیسے بغیر وہاں موجود دوسری طرف کے تمام لوگوں کو مار گرایا۔ جہانزیب نے اس کی طرف دیکھا اس کے چہرے پہ درد کا شبہ بھی نہیں تھا۔ یا تو اسے درد نہیں ہو رہا تھا۔ یا تو وہ کمال مہارت سے درد کو چھپا رہا تھا۔

"آپ کا خون بہہ رہا ہے۔ دیکھنے دیں مجھے"۔

جہانزیب اس کی برف بڑھ کر اس کا بازو تھامتے ہوئے بولا۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں آپ ٹیم کو ریسیو کریں۔۔۔ اور دیکھیں کون زخمی ہے۔۔۔ میں آپ کو کور دیتا ہوں ہری اپ ناؤ"۔۔۔

ارمان نے سے جانے کا اشارہ کیا۔۔۔ ان لوگوں کی غلطی بس یہ تھی ان لوگوں نے بلٹ پروف جیکٹس نہیں پہنی ہوئی تھی۔۔۔ ارمان کے کہنے پہ جہانزیب آگے بڑھ گیا لیکن پلٹ کر ارمان کو دیکھا۔۔۔ جس نے آنکھوں سے اسے جانے کا اشارہ کیا۔۔۔ جہانزیب کو ناچارہ جانا پڑا۔۔۔ تھوری دیر بعد دوسری طرف کے تمام لوگوں کو یا تو وہ لوگ مار چکے تھے یا ان کو اپنی تحویل میں کے چکے تھے۔۔۔ سب باہر نکل آئے تھے بس ارمان نہیں تھا۔۔۔ باہر پریس کے لوگ بھی موجود تھے۔۔۔ جہانزیب ارمان کو ڈھونڈنے اندر کی جانب بڑھا اسی وقت سکول کے گیٹ سے ارمان نظر آنے لگا۔۔۔ ایک ہاتھ سے بازو

پکڑے آ رہا تھا۔۔۔ جہانزیب نے اس کی طرف دیکھا وہ لڑکھڑا کر چل رہا تھا۔۔۔
 جہانزیب نے اس کی ٹانگ کو دیکھا جہاں سے خون رس رہا تھا۔۔۔ وہ فوراً اس کی طرف
 بڑھا سے سہارا دینے کے لئے ارمان نے اس منع کیا۔۔۔ لیکن جہانزیب نے اس کے
 اشارے کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اسے سہارا دیا۔۔۔ پاس کھڑی وین میں اسے بٹھایا
 پریس والوں کو وہ لوگ پہلے ہی فارغ کر چکے تھے۔۔۔ اب اسے جلدی سے ارمان کو ان
 کے ویرہاؤ لے جانا تھا۔۔۔ شہیر لوگوں کو بتانے سے منع کیا تھا ارمان نے۔۔۔ تو وہ بھی
 خاموش ہو گیا۔۔۔ جہانزیب نے ارمان کو دیکھا جو خود کو حواسوں میں رکھنے کی کوشش
 کر رہا تھا۔۔۔ جہانزیب نے اس کے کاندھے پہ ہاتھ رکھا تو ارمان مسکرا دیا۔۔۔
 جہانزیب کو اب غصہ آ رہا تھا خود پہ۔۔۔ نہ وہ نکلتا نہ ارمان اسے بچانے کے لئے آتا۔۔۔
 ارمان اس کی حالت سمجھ رہا تھا اس لئے اس نے اس کا ہاتھ تھپتھپایا۔۔۔

"تم پریشان نہ ہو یہ دو گولیاں مجھے کچھ نہیں کر سکتی"۔۔۔

ارمان نے تھکی ہوئی آواز میں کہا۔۔۔ ایبولنس اب ایک ویرہاؤس کے سامنے رکی۔۔۔

وہ لوگ نیچے اترے ارمان اب اپنے حواس کھورہا تھا۔۔۔ جہانزیب نے اس سہارا دیا اور اندر کی طرف بڑھ گئے۔۔۔ جہاں شہیر اور فصیح پہلے سے موجود تھے۔۔۔

"ارمان تم ٹھیک ہونہ۔۔۔ ادھر دیکھو ارمان مجھے کیوں نہیں بتایا کسی نے۔۔۔ جہانزیب مجھے بتایا کیوں نہیں؟"

شہیر ان دونوں کو آتا دیکھ ان کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ تو جہانزیب نے اسے اشارہ کیا کہ ارمان فحالی ہوش میں نہیں ہے۔۔۔ فصیح اور جہانزیب نے ارمان کو روم میں کے جا کر لٹایا۔۔۔ اور ہیڈ کوارٹر کال کر کے کسی ڈاکٹر کو بھیجنے کا کہا۔۔۔ شہیر نے ساری رپورٹ دی اور ارمان کے پاس آ گیا۔۔۔ اس کا خون جہانزیب وین میں ہی ایک کپڑا باندھ کر روک دیا تھا۔۔۔ اور ٹانگ پہ بھی ایک کپڑا باندھ دیا تھا۔۔۔ اب وہ مکمل اپنے حواس کھوچکا تھا۔۔۔

"جہانزیب وہاں کتنے لوگ تھے؟ اور ارمان کو گولی کیسے لگی۔؟ مجھے کیوں نہیں بتایا تم لوگوں نے؟"

شہبیر نے اس سے پھر وہی سوال کیا تو جہانزیب نے اسے ساری بات بتادی۔۔

"یہ میری وجہ سے ہوا ہے۔۔ نہ میں نکلتا نہ اس شوٹر کی نظر ہم پہ پڑتی سوری سر۔۔ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔ ارمان ارمان کو گولی میری وجہ سے لگی ہے۔۔ سر آئیم سوری ریٹلی ویری سوری۔۔"

جہانزیب نے آخر میں شکست خورہ انداز میں کہا۔۔ تو شہبیر نے اس کے کاندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔

"تمہاری غلطی نہیں ہے جہانزیب۔۔ ارمان ٹھیک ہو جائے گا تم فکر مت کرو۔۔ یہ

دو گولیاں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی وہ بہت ٹف زندگی گزار کر آیا ہے" _____

شہیر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا _____ لیکن جہانزیب پھر بھی خود کو ہی قصور وار سمجھ
رہا تھا _____

"ایک اور بات سر" _____



جہانزیب کچھ یاد آنے پہ بولا _____

"ہاں بولو" _____

شہیر اس کی طرف متوجہ ہوا _____

"سروہ وہاں پولیس بھی آگئی تھی۔ انسپیکٹر عبدلہادی اپنی ٹیم کے ساتھ وہاں آگیا تھا۔ پولیس کو بھی اس نے ہی ڈیل کیا۔ انہیں اطلاع کیسے ملی سر؟"

جہانزیب نے اسے سکول کے باہر موجود پولیس کے بارے میں بتایا۔ تو شہیر نے فصیح کو دیکھا۔ جس نے شانے اچکائے جیسے کہہ رہا ہو مجھے کیا پتہ۔

"چلو مسئلہ نہیں ہے۔ ان کا نام آئے یا ہمارا کوئی مسئلہ نہیں بس کام مکمل ہو گیا یہی کافی ہے۔"

"مجھے فخر ہے تم دونوں پہ۔ ایک کا مکمل ہو اب دعا کر نارات کو ہم کامیاب لوٹیں۔"

شہیر نے ان دونوں سے کہا اور باہر چلا گیا۔ ڈاکٹر نے ارمان کا ٹریٹمنٹ شروع کر دیا تھا۔ بیخوش وہ خون بہنے کی وجہ سے ہوا تھا۔ ٹانگ اور بازو پہ لگی گولی نکال کر

اسٹیجز لگا دیئے تھے۔

اب شہیر اور فصیح کورات جانا تھا۔۔۔ آج رات جو ٹرک ہائے وے سے جا رہا تھا انہیں
ریسکیو کرنے۔۔۔ اس لئے جہانزیب کو ارمان کے ساتھ رکنے کا کہہ کر وہ دونوں چلے
گئے۔۔۔



نمل اور فجر اپنی دوست کے گھر سے شام کے سات بجے نکلی تھیں۔۔۔ اس کی دوست کا
گھر اس کے گھر سے آدھے گھنٹے کی ڈرائیو پہ تھا۔۔۔ وہ لوگ فجر کو اس کے گھر چھوڑ کر
اب گھر کی طرف جا رہے تھے۔۔۔ جب نمل کے ڈرائیور کو لگا کوئی ان کا پیچھا کر رہا
ہے۔۔۔ نمل کو بتائے بغیر وہ نارمل انداز میں ڈرائیو کرنے لگا۔۔۔ ابھی تھوری ہی دور
آئے تھے کے ایک اور گاڑی سامنے سے آتی دکھائی دی۔۔۔ اس میں کچھ لوگ نقاب

پہنے نہچے اترے ___ اور کار کی طرف آنے لگے ڈرائیور باہر نکلا اور نمل کے دروازے کے ساتھ کھڑا ہو گیا ___ لیکن ان میں سے ایک آدمی اسے دور ہٹنے کا کہا ___

"ہمیں بس لڑکی سے کام ہے ___ تم راستے میں نہ آؤ ورنہ اچھا نہیں ہوگا" ___

اس آدمی نے کہا ___ نمل اس سب میں حیران و خوفزدہ سی بیٹھی تھی ___ اچانک دوسری طرف کا دروازہ کھول کر ایک آدمی نے اسے باہر نکالنا چاہا ___

" یہ کیا کر رہیں چھوڑیں مجھے ___ پلیز جانے دیں ___ چاچا بچائیں" ___

نمل کی ڈری ہوئی آواز سن کر چاچا (ڈرائیور) اس کی طرف آنے لگا لیکن ایک آدمی نے اسے پکڑ لیا ___

"بی بی جی ___ چھوڑیں بی بی جی کو" ___

ڈرائیور نے اس آدمی کو دھکا دیا ___ اور نمل کی طرف جانے لگا ___ اسی وقت
دوسرے آدمی نے ڈرائیور کو شوٹ کر دیا ___ فضاء میں گولی کی آواز گونجی تو نمل
ساکت آنکھوں سے ڈرائیور کو دیکھا ___ گولی اس کے سینے میں لگی تھی ___ ڈرائیور کو
دھکا دے کر وہ لوگ نمل کو گاڑی میں بٹھانے لگے ___

"چھوڑیں مجھے چاچا آپ ٹھیک ہیں نہ ___ چھوڑیں میرا ہاتھ چاچا پلیز مجھے بچالیں" ___

نمل مزاحمت کرنے لگی ___ ایک آدمی نے کلوروفارم سے بھرار و مال اس کے منہ پہ
رکھا ___ نمل کی مزاحمت دم توڑ گئی ___ نمل کو گاڑی میں ڈال کر وہ لوگ نکل گئے ___
پچھے ڈرائیور خون میں لت پت زمین پہ پڑا تھا ___

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

ہادی اس وقت واجد کے ساتھ رات کو ہونے والی ریڈ کے بارے میں ڈسکس کر رہا تھا جب اس کا فون بجا۔ اس نے ایک نظر فون کو دیکھا گھر سے کال تھی ایک لمحہ دیر کیے بغیر اس نے کال رسیو کی۔



"جی ماما خیریت؟"

ہادی نے کال رسیو کرتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسری طرف سے جو کہا گیا ہادی کو ہلانے کے لئے کافی تھا۔

"ماما کیا ہو گیا آجائے گی گریا۔ آپ فجر سے بات کریں۔ میں دیکھتا ہوں مائتہرہ کے

گھر کال کر کے پوچھتا ہوں۔ آجائے گی نمل آپ پریشان نہ ہوں۔"

ہادی نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔ لیکن وہ خود بھی ڈر گیا تھا۔ نمل نے چھبجے کا کہا تھا اور اب آٹھ بج رہے تھے دو گھنٹے ہو گئے تھے۔ اس نے ڈرائیور کو کال ملائی۔ کال رسیونہ ہوئی۔ نمل کو کال کی لیکن پھر سے کال رسیونہ ہوئی۔ ماٹہرا کے گھر کال کی ایک دو بیل کے بعد کال رسیو کی گئی۔



"ہیلو ماٹہرا! گڑیا کہاں ہے؟"

ہادی نے چھوٹے ہی پوچھا۔

"ہادی بھائی وہ تو کب کی نکل چکی ہے۔ کیا ہوا گھر نہیں پہنچی کیا؟"

ماٹہرا کی بات سن کر ہادی کے چہرے کی رنگت اڑی۔

"کس وقت نکلے تھے وہ لوگ؟"

ہادی کی زبان لڑکھڑائی۔ واجد اس کے تعاضرات دیکھ رہا تھا۔ اس کے گمان میں بھی نہیں تھا ٹائیگر کا ہاتھ ہو گا اس میں۔



"ساڑھے پانچ بجے ہی نکلے تھے۔ بھائی آپ نے ہی انہیں جلدی آنے کا کہا تھا نہ۔"

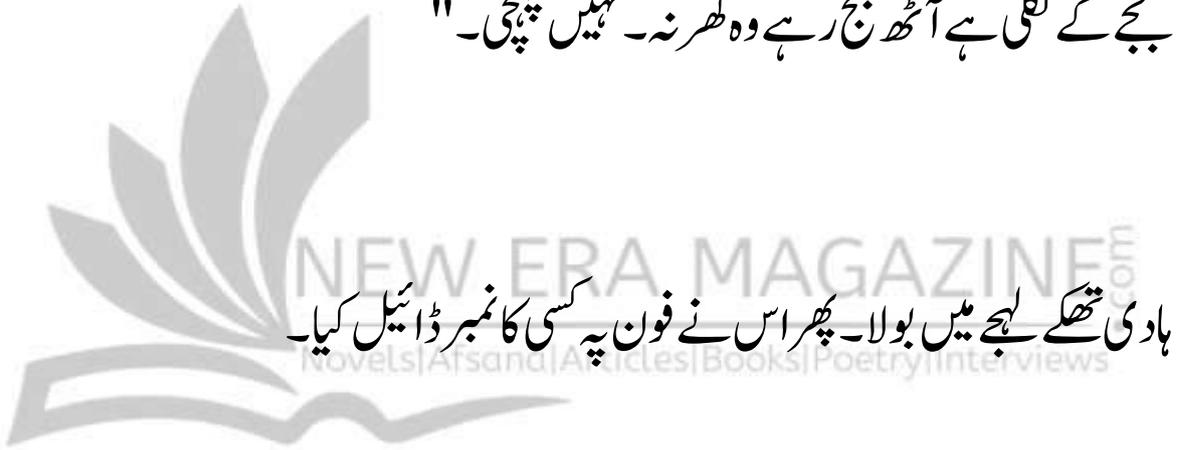
ماٹہرا کی بات سن کر ہادی فوراً باہر کی جانب بھاگا۔ واجد بھی اس کے پیچھے گیا۔

"کیا ہوا ہادی سب خیریت؟"

واجد نے اس سے پوچھا تو وہ ویران چہرے سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"واجد چھوٹی۔ وہ وہ گھر نہیں پہنچی ابھی تک۔ اس کی۔ اس کی دوست نے بتایا وہ پانچ

بجے کے نکلی ہے آٹھ بج رہے وہ گھر نہ۔ نہیں پہنچی۔"



ہادی تھکے لہجے میں بولا۔ پھر اس نے فون پہ کسی کا نمبر ڈائیل کیا۔

"ماما فجر سے پوچھا؟ چھوٹی اس کے ساتھ ہے نہ۔؟"

ہادی نے چھوٹے ہی پوچھا۔ لیکن دوسری طرف کی بات سن کر اس کا رنگ فق ہوا۔

فون بند کرتا گاڑی کی جانب بڑھا۔ لیکن واجد نے اسے ڈرائیونگ سیٹ پہ نہیں بیٹھنے

دیا۔ کیونکہ گاڑی کا دروازہ کھولتا اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ ہادی کی حالت ٹھیک نہیں

تھی اس حال میں وہ اسے ڈرائیو نہیں کرنے دے سکتا تھا۔

"تم بیٹھو میں کرتا ہوں ڈرائیو۔"

اس نے ہادی سے کہا۔ تو وہ بنا کچھ بولے فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ گیا۔

"ریلیکس ہادی کچھ نہیں ہوگا چھوٹی کو۔ وہ آجائے گی گھر پریشان مت ہو تم۔"

واجد نے ایک ہاتھ اس کے کندھے پہ رکھ کر تسلی آمیز لہجے میں کہا۔ تو وہ سر ہلا کر رہ گیا۔ نمل کے گارڈز کا بھی کچھ پتہ نہیں تھا وہ بھی فون نہیں اٹھا رہے تھے۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

نمل کی آنکھ کھلی تو خود کو کسی بیڈروم میں پایا۔۔۔ وہ جھٹکے سے اٹھی اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا۔۔۔ ٹائیگر اندر داخل ہوا ٹائیگر کو دیکھ کر نمل اٹھی اور اس کا گریبان پکڑ لیا۔۔۔

"آپ۔ آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے یہاں لانے کی۔۔۔ جانے دیں مجھے جو سنا تھا آپ کے بارے میں اس سے بھی زیادہ برے اور ظالم ہیں"۔۔۔

نمل اس کا گریبان پکڑے چلانے لگی۔۔۔ ٹائیگر نے پہلے اسے دیکھا پھر اس کے ہاتھوں کو دیکھا۔۔۔ نازک ہاتھوں سے اس کا گریبان پکڑے کھڑی تھی۔۔۔

"پرنس۔۔۔ میں ایسا ہرگز نہیں چاہتا تھا۔۔۔ لیکن میں کیا کرتا آپ نے بھی تو میری بات نہیں مانی۔۔۔ میں اب تم سے دور نہیں رہ سکتا تھا جانم۔۔۔ مجھے یہ کرنا پڑا اور ہاں جتنا

میرے بارے میں بتایا گیا ہے۔۔۔ یا جتنا تم مجھے سمجھ رہی میں اس سے بھی زیادہ ظالم
ہوں سوچ ہے تمہاری"۔۔۔

ٹائیگر نے اس کے ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹاتے ہوئے کہا۔۔۔

"مجھے جانے دیں پلیز۔۔۔ مجھے گھر جانا ہے۔۔۔ بھائی۔۔۔ بھائی کو پتہ چلا۔۔۔ تو وہ
چھوڑیں گے۔۔۔ نہیں آپ کو"

نمل نے روتے ہوئے کہا۔۔۔ ٹائیگر نے اس کے آنسوؤں اپنی انگلیوں کے پوروں سے
چنے۔۔۔ اس کا لمس محسوس کرتے نمل کو کرنٹ لگا وہ جھٹکے سے اس سے دور ہوئی۔

"سنو پری۔۔۔ رونا بند کرو۔۔۔ تمہارے لیے ایک خوشخبری ہے۔۔۔ ہمارا نکاح ہے
آج شام۔۔۔ تم تب تک فریش ہو جاؤ میری جان"۔۔۔

ٹائیگر نے اس کو دیکھتے ہوئے کہا ___ لیکن نکاح کا سن کر نمل نے اسے خوفزدہ نظروں سے دیکھا ___

"نہ ___ نہیں آپ ___ آپ ایسا نہیں کر سکتے ___ میں ___ میں نہیں کروں گی شادی آپ سے ___ پلیز جانے دیں مجھے" ___

نمل بے ربط لہجے میں بول رہی تھی ___ ٹائیگر نے ایک نظر اسے دیکھا پھر کمرے سے باہر چلا گیا ___ باہر سے دروازہ لاک کر دیا ___ پیچھے نمل بیڈ پہ گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گئی ___

"اللہ جی یہ کیا ہو رہا ہے ___ بھائی کو بھیج دیں یہاں اللہ جی میں نہیں کر سکتی ان سے شادی" ___

نمل اپنے رب سے مد مانگنے لگی۔ نمل کو یاد نہیں تھا اس نے کب اللہ سے کچھ مانگا تھا۔ لیکن آج اسے مانگنا تھا۔ وہ اٹھی واشر و م کی طرف بڑھی۔ واپس آئی تو اس کا چہرہ گیلا تھا۔ وضو کر کے آئی جا نماز ڈھونڈنے لگی۔ اسے سامنے شیف پہ نظر آگیا۔ نماز پڑھنے کی نیت سے کھڑی ہو گئی۔ لیکن یہ کیا اسے پتہ ہی نہیں تھا نماز کیسے پڑھی جاتی۔ بھول گئی تھی وہ۔ ایک مسلمان کے لئے سب سے زیادہ شرمندگی کا مقام ہوتا ہے۔ جب آپ کو اللہ کا کلام بھول جائے۔ نماز پڑھنا نہ آتا ہو۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے مسلمان کے لئے آپ کو یہ سب تو آنا چاہیے۔ ہم آج کل دنیا کی رنگینیوں میں اس قدر کھو گئے ہیں۔ کہ ہم بھول گئے ہیں ایک ذات اوپر بھی بیٹھی ہے۔ جو ہمارے ہر عمل کو دیکھ رہی۔ جس کے کن کہنے سے چیزیں ہو جاتی ہیں۔ جس کے ایک کن کی دیر ہے۔

"رکھ کر تیرے کین پہ یقین مولا۔"

میں نے ہزاروں خواہشیں پال رکھی ہیں"۔

نمل نے کوشش کی اس نے جیسے تیسے کر کے نماز پڑھی۔ نماز پڑھ کر اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

"اللہ جی مجھے بچالیں پلیز۔ مجھے گھر جانا ہے۔ مجھے معاف کر دیں"۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسے دعا مانگنے کا طریقہ بھی نہیں آتا تھا۔ لیکن وہ رب تو رحیم ہے بند لبوں کی بولیاں بھی سن لیتا ہے۔ نمل اٹھی۔ جانماز اپنی جگہ پہ رکھا اور بیڈ پہ آگئی۔ اس نے کمرے پہ ایک نظر ڈالی۔ بلیک کلر کے وال پیپر لگے ہوئے تھے۔ سامنے ڈریسنگ روم تھا۔ جہاں وارڈرو ب لگے تھے۔ کمرے میں دیوار گیر آئینہ تھا۔ جس کے آگے ٹیبل پہ مختلف قسم کے مہنگے برانڈ ڈپر فیومز پڑے تھے۔ سامنے تھیٹر اسکرین ایل ای ڈی لگی تھی۔ اس کے ساتھ میڈیا پلیئر پڑا تھا۔ کنگ سائیز بیڈ پہ وہ خود

بیٹھی تھی۔ بیڈ کے پیروں کی طرف ایک کاؤچ پڑا تھا۔ ہر چیز بلیک کلر کی تھی جیسے
اسے بلیک سے عشق تھا۔ لگتا تھا کمرے کے مالک کو بھی بلیک کلر پسند تھا۔ وہ ابھی
بیٹھی کمرے کو دیکھ رہی تھی جب دروازہ کھلا۔ اور ایک سو برس عورت کمرے میں
داخل ہوئی۔ ٹائیکر سے دو تین سال بڑی لگتی تھی۔ وہ خوبصورت نہیں تھی مگر
ان میں کشش تھی۔ نمل انہیں دیکھتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مجھے یہاں سے جانا ہے پلیز مجھے جانا ہے۔ گھر جانے دیں مجھے۔ وہ ٹائیکر۔ پلیز
جانے دیں مجھے یہاں نہیں رہنا۔"

نمل ان کے طرف بڑھتے ہوئے بولی۔

"شش میں تمہیں یہاں سے بھیج دوں گی۔ میرے بھائی نے بہت غلط کیا ہے۔ آپ
پریشان نہ ہوں میں آپ کو یہاں سے لے جانے آئی ہوں۔"

شازینہ نے اسے بیڈ پہ بٹھاتے ہوئے کہا۔ وہ خود حیران تھی شہنواز نے جب انہیں بتایا کی ٹائیگر نے نمل کو کڈنیپ کر وایا ہے۔ ٹائیگر نے بس کال کر کے یہ کہا تھا کہ وہ شادی کر رہا ہے لڑکی راضی ہے۔ لیکن شہنواز کی بات سن کر اسے پہلی بار ٹائیگر پہ غصہ آیا تھا۔

"پلیز مجھے جانا ہے یہاں سے۔ وہ کہہ رہے ہیں شادی نکاح۔ دیکھیں مجھے نہیں کرنا نکاح ان سے۔ پلیز لے جائیں مجھے یہاں سے پلیز بھائی کے پاس جانا ہے مجھے۔ انہیں پتہ لگا تو وہ مار دیں گے ٹائیگر کو۔ آگ لگا دیں گے وہ اس دنیا کو۔"

نمل نے روتے ہوئے کہا۔ نمل کی آخری بات سن کر شازینہ کا دل کانپ اٹھا۔

"اللہ نہ کرے میں بھیج دوں گی آپ کو یہاں سے۔ آپ اٹھیں ہم ابھی چلتے ہیں۔"

اس نے اسے اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ سیڑھیاں اترتے وقت نمل نے اعطراف میں نظر دوڑائی۔ نیچے بڑا سالاؤنچ تھا جس کے ڈیکوریشن بہت نفیس طریقے سے کی گئی۔ لاؤنچ کے بیچ میں صوفہ سیٹ پڑا تھا سامنے دیوار پہ دیوار اگیرٹی وی۔ ایک طرف سیڑھیاں تھی جہاں پانچ بیڈرومز تھے۔ لاؤنچ سے آگے کچن تھا ایک طرف چار بیڈرومز تھے۔ بہت ہی شاندار طریقے سے سجا گھر کسی محل کا گماں دیتا تھا۔ وہ لوگ اب لاؤنچ کے داخلی دروازے سے گزر کر باہر گئے جہاں خوبصورت سالان تھا۔ لان کے بیچ میں کرسیاں رکھی ہوئی تھیں ایک طرف ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔ شازینہ اس کا ہاتھ پکڑے اسے گیٹ کی طرف لے جانے لگی۔ اسی وقت ٹائیگر کی گاڑی اندر داخل ہوئی۔ نمل ڈر کر شازینہ کی طرف دیکھنے لگی۔ شازینہ نے اسے اپنے پیچھے کیا۔ ڈر تو وہ خود بھی گئی تھی۔ ٹائیگر چلتا ہوا ان کے پاس آیا۔

"آپی آپ کہاں لے جا رہی تھیں میری نمل کو؟"

ٹائیگر نے سرد لہجے میں پوچھا۔ نمل نے شازینہ کا ہاتھ سختی سے پکڑ لیا۔

"ٹائیگر جانے دو اسے۔ تم زبردستی نہیں کر سکتے کسی کے ساتھ۔"

شازینہ نے نرمی سے کہا۔ ٹائیگر آگے بڑھا اور نمل کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے لینے لگا۔
شازینہ نے اسے نمل سے دور کیا۔



"ٹائیگر جانے دو اسے میری جان تم ایسے تو نہیں تھے۔"

"آپی میں ایسا ہی ہوں۔ یہ یہاں سے کہیں نہیں جائے گی۔"

ٹائیگر نے اب کی بار تیز آواز میں کہا۔ اور نمل کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا۔ نمل کانپنے لگی

اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ شازینہ پیچھے سے اسے آوازیں دینے لگی لیکن اس نے جیسے کان لپیٹے ہوئے تھے۔

"جانے دیں مجھے پلیز مجھے گھر جانا ہے۔ بھائی آپ کو مار دیں گے وہ آپ کو چھوڑیں گے نہیں۔"



نمل نے اب غصے سے کہا۔ لاؤنج میں پہنچ کر ٹائیگر نے اس کا ہاتھ چھوڑا۔

"اپنے بھائی کی دھمکی مجھے مت دیا کرو۔ میں نرمی سے پیش آتا ہوں تم سے کیونکہ میں تم سے محبت کرتا ہوں پرنس۔ اس کا ناجائز فائدہ مت اٹھایا کرو۔"

اس کی تھوڑی پکڑی سختی سے کہہ رہا تھا۔ نمل کی آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے۔ شازینہ نے آگے بڑھ کر اسے نمل سے دور کیا۔

"کیا ہو گیا ہے؟ ٹائیگر تم کب سے عورت پہ ہاتھ اٹھانے لگے؟ کیا میری تربیت کا یہ صلہ دو گے تم؟ مجھے یہ کیوں لگ رہا ہے میں تمہاری تربیت کرنے میں ناکام رہی۔"

ٹائیگر کے سامنے کھڑے ہو کر شازینہ نے غصے سے کہا۔ ٹائیگر نے دکھ سے اپنی بہن کو دیکھا۔

"آپی آپ غلط سوچ رہی ہیں۔ ایسا کچھ نہیں ہے لیکن میں اسے یہاں سے نہیں جانے دوں گا کچھ دیر میں نکاح خواں آنے والا ہے ہمارا نکاح ہے آپی۔ فاخرہ فاجرہ مائی۔"

ٹائیگر نے شازینہ اور فاخرہ دونوں مخاطب کیا۔ شازینہ نے کچھ بولنے کے لئے منی کھولا لیکن ٹائیگر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔ نمل ایک طرف کھڑی روتی جا رہی تھی۔

نچ جی صاب؟"

فاخرہ مائی کچن سے بھاگتی ہوئی آئیں۔

"انہیں اوپر لے جاؤ۔ چھوٹی آنے والی ہے میں نہیں چاہتا اسے اس بات کی بھنک بھی پڑے۔ شہنواز ایک گارڈ کمرے کے باہر کھڑا کر دو۔"



نمل کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔ اور ساتھ ہی ایک گارڈ کو بھی بلایا۔

"آپی پلیز مجھے نہیں جانا گھر جانے دیں بھائی پریشان ہوں گے۔ وہ نہیں چوڑیں۔"

نمل روتے ہوئے کہنے لگی۔ وہ وہیں کارپٹ پر گرتی بے حوش ہو گئی۔ اس کی بات میں

بیچ ہی رک گئی ٹائیگر نے پلٹ کر دیکھا تو وہ نیچے گری پڑی تھی اس کا سر ٹیبل پہ لگا تھا۔ وہ فوراً اس کی جانب بڑھا سے باہوں میں اٹھا کر کمرے میں لے جانے لگا۔

"شہنواز ڈاکٹر کو بلاؤ فوراً۔"

شہنواز کو ہدایت دیتا سے لئے کمرے میں آگیا۔ اسے بیڈ پی لیٹا کر کر اس کا چہرہ
تختھیانے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پرنس۔ آنکھیں کھولو۔ اٹھو پرنس ادھر دیکھو۔"

وہ اس کا چہرہ تختھیاتا سے بلانے لگا۔

"ٹائیگر کیوں کر رہے ہو ایسا جانے دو اسے۔ بہت معصوم ہے یہ دیکھو کیا حالت کر دی ہے تم نے اس کی۔"

شازینہ نے نمل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جس کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔ ٹائیگر نے نمل کے زخم پہ ہاتھ رکھ کر خون روکنت کی کوشش کر رہا تھا۔ نیچے گرتے ہوئے ٹیبیل لگنے کی وجہ سے اسے سر میں چوٹ آئی تھی۔ خون بہنا کم ہوا تھوری دتی بعد شینواز ڈاکٹر کو لے آیا۔ تو ٹائیگر بیڈ سے اٹھا۔ ڈاکٹر نمل کو چیک کرنے لگا شازینہ نے ٹائیگر کو دیکھا جو بے چینی سے ڈاکٹر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر اس کی نظر نمل پہ پڑی جو اس وقت کوئی معصوم بچی لگ رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے اسے کیسے منائے نمل کو جانے دے۔ وہ کمرے سے نکل گئی اب ایک ہی شخص تھا جو اسے سمجھا سکتا تھا۔ اس نے واجد کو کال ملائی۔ رنگ جا رہی تھی

واجد جو ہادی کے ساتھ نمل کو ڈھونڈ رہا تھا۔ فون کی بپ پہ اس نے ایک نظر فون کو

دیکھا۔ آپنی کالنگ لکھا آ رہا تھا

"اس وقت کیوں کر رہی ہیں آپ کال یا اللہ سب خیر ہو۔"

واجد نے کال پک کی۔



واجد نے ایک نظر ہادی کو دیکھتے ہوئے محطاط انداز میں کہا۔

"واجد کہاں ہو؟ ٹائیگر نمل کو کڈنیپ کر کے لایا ہے تم لگر آؤ ابھی اسی وقت۔"

شازینہ کی بات سن کر وواجد کا دل کیا ٹائیگر کو شوٹ کر دے۔ اس نے ہادی کو دیکھا جو

مسلسل کوئی دعا پڑھ رہا تھا ہادی کی حالت دیکھ کر اسے نئے سرے سے ٹائیگر پہ غصہ آیا۔

"آپی آپ پریشان نہ ہوں۔ میں اس وقت ایک کام سے باہر ہوں فری ہو کر آتا ہوں۔ جب تک آپ چھوٹی کے ساتھ رہیں میں جلدی آنے کی کوشش کرتا ہوں۔ آپی میں ڈار نیو کر رہا ہوں آپ کو بعد میں کال کرتا ہوں۔"

واجد نے شازینہ سے کہتے ہوئے کال بند کر دی۔ شازینہ نے حیرت سے فون کو دیکھا۔ جو اس کی ایک کال پہ بھاگ کر آتا تھا آج اس نے کال ہی کاٹ دی۔ شازینہ سر جھٹک کر اندر کمرے کی طرف بڑھی۔

واجد کال بند کر کے ڈار نیونگ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"واجد تم گھر چلے جاؤ۔ حدید کو کال کی ہے میں نے۔ وہ آرہا ہے تمہارے گھر سے کال آرہی ہے۔"

ہادی اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ توواجد نے بس سر ہلایا اس کا دل کر رہا تھا اس وقت ٹائیکر کا وہ حال کرے کہ وہ خود کو بھی نہ پہچان سکے۔ اسی وقت ان کی گاڑی کے سامنے حدید کی کارر کی۔ توواجد نے حدید کے لئے ڈرائیونگ سیٹ چھوڑی خود حدید کی گاڑی میں روانہ ہو گیا۔ اس کا رخ اب ٹائیکر کے گھر کی طرف تھا۔ گھر پہنچ کر اس نے گاڑی کی چابی گارڈ کو دی اور اندر کی جانب بڑھا۔ جہاں وہ ڈاکٹر سے بات کر رہا تھا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ سٹریس کی وجہ سے بے حوش ہو گئی تھی۔ میں نے انجیکشن دے دی ہے تھوری دیر میں حوش آجائے گا۔"

ڈاکٹر کہتا ہوا چلا گیا۔ تو ٹائیکر کی نظرواجد پہ پڑی جو اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا

تھا۔

"ارے واجی تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ تجھے تو اس وقت۔"

واجد نے اسے مکاماراٹا ٹیگر کا جملہ ادھورا رہ گیا۔ اس سے پہلے وہ سنبھلتا ایک اور زوردار
مکامارا۔ اسے دیوار سے لگاتے ہوئے اس کا گریبان پکڑا۔



"کیسے کر سکتا ہے تو ایسا؟ تو نے وعدہ کیا تھا تو نمل کے ساتھ غلط نہیں کریگا کچھ۔ اسے
کڈنیپ کروالائے ہو دماغ چل گیا ہے تیرا؟ ہادی کا پتہ نہیں تجھے وہ آگ لگا دے گا
تیرے اس ولا کو اگر اسے بھنک بھی پڑی تو نے چھوٹی کو اٹھوایا ہے۔"

وہ اسے مارتا ہوا کہہ رہا تھا۔ آواز پہ شازینہ بھی باہر آگئی اس نے واجد کو دیکھ کر سکھ کا
سانس لیا۔ ٹائیگر خود کو چھڑوایا اور اس کو گریبان سے پکڑ کر دیوار سے لگایا۔

"کیا مطلب کیسے کر سکتا ہوں۔ تجھے کیا لگتا ہے میں ہادی سے اس کا ہاتھ مانگتا وہ مجھے دے دیتا۔"

واجد نے ایک گھونسا اس کے پیٹ میں مارا۔ جس سے وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوا۔

"اچھا ہی کرتا وہ تیری حرکت دیکھ کر میرا دل کر رہا ہے تجھے شوٹ کر دوں۔ ٹائیگر تو نے کیسے اسے کڈنیپ کر لیا؟ تجھے کیا لگتا ہے ہادی چھوڑ دے گا تمہیں؟ تم نے دیکھا تھا نہ ان لوگوں کو مارتے وقت اس نے ایک سیکنڈ نہیں سوچا تھا۔ جن لوگوں نے نمل کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی تھی۔ تو کیا وہ تجھے چھوڑ دے گا۔ تو تو دور ہو جا میری نظروں سے ٹائیگر ورنہ میرے ہاتھوں سے خون ہو جائے گا تیرا۔ اور نمل کو بھیج ابھی اسی وقت اس کے گھر۔"

ٹائیگر کو چھوڑتے ہوئے واجد گہرے سانس لینے لگا۔

"واجد میں ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ میری ہے صرف میری۔ اچھا ہوا تو آگیا نکاح میں

شریک ہو جانا۔ اگر اتنا ہادی تیرا سگا ہے تو نکل جا یہاں سے۔"

ٹائیگر نے اسے دھکادیتے ہوئے کہا۔ واجد نکاح کا سن کر حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پاگل پن بند کر ٹائیگر اپنا۔ دیکھ یہ غلط ہے وہ کبھی راضی نہیں ہوگی۔ اور ہادی تو نے

اس کی حالت نہیں دیکھی اس کی حالت ایسے تھی جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ میں

نے اسے آج دوسری بار اس حال میں دیکھا ہے۔ دونوں بار وجہ نمل ہی ہے۔ پہلی بار

اس رات جب اس نے ان لڑکوں کو مارا تھا۔ اور آج تیری وجہ سے ٹائیگر بات مان

میری اسے جانے دے۔"

واجد نے ایک آخری کوشش کی جسے ٹائیگر ان سنی کرتا چلا گیا۔ تو واجد کی نظر شازینہ پہ پڑی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"آپی آپ فکر نہ کریں میں سمجھاتا ہوں اسے۔"

واجد شازینہ سے کہتا ہوا چلا گیا۔ جہاں ٹائیگر شہنواز سے بات کر رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایک نکا خواں نہیں مل رہا تم لوگوں کو۔ شہنواز کچھ بھی کرو آدھے گھنٹے تک مجھے نکاح خواں چاہیے ہے۔ سمجھ گئے نہ۔"

ٹائیگر کی بات سن کر شہنواز چلا گیا۔ تو واجد اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

"رات کے اس وقت نکاح خواں کہاں سے ملے گا؟ اور میری بات مان لے یار نمل کو
جانے دے ہادی کو پتہ لگا تو۔"

"ہادی ہادی ہادی۔ لگ جائے اسے پتہ میں نہیں ڈرتا اس سے۔ سنا تم نے اب مجھ سے یہ
نہ کہنا کہ ہادی کو پتہ لگا تو یہ کر دے گا وہ کر دے گا۔ اسے جو کرنا ہے کر لے میں نمل کو
نہیں جانے دوں گا۔ اور ہمارا نکاح آج ہی ہو گا تو نے رکنا ہے تو رک ورنہ چلا جا۔"

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
واجد کی بات آدھے میں ہی تھی کہ ٹائیگر اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ اور جانے لگا۔

"نکاح کے بعد کیا کرے گا تو؟ سوچا ہے تم نے اگر تو ضدی ہے تو وہ بھی نمل افتخار ہے۔
نفرت کرے گی تجھ سے کبھی تجھے قبول نہیں کرے گی وہ۔"

واجد اس کے سامنے آتے ہوئے بولا۔ اس وقت وہ لوگ لان میں کھڑے تھے۔

"تو ایسے کہہ رہا جیسے مجھے جانتا نہیں ہے۔ میں اسے خود سے محبت کرنے پہ مجبور کر دوں گا۔"

ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔ واجد کو اس کی ہنسی زہر لگ رہی تھی اس وقت۔

"میں تجھے تو جانتا ہی ہوں۔ لیکن تو بھول رہا ہے میں نمل کو بھی جانتا ہوں۔ اس لئے کہہ رہا ہوں جانے دے اسے دیکھ میں تیرا نام نہیں آنے دوں گا اس کڈنپنگ میں بس تو اسے جانے دے۔ ورنہ میں۔"

"ورنہ کیا؟ ہاں گرفتار کر لے گا؟ کر لے تیرے سامنے ہوں میں لے کر لے گرفتار۔"

واجد کی بات کاٹتا ہوا اپنے ہاتھ آگے کرتے ہوئے بولا۔ اسی وقت دروازے سے ارحم
آتا دکھائی دیا۔ شاید اسے بھی شازینہ نے بلایا تھا۔

"مائیکر شازی کیا کہہ رہی ہے؟ تم نے۔"

"خدا کا واسطہ ہے یار اب تم شروع نہ ہو جانا۔ ایک تو آپنی بھی نہ یار کیا کروں میں یہ
سب شہنواز کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپنی کا چچہ۔"

ارحم کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ لیکن اس کی اپنی بات ادھوری رہ گئی جب اس نے
ارحم کے پیچھے آتی نور کو دیکھا۔

"چھوٹی تم۔"

ہاں میں۔!"

"تم کب آئی؟ میرا مطلب تم نے تولیٹ آنا تھا نہ؟"

ٹائیگر کی بات پہ نور نے پہلے اسے حیرت سے دیکھا پھر واجد اور ارجم کو دیکھا کر آئیبرو اٹھاتے ہوئے اشارہ کیا۔ جیسے کہہ رہی ہو انہیں کیا ہوا۔ تو ان دونوں نے بس شانے اچکائے۔ تو نور بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں تو ابھی آئی ہوں ماما۔ کیوں کیا میں جلدی نہیں آسکتی۔؟"

"ارے نہیں نہیں گڑیا ایسا کب کہا میں نے۔ اچھا آؤ اندر چلیں کھانا کھاتے ہیں۔"

ٹائیگر نور کو شانوں سے پکڑتا اندر لے گیا۔ تو واجد اور ارحم بھی سر جھٹک کر ان دونوں کے پیچھے گئے۔ صرف نور ہی اسے اس طرح بوکھلاہٹ کا شکار کر سکتی تھی۔

ہادی اور حدید گھر میں داخل ہوئے تو افتخار صاحب شازیہ بیگم کے ساتھ بیٹھے تھے۔ جو مسلسل روئے جا رہی تھی۔ ان دونوں کو آتادیکھ کر شازیہ بیگم اٹھی اور ہادی کے ہاتھ پکڑ کر پوچھنے لگی۔

"ہادی نمل کہاں ہے؟ اسے ڈھونڈا تم نے۔ بولو ہادی میری بیٹی کہاں ہے؟"

وہ رونے لگی۔ تو ہادی نے انہیں اپنے ساتھ لگاتے ہوئے صوفے پہ بٹھایا خود بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"ماما چھوٹی مل جائے گی۔ آپ سنبھالیں خود کو میں اسے لے کر آؤں گا آپ کے پاس۔
آپ پلیز رونا بند کریں۔"

ہادی نے ان کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"ہادی میری بچی۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو۔ اگر کوئی نقصان پہنچا سے تو۔"

"ماما کچھ نہیں ہو گا چھوٹی کو۔ میں نے کہا نہ میں اسے ڈھونڈ کر آؤں گا۔ پلیز آپ ایسا
مت سوچیں اسے کچھ نہیں ہو گا۔ میری چھوٹی کو کچھ نہیں ہو گا ماما۔"

ہادی ضبط کرتے ہوئے بولا۔ ماما سے زیادہ خود کو تسلی دی کہ اس کی چھوٹی کو کچھ نہیں
ہو گا۔ اس کی آنکھیں ضبط کی شدت سے لال ہو چکی تھی۔ وہ اٹھا اور اوپر چلا گیا۔ اپنے

کمرے کی طرف جاتے ہوئے وہ نمل کے کمرے کے دروازے پہ رکا۔ جہاں نمل کی لکھائی سے ریپزل لکھا ہوا تھا۔ ساتھ میں ریپزل کی چھوٹی سی تصویر لگی ہوئی تھی۔ یہ نمل کے ہی کام تھے۔ اسے دیواروں اور دروازوں پہ لکھنے کی عادت تھی۔ دیواروں پہ لکھنے سے تو ماما سے سختی سے منع کیا کرتی تھیں۔ لیکن اس نے یہ ماما سے چھپ کر لکھا تھا۔ ہادی اس کے کمرے میں گیا۔ سامنے دیوار پہ نمل اور اس کی بڑی سی تصویر لگی ہوئی تھی۔ بالکل بیڈ کے سامنے۔ نمل کا کہنا تھا وہ رات کو سونے سے پہلے اور اٹھنے کے بعد اس تصویر کو دیکھنا چاہتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس نے یہ تصویر یہاں لگوائی تھی۔ تصویر میں نمل کے ہاتھ میں آئیسکریم تھی تھوری اس کے ناک پہ بھی لگی ہوئی تھی جس سے وہ انجان تھی۔ ہادی موقع کے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر سیلفی لی ہوئی تھی۔ ہادی نم آنکھوں سے مسکرایا۔ اسے یاد آیا اس تصویر کو دیکھ کر وہ کتنا چڑی تھی۔ لیکن کیونکہ نمل اس میں پیاری لگ رہی تھی اسی لئے نمل نے اسے اپنے روم میں لگوا دیا۔ ہادی بیڈ پہ بیٹھ گیا اور سائڈ ٹیبل سے ایک تصویر اٹھائی۔ اس میں بھی وہ دونوں تھے ان کے گھر کی لان کی تصویر تھی ہادی پولیس یونیفارم پہنے نمل کے پیچھے کھڑا مسکرا رہا تھا۔ لان کے جھولے پہ بیٹھی نمل بھی مسکرا رہی تھی ہادی کے ہاتھ اس کی آنکھوں پہ تھے۔ اسے یاد آیا یہ کچھ ماہ پہلے کی تصویر تھی۔ جب ہادی کا یہاں ٹرانسفر ہوا

تھا گھر آتے ہی وہ نمل کو لان میں بیٹھا دیکھ کر وہیں آ گیا تھا۔ اور اس کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ دیئے تھے لیکن نمل اسے پہچان گئی تھی۔ یہ تصویر حدید نے لی تھی۔ نمل کے کمرے میں تقریباً ساری تصویریں ہی ان دونوں کی لگی ہوئی تھی۔ ہادی تصویر ٹیبل پہ رکھنے لگا جب اس کی نظر ایک پیپر پہ پڑی۔ ہادی نے ہاتھ بڑھا کر پیپر اٹھایا اور کھولا۔

"آئیتم سو سوری آپ میں سے جو بھی یہ خط پڑھ رہا ہے سب سے پہلے میں معافی مانگتی ہوں۔"

"ماما بابا بھائی۔ مجھے پتہ ہے میرے اس قدم سے آپ سب کو تکلیف پہنچے گی۔ بھائی سب سے زیادہ آپ ہرٹ ہوں گے میں جانتی ہوں۔ پر میں یہ قدم اٹھانے پہ مجبور ہو گئی ہوں۔ بھائی مجھے یہاں نہیں رہنا اس سب سے میں تنگ آ گئی ہوں۔ آپ سب مجھے کہیں جانے نہیں دیتے کچھ بھی نہیں کرنے دیتے۔ نمل یہ نہ کرو نمل وہ نہ کرو، نمل یہ نہ کھاؤ نمل وہ نہ کھاؤ، نمل یہاں نہیں جانا نمل وہاں نہیں جانا، باہر جاتے وقت گارڈز کی ایک فوج میرے ساتھ بھیج دیتے ہیں۔ میں تنگ آ گئی ہوں مجھ سے یہ سب

نہیں ہوتا گھٹن ہوتی ہے مجھے۔ یہ میری زندگی مجھے جینے دیں اپنی مرضی سے۔ میں
 جارہی ہوں بھائی اس قید خانے سے دور بہت دور۔ جہاں نہ کوئی روک ٹوک ہوگی نہ ہی
 گارڈز کا جھنجھٹ۔ ہو سکے تو مجھے معاف کر دیں۔ مجھے ڈھونڈنے کی کوشش مت کرنا
 بھائی۔ جب آپ کو یہ خط ملے گا تب تک میں بہت دور جا چکی ہوں گی۔ میں آپ سب
 کو بہت یاد کروں گی بھائی آپ کو سب سے زیادہ یاد کروں گی۔ مجھے ڈھونڈنے کی
 کوشش مت کیجئے گا۔"



NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Urdu | English | www.neweramagazine.com

" اللہ حافظ اپنا خیال رکھیے گا سب۔۔"

"آپ سب کی نمل۔"

ہادی پھٹی آنکھوں سے خط پڑھ رہا تھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا یہ سب اس کی چھوٹی نے
 لکھا ہے۔ وہ اتنا تو جانتا تھا اسے گارڈز کا ساتھ جانا نہیں پسند لیکن یہ سب۔ ہادی اور ماما بابا

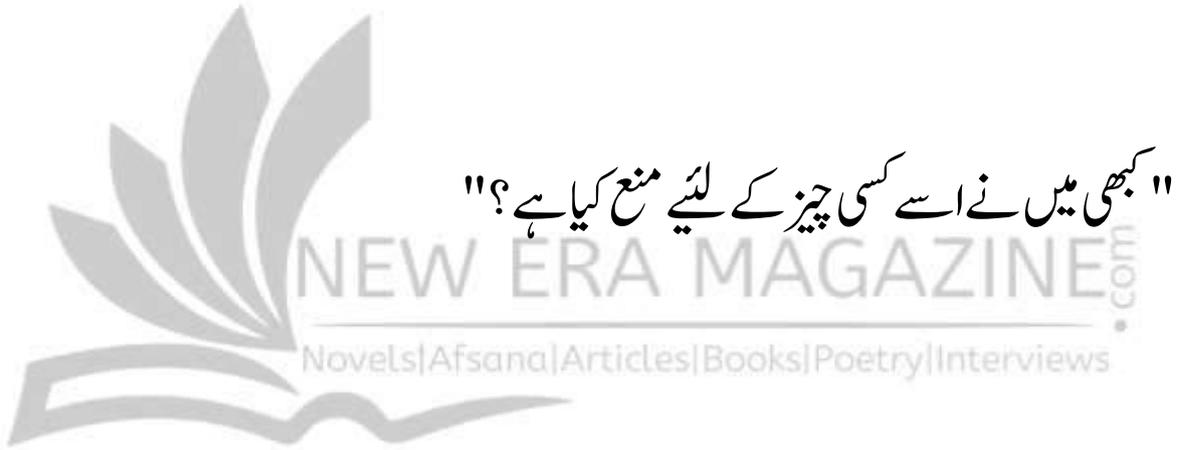
نے کبھی اس پہ سختی نہیں کی تھی۔ ہاں روک ٹوک کرتے تھے پر وہ اس کی بھلائی کے لئے لیکن ہادی کو نہیں تھا پتہ وہ اس سب سے اتنا تنگ آچکی تھی۔ گھٹن محسوس ہوتی تھی اسے اس سب سے۔ ہادی کو لگا جیسے اس نے کچھ غلط پڑھا ہے۔ اس نے وہ خط دوبارہ پڑھا پھر پڑھا بار بار پڑھا لیکن ہر بار وہی سب تھا۔ کوئی غلطی نہیں ہوئی تھی اس سے۔ اس کی نمل اس کی چھوٹی اس سے تنگ آکر چلی گئی تھی۔ وہ اٹھا کمرے سے باہر آیا لاؤنج میں اب صرف اس کے ماما بابا بیٹھے تھے۔ حدید شاید چلا گیا تھا وہ آگے بڑھا ماما سے دیکھ کر سیدھی ہوئی بابا بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ ان دونوں کے سامنے گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھا۔ ایک آنسو اس کی آنکھ سے نکل کر گال پہ پھسلا پھر باقی آنسو بھی بند توڑتے بہنے لگے۔ ماما نے اس اپنے ساتھ لگا یا ہادی نے اپنا سر ان کی گود میں رکھ دیا۔

"بابا کیا میں نے کبھی چھوٹی پہ بلا وجہ سختی کی تھی؟"

ہادی کی بات پہ افتخار صاحب نے اسے دیکھا۔

"نہیں ہادی کیا ہوا ہے بیٹا؟"

افتخار صاحب نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔



"کبھی میں نے اسے کسی چیز کے لئے منع کیا ہے؟"

ہادی پھر بولا۔ شازیہ بیگم نے بھی اسے حیرت سے دیکھا۔

"نہ۔ نہیں بچے۔ ہوا کیا ہے؟"

افتخار صاحب کی بات پہ وہ سیدھا ہوا۔ آنسوؤں سے اس کا چہرہ بھیگ چکا تھا۔

"کبھی ہم نے اسے ڈانٹا؟ کبھی میں نے کہیں جانے سے منع کیا؟ کبھی بابا کبھی اس سے اونچی آواز میں بات کی میں نے؟"

وہ ایک بار پھر بولا۔ خط اس کے ہاتھ میں ہی تھا ماما بابا کی نظر ابھی تک اس پہ نہیں گئی تھی۔ وہ اپنے بیٹے کو دیکھ رہے تھے۔ جو اس وقت کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح لگ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہادی میرے بچے ہو کیا ہے؟ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو میری جان تم؟"

افتخار صاحب کی بات سن کر ہادی نے ان کے آگے وہ خط کیا۔ انہوں نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا۔

"بابا پڑھیں سے اسے لگتا ہے ہم اس پہ سختی کرتے ہیں۔ اس کا بابا اس کا دم گھٹتا تھا یہاں۔ بابا میری چھوٹی کو میرا پیار ہمارا پیار یہ گھر قید لگتا تھا۔ وہ چلی گئی بابا وہ خود گئی ہے اس نے اس نے خود کہا ہے اسے ڈھونڈنے کی کوشش نہ کریں۔ بابا مجھے لگتا تھا یہ سب میں اس کی حفاظت کے لئے کر رہا ہوں اور وہ سمجھتی ہے اس لئے میں یہ سب کرتا تھا۔ پر مجھے نہیں تھا پتہ بابا سے اس سب سے گھٹن محسوس ہوتی ہے۔ اور وہ چلی گئی بابا مجھے آپ کو ماما کو چھوڑ کر چلی گئی۔ بابا ایک بار وہ آجائے میں اسے نہیں کہوں گا کچھ بھی کہیں جانے سے منع نہیں کروں گا بس وہ آجائے بابا۔"

ہادی کی بات سن کر افتخار صاحب نے خط پڑھا۔ انہوں نے حیرت سے ہادی کو دیکھا۔ جو اب اپنے انسوؤں صاف کر رہا تھا۔ شاز یہ بیگم نے ان کے ہاتھ سے خط لیا ان کی حالت بھی ان دونوں سے مختلف نہ تھی۔

"ہادی میری جان اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے۔ تم یہ سب اس کی حفاظت کے لئے کر رہے تھے۔ اس نے غلط مطلب لے لیا وہ جانا چاہتی تھی اور چلی گئی۔ کوئی بات

نہیں ہے میرے بچے آج کے بعد اس گھر میں اس کا کوئی نام نہیں لے گا۔"

شازیہ بیگم نے خود کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ تو ہادی اور افتخار صاحب نے انہیں دیکھا۔ لیکن خاموش رہے دونوں میں سے کسی کو بھی سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا کہیں کسی کو۔



"ٹائیگر اب کیا کرو گے تم؟ نور کے سامنے نکاح کرو گے؟"

اس وقت وہ سب ٹائیگر کے اسٹڈی روم میں تھے سوائے نور کے۔ اس کے اسٹڈی کا تھیم گرے تھا۔ روم کے دونوں طرف دیوار گیر ریکس لگے تھے جس میں اس کی کتابیں رکھی تھی۔ روم کے وسط میں ٹیبل پڑی تھی جس کے گرد وہ لوگ بیٹھے تھے۔

ٹیبیل کے پیچھے ایک اور ریک تھا جس میں اس کی فائیلز پڑی تھیں۔ ٹیبیل پہ اس کے ریڈنگ گلاسز ٹیبیل لیمپ کچھ کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ سامنے ایک دیوار پہ لاکر لگا ہوا تھا۔ گلاس ڈور تھا اور دوسری طرف بڑی سی گلاس ونڈو تھی۔

"آپی آپ کو میں پاگل لگتا ہوں۔ اس بپھری شیرنی کو نور کے سامنے لاؤں گا۔"



"تو؟"

واجد نے ایک آئینہ اٹھا کر پوچھا۔

"تویہ کی نکاح صبح ہوگا۔ چھوٹی کل صبح شهنواز کے ساتھ یونیورسٹی جائے گی انٹری ٹیسٹ کے صلصے میں تب نکاح ہوگا۔"

ٹائیکر نے ان تینوں کو باری باری دیکھتے ہوئے کہا۔ تینوں کے چہروں سے پتہ لگ رہا تھا۔ ان کا دل کر رہا تھا ٹائیکر کو شوٹ کر دیں۔ اوپر سے اس کی مسکراہٹ اس وقت تینوں کو ہی زہر لگ رہی تھی۔

"ہاں اور صبح تک اس کا بھائی اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے تجھ تک پہنچ جائے گا۔ پھر کیا کرو گے؟"

ارحم نے خود پہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔ تو ٹائیکر مسکرایا اس کی مسکراہٹ میں کچھ تھا جو تینوں کو اس کی طرف دیکھنے پہ مجبور کر گیا۔

"اس کی فکر نہ کرو وہ مجھ تک نہیں پہنچے گا۔ اب تک تو اس نے خط بھی پڑھ لیا ہوگا۔"

ٹائیکر کی بات سن کر تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر اسے دیکھا۔

"خط؟ کون سا خط؟ ایک ہی بار میں بتا دے ساری بات ورنہ میرے ریوالور میں جتنی گولیاں ہیں تیری اندر اتار دوں گا۔ اور مجھے یقین ہے آپی اور ارحم بھی خوشی خوشی یہ کرنے دیں گے مجھے۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

واجد نے اپنی جیب سے گن نکالتے ہوئے کہا۔ تو ٹائیکر نے ہاتھ کھڑے کر دیئے۔ اور

ان سب کو بتانے لگا

جب وہ نمل کے کمرے میں گیا تھا اس رات اس نے اسی رات وہ خط اس کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھ دیا تھا۔ اسے یقین تھا نمل کبھی اس سے شادی کے لئے راضی نہ ہوتی۔ اس لئے اس نے یہ کیا تھا۔ اس کی بات جیسے جیسے وہ سن رہے تھے ویسے ان کے تعاضرات

بدل رہے تھے۔

"تو! کیا کروں میں تیرا یار؟"

"ٹائیگر تم ایسے کیسے کر سکتے ہو؟"

"تم کب سے یہ سب کرنے لگے ٹائیگر اس کو کڈنیپ کر لیا کافی نہیں تھا۔ اس کے گھر

والوں کو اس سے بدظن کیوں کیا؟"

واجدار حم شازینہ تینوں انک ساتھ بولے۔ ٹائیگر نے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھ لئیے۔

"دیکھ ٹائیگر اس چھوڑ آتے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے تیری اصلیت پتہ چلنے کے بعد ہادی

تیری شادی نمل سے کروادے گا۔ یہ سب نہ کر میرے یار مان جا بات میں بات
کروں گا ہادی سے اسے تمہاری اصلیت پتہ چلے گی تو اسے کوئی مصلہ نہیں ہوگا۔"

واجد نے ایک بار پھر سے کہا۔ ٹائیگر کے تعاضرات بدلے وہ اٹھا اور واجد کے سامنے آیا۔

"میری اصلیت ابھی کسی پتہ نہیں لگنی چاہیے سمجھے۔ اگر میرا اصل کسی کو پتہ لگا تو واجد
تجھے میں اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔ مجھے یہ سوچنے پہ مجبور نہ کرو تم تینوں کہ میں نے یہ
راز بتا کر غلطی کی ہے۔ میں دنیا کے لیے ٹائیگر تھا ٹائیگر ہوں اور مجھے ٹائیگر رہنے دو کم
از کم تب تک جب تک میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو جاؤں۔ تب تک دنیا والے
بے شک مجھے برا سمجھتے رہیں۔"

i don't give a damn about them i don't care
and it doesn't even really matter what they

talk/think about me, for me they are nothing..

got it

آخری بات کہتا وہ چلا گیا۔ پیچھے ان تینوں کو چھوڑ کر۔



ٹائیگر کمرے میں داخل ہوا۔ جہاں اس نے نمل کو رکھا تھا۔ نمل ابھی تک بے حوش تھی۔ اس کے چہرے پہ آنسوؤں کے نشان تھے۔ ٹائیگر پاس رکھی چمیر پہ بیٹھ گیا۔ ایک ہاتھ اس کے ہاتھ پہ رکھا اور ایک ہاتھ اس کے بالوں میں چلانے لگا۔ اسے نمل کو اس حال میں دیکھ کر برا بھی لگ رہا تھا۔ لیکن اسے پتہ تھا اگر وہ ہادی کے پاس جاتا تو ہادی اسے انکار کر دیتا اور ٹائیگر انتقام کی آگ میں وہ جنگ شروع کر دیتا جسے وہ خود بھی ختم نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس نے نمل کو کڈنیپ کر وایا۔ واجد لاکھ کہے اس کی حقیقت

کے بعد ہادی انکار نہ کرتا رشتے سے لیکن ٹائیگر جانتا تھا ہادی تب بھی انکار ہی کر دیتا۔
اس کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا نمل کو کڈنیپ کرنے کے علاوہ۔

"پرنس مجھے معاف کر دو۔ میں نہیں چاہتا تھا ایسا ہوا اگر تم مان جاتی تو میں تمہیں اس
طرح کبھی نہ اٹھا کر لاتا۔ میرے پاس کوئی راستہ نہیں تھا جانم۔"

ٹائیگر نمل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ جو اس وقت دنیا مافیا سے بے خبر تھی۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میری جان جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ تم۔ کل نکاح ہے ہمارا اور مجھے یقین ہے تم بہت
جلد مجھ سے محبت کرنے لگو گی۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا ہوا بول رہا تھا۔ جیسے نمل سن رہی تھی اسے۔

"میں تمہیں اتنی خوشیاں دوں گا کہ تم ہر بات بھول جاؤ گی۔ تمہارا اتنا خیال رکھوں گا کہ ہادی کا خیال بھی تمہارے ذہن میں نہیں آئے گا۔"

وہ اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ جیسے اس کے چہرے کا ایک ایک نقش حفظ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے ناک میں پہنی لونگ اس کے ہونٹ کے قریب تل۔ سب سے پہلے ٹائیگر کو اس تل نے ہی اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔ اس کی خواہش تھی اس تل کو قریب سے دیکھنے کی اسے چھونے کی۔ آج وہ اس کے قریب تھی اتنے قریب کے اس کی کالر بون (beauty bone) کے اوپر موجود تل بھی آج اسے نظر آ گیا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے جانم مجھے سب سے پہلے تمہارے اس تل نے پاگل بنایا تھا۔ پھر تمہاری نوز رنگ نے پھر تمہاری ہنسی نے پھر تمہاری معصومیت نے۔ میں تم سے عشق کرتا ہوں جانم عشق۔ اور کل تم ہمیشہ کے لئے میری ہو جاؤ گی۔ ایک بار تم میرے نکاح میں آ جاؤ پھر دنیا کی کوئی طاقت مجھے تم سے الگ نہیں کر سکے گی۔ تمہارا بھائی بھی نہیں۔"

ٹائیگر اس کے چہرے سے چند اوارہ لٹیں ہٹاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ نمل اس کے لمس سے کسمائی اس کی پیشانی پہ بل آنے لگے۔ ٹائیگر فوراً اس سے دور ہٹا کہ اس کی نیند خراب نہ ہو۔ لیکن نمل اٹھ چکی تھی ٹائیگر کو اپنے سامنے بیٹھا دیکھ کر ڈر کر پیچھے ہوئی۔ اتنی تیزی سے پیچھے ہوئی کہ بیڈ کراؤن سے اس کا سر ٹکرا گیا۔



ٹائیگر نے چیخ رہا سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے جانے دیں پلیز۔ مجھے گھر جانا ہے بھائی کے پاس جانا ہے۔ میں کسی کو نہیں بتاؤں گی آپ کے بارے میں۔ پلیز۔ پلیز مجھے۔ مجھے جانے دیں۔"

نمل رونے لگی اس کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہنے لگی۔ اسی پل کمرے میں شازینہ داخل ہوئی اور نمل کے پاس آئی۔

"شش چپ ہو جاؤ بچے۔ ٹائیگر تم جاؤ یہاں سے۔ اپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے آپ کو کچھ نہیں کرے گا یہ۔ ٹائیگر جاؤ یہاں سے ابھی اسی وقت۔"

شازینہ نے نمل کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔ ٹائیگر شازینہ کے کہنے پہ نمل پہ ایک نظر ڈالتا کمرے سے چلا گیا۔ تو شازینہ نمل کو چپ کرانے لگی۔ جو خود میں سمٹ کر بیٹھی رو رہی تھی۔

"آپ پلیز آپ مجھے یہاں سے لے جائیں۔ مجھے بھائی کے پاس جانا ہے۔ ہادی بھائی مجھے ڈھونڈ رہے ہوں گے۔ مجھے ماما بابا کے پاس جانا ہے۔ پلیز مجھے گھر جانے دیں۔"

نمل نے شازینہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ تو شازینہ نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔ اور اس کی پیٹھ تھپکنے لگی۔ اسے ٹانگیں پرہ شدید غصہ آ رہا تھا۔

”نمل مجھے معاف کر دو بچے میں تمہارے لئے کچھ نہ کر سکی۔ میرا بھائی دل کا برا نہیں ہے۔ وہ بہت اچھا ہے نمل حالات نے اسے ایسا بنا دیا ہے۔ نمل وہ بالکل اکیلا ہو گیا ہے اسے اس وقت کسی کے سہارے کی ضرورت ہے۔ تمہیں پتہ ہے جب سے اس نے تمہیں دیکھا ہے وہ بہت خوش رہنے لگا ہے۔ اس کی آنکھوں کی چمک واپس آگئی ہے وہ تم سے واقعی محبت کرتا ہے نمل۔ تم سے پہلے وہ بالکل نہیں ہنستا تھا بالکل کم مسکراتا تھا جب مسکراتا تھا تو اس کی مسکراہٹ کھوکھلی لگتی تھی ہر وقت غصے میں رہتا تھا۔ اس کے انداز سے کئی بار میں سوچ میں ہڑ جاتی تھی کہ میرا بھائی کب ٹھیک ہو گا۔ میں نے بہت بار کہا اس سے شادی کر لو وہ کہتا تھا اس سے کون کرے گا شادی۔ لیکن ایک دن وہ خود آیا جب اس نے تمہیں دیکھا تھا۔ کہنے لگا آپی کیا کوئی اتنا خوبصورت اور معصوم ایک ہی وقت میں کیسے ہو سکتا ہے۔ میں سمجھ گئی اس نے آج کسی بہت خوبصورت لڑکی کو دیکھا ہو گا۔ میرا بھائی کبھی دل پھینک نہیں تھا۔ وہ لڑکیوں سے دور بھاگنے والا گریڈ لیر جک

مرد تھا۔ اس دن میں نے اس سے کہا شادی کر لو تو وہ ہنساور نہ ہر بار غصہ کر جاتا تھا۔ میں نے کہا مجھے نام اور ایڈریس بتاؤ میں رشتہ لے خر جاؤں گی۔ تو کہنے لگا آپی مجھ جیسے گنڈے کے لئے وہ لڑکی نہیں بنی۔ اپی وہ بہت معصوم ہے میں اس کے قابل نہیں۔ جس دن تمہیں گولیاں لگی تھی نمل اس رات ٹائیگر کو ایک پل کے لئے بھی سکون نہیں آیا تھا۔ وہ ہسپتال آیا تھا مگر وہاں تمہارا بھائی موجود تھا۔ یاد ہیں وہ لوگ جن لوگوں نے تمہیں بچایا تھا وہ ٹائیگر کے گارڈز تھے۔ اس نے تمہاری سکیورٹی کے لئے رکھوائے تھے۔ وہ تمہیں گرم ہوا تک نہیں لگنے دینا چاہتا تھا۔ بلکہ وہ تو کبھی کسی لڑکی کے ساتھ کچھ برانہ کرتا تھا۔ تم جانتی ہو ٹائیگر جیسا ہے بہت سی لڑکیوں نے اس سے تعلق بنانے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر ہمیشہ ان سے دور بھاگتا تھا۔ وہ گرلز ایئر جک تھا۔ ماما کے بعد میں نے اسے پالا ہے میں نے اسے سب سے پہلے ایک بات سکھائی تھی۔ ٹائیگر کچھ بھی ہو جائے ہمیشہ عورتوں کی عزت کرنا اور وہ کرتا بھی تھا۔ چاہے وہ جتنا بھی برا کیوں نہ ہو دنیا سے گنڈہ سمجھتی ہے۔ پر تم جس سے بھی پوچھو وہ تمہیں اس بات کی گارنٹی دے گا کہ ٹائیگر نے کبھی کسی عورت کو بری نظر سے نہیں دیکھا۔ پھر پتہ نہیں اسے کیا ہوا اس نے تمہیں کڈنیپ کروایا۔ شاید میں ہی اس کی تربیت کرنے میں ناکام رہی جو وہ اس طرح بن گیا ہے۔ مجھے معاف کر دو نمل میرا بھائی ایسا نہیں تھا۔ میں اس کی تربیت

ٹھیک سے نہ کر پائی۔ اسے وقت دو نمل اسے اس وقت صرف اور صرف تم ہی سنبھال سکتی ہو۔ میرے بھائی کو ایک موقع دو تم ہی اسے اس عذاب سے نکال سکتی ہو۔ چاہے تم مجھے خود غرض سمجھو یا کچھ۔ لیکن نمل یہ ایک مجبور بہن کی التجا سمجھو۔ میں صرف اس کی بہن نہیں ہوں ماں بھی ہوں۔ ایک ماں کی التجا ہے نمل اسے ایک موقع دو وہ تمہیں ویسے بھی جانے نہیں دے گا اسے میں جانتی ہوں۔ تم خود ہی سمجھو تہ کر لو۔

ٹائیگر کے لئے نہ صحیح میرے لئے پلیز۔"

شازینہ نمل کا چہرہ ادونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کہہ رہی تھی۔ نمل حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ کن حالات کی بات کر رہی تھیں اور نمل وہ اسے کیسے بدل سکتی تھی۔

جب شازینہ اسے بدلنے میں ناکام رہی۔

"کون سے حالات؟ کیوں ہوئے ٹائیگر ایسے؟ آپی میں، میں کیسے ان کو بدل سکتی؟

جب، جب آپ کچھ نہ کر سکی؟"

نمل نے شازینہ کو الجھ کر دیکھا۔

"ابھی نہیں نمل۔ ابھی میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی مائیکر تمہیں خود بتائے گا وقت آنے پہ۔ اس کے دل میں جو ہے اسے صرف تم نکال سکتی ہو۔ پانچ سال نمل میرا بھائی پانچ سال سے اس عذاب میں ہے۔ وہ کسی سے کچھ نہیں کہتا نہ مجھ سے نہ ارحم سے ہر بات اپنے دل میں دفن کر دی ہے اس نے۔ جو اسے اندر ہی اندر دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ لیکن میں جانتی ہوں تم اسے اس عذاب سے نکال سکتی ہو۔ وہ اپنے دل کا غبار تمہارے سامنے ضرور نکالے گا۔ نمل تم میری مدد کرو گی؟ اسے بدلنے میں، اسے سنبھالو نمل۔ پھر تم بے شک اسے چھوڑ کر چلی جانا۔ میں تمہارا ساتھ دوں گی تمہارا جو فیصلہ ہو گا اس میں۔ لیکن ابھی کے لئے اس کے ساتھ رہو پلیز۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔ ایسا سمجھو بیٹے کی محبت کے آگے مجبور ماں تم سے سوال کر رہی ہے۔ مجھے تم پہ یقین ہے جو کام میں ارحم واجی چھوٹی نہ کر سکے تم ضرور کرو گی۔ کیونکہ وہ تمہارے لئے خود کو ضرور بدلے گا۔ بولو نمل دو گی ساتھ میرا؟"

شازینہ نے نمل سے پھر التجا کی۔ اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔ نمل کو کچھ سمجھ نہیں آیا کیا کہے لیکن پھر اس نے شازینہ کے جڑے ہوئے ہاتھ دیکھا اس کے چہرے سے لگ رہا تھا واقعی وہ ایک بے بس ماں ہے جو اپنے بیٹے کی محبت کے آگے مجبور ہے۔

"ٹھیک ہے آپی میں کوشش کروں گی۔"

پتہ نہیں کیسے نمل نے شازینہ کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ جب کہ اس کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ تو شازینہ نے اسے گلے لگایا۔

"شکر یہ بچے۔ تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی میں۔"

نمل مسکرائی اور اس سے دور ہوئی۔

"بس دعا کرو آج اس کا کوئی خاص آدمی ہاتھ لگ جائے۔ قسم خدا کی اس تک پہنچنا

آسان ہو جائے گا پھر۔"

شہیر فصیح اور جہانزیب اس وقت اس جگہ موجود تھے جہاں سے وہ ٹرک گزرنا تھا۔ ارمان نے بہت کہا اسے آنے دیں لیکن اس کی حالت کو دیکھ کر شہیر نے اسے نہیں

آنے دیا۔ جہاں تک انہیں افارمیشن ملی تھی اس ٹرک میں الیگل اصلحہ اور ڈر گزو غیرہ

موجود ہوں گی اور شک تھا کہ کچھ لڑکیوں کو بھی بھیجا جا رہا ہے۔ وہاں سے پھر ان

لڑکیوں کو سری لنکا بھیجا جائے گا۔ انسانی سمگلنگ یہاں صرف ایک ہی شخص کرتا

تھا۔ بلیک سٹار اور ان لوگوں کو شک تھا یہ ٹرک بھی بلیک سٹار کا ہی ہے۔ اور اس شہر میں

اس کا ایک اہم بندہ ہاشم ہے۔ جس کی مدد سے آج یہ ٹرک اس راستے سے جا رہا تھا۔

"انشاء اللہ ہم کامیاب ہوں گے۔"

"انشاء اللہ۔"

فصیح اور جہانزیب ایک ساتھ بولے۔ اسی وقت ایک وین دور سے آتا دکھائی دیا۔ تو وہ لوگ الرٹ ہوئے تینوں نے اپنے منہ ڈھانپ لئیے۔ جیسے ہی وہ ٹرک قریب آیا تو شہیر نے جہانزیب کو اشارہ کیا۔ جہانزیب نے اشارہ پاتے ہی فائبر کیا اور دوسری طرف سے فصیح نے فائبر کیا۔ وین کے ٹائیرز پہ فائبر کیسے گئے تھے جس وجہ سے وین جھٹکے سے رک گیا۔ شہیر ڈرائیور کی سیٹ کی طرف آیا اور اس پہ گن تان کر اسے نیچے اترنے کا اشارہ کیا۔ ڈرائیور جھک کر کچھ اٹھا رہا تھا جب شہیر نے اس کے ہاتھ پہ شوٹ کیا۔ دوسری طرف سے گاڑی رکنے پہ دو لوگ باہر آئے جنہیں فصیح اور جہانزیب اپنے قابو میں کر چکے تھے۔ شہیر نے ڈرائیور کو بھی ان کے حوالے کیا۔ اور گاڑی کا دروازہ

کھولا جہاں کچھ کم سن لڑکیاں اور کچھ کی عمر بیس بائیس سال کے لگ بھگ تھی موجود تھیں۔ دروازہ کھلنے پہ ڈر کر ایک دوسرے کے قریب ہوئی۔ ڈر گزار گزار اور دیگر اصلحہ شہیر نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ سب آگے بڑھے ایک گاڑی ان لوگوں کے سامنے رکی جو ان لوگوں کی ہی تھی۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ لوگ محفوظ ہیں پلیز گاڑی سے اتریں اور ہمارے ساتھ آئیں۔"



شہیر نے ان لڑکیوں سے کہا۔ جن کے چہرے پہ خوف پھیل گیا۔ شہیر سمجھ گیا یہ ان پہ بھی بھروسہ نہیں کر رہی۔

"دیکھیں ہم آپ لوگوں کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ ہم لوگ پاک آرمی سے ہیں یہ دیکھ لیں۔ پلیز جلدی سے گاڑی میں بیٹھیں۔"

شہیر گہری سانس بھرتا ہوا بولا۔ تو لڑکیوں کے چہروں پہ سکون آیا۔ یہ عزتوں کے لٹیرے نہیں تھے۔ یہ تو ان کے محافظ ہیں اس ملک کے محافظ۔ ہیں۔

اسی وقت گاڑی کا دروازہ کھلا جہاں سے ارمان نکلا۔ ایک بازو بینڈ تاج میں قید تھا۔ اور ایک ٹانگ پہ بھی بینڈ تاج تھا۔ اس کو دیکھ کر جہانزیب فصیح اور شہیر صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تمہیں منع کیا تھا ہم نے۔"

فصیح نے اس کی طرف دیکھ کر کہا تو اس نے بس شانے اچکائے۔

"چلیں آپ لوگ اس طرف آئیں۔"

ارمان نے گاڑی کے دونوں دروازے کھول دیئے۔ سب لڑکیاں آہستہ آہستہ گاڑی میں بیٹھتی گئیں۔ ایک آخری لڑکی جب گاڑی سے نکلی جو بیس سال کی لگتی تھی تو ارمان چوڑکا۔

"چھوٹی۔"

ارمان کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اس لڑکی نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ شہیر نے بھی اسے دیکھا فصیح اور جہانزیب ڈر گزارا صلحہ دوسری گاڑی میں ڈال رہے تھے تو ان کا دھیان نہ تھا۔ شہیر نے لڑکی کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔ شہیر نے ارمان کے کاندھے پہ ہاتھ رکھا تو اس نے شہیر کو دیکھا۔

"بھائی وہ چھوٹی۔ میری چھوٹی ہے مجھے لگ رہا ہے وہ میری گڑیا ہے۔"

ارمان نے شہیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز بھیگی ہوئی تھی۔

"ہم صبح دیکھ لیں گے ابھی چلتے ہیں۔"

شہیر نے اس سے کہا ابھی وہ لوگ بیٹھ رہے تھے کے فضا میں گولیوں کی آواز گونجی۔
وی دونوں جلدی سے گاڑی میں بیٹھے اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ جہانزیب اور فصیح باقی
لوگوں کے ساتھ جا چکے تھے۔ وہ لوگ بھی نکل آئے شہیر ان لوگوں کی فائبرنگ کا
جواب دے رہا تھا جب کہ ارمان ڈرائیو کر رہا تھا۔

آج ان کا نکاح تھا ٹائیگر کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا۔ اس کے بس میں ہوتا تو وہ پوری دنیا کو
چیخ چیخ کر بتاتا۔ اسے اس بات سے فرق نہیں پڑ رہا تھا کہ نمل خوش نہیں ہے۔ کیونکہ

اسے یقین تھا خود پہ وہ نمل کو خود سے محبت کرنے پہ مجبور کر دے گا وہ اسے اتنا خوش رکھے گا کہ نمل کو اس سے محبت ہو جائے گی۔

دوسری طرف نمل کا دل چاہ رہا تھا ہر چیز کو آگ لگا دے۔ صبح جب اس کے کمرے میں ملازمہ اس کے نکاح کا جوڑا رکھ گئی تھی تب سے نمل کا رو کر برا حال تھا۔ رات اس نے شازینہ سے کہا تو تھا لیکن اب اسے پھر سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔ اس کو اس کا بھائی اس کے ماما با بایا د آر ہے تھے۔ نمل سوچ چکی تھی وہ ٹائیگر سے بدلہ لے گی اسے تکلیف دے گی جتنی اسنے اسے دی ہے اس سے زیادہ۔ یہ سب وہ کیسے کرے گی اسے پتہ نہیں تھا لیکن اسے اتنا پتہ تھا وہ یہ ضرور کرے گی۔ وہ اٹھی اور کمرے سے باہر آئی جہاں دو گارڈز کھڑے تھے۔ وہ ان دونوں کو نظر انداز کرتی کمرے سے باہر نکلی۔ اس سے پہلے وہ لوگ اسے روکتے ٹائیگر جو اپنے کمرے سے نکل رہا تھا اس نے ہاتھ سے انہیں جانے کا کہا تو وہ دونوں چلے گئے۔ پھر وہ نمل کی طرف بڑھا جو اس کی موجودگی سے بے خبر تھی۔

"آجاؤ جانم لہج کرتے ہیں۔"

ٹائیگر کی آواز پہ نمل جو سیڑھیاں اتر رہی تھی ڈر کے مارے اچھلی۔ اس سے پہلے وہ گرتی ٹائیگر نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے گرنے سے بچایا۔ نمل نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالا۔



ٹائیگر نے پھر سے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو نمل نے پیچھے کر دیا۔ ٹائیگر نے اس کی طرف دیکھا۔ جو اس وقت کل والے ہی لباس میں ہی تھی۔ بلیک سلک کی لانگ فرائیڈ جس پہ بلیک ہی سٹونز کا کام تھا اور بلیک ہی دوپٹہ گلے میں ڈالا ہوا تھا۔ اس نے اس کے پاؤں کی طرف دیکھا سفید پاؤں بلیک ہلیز میں مقید تھے۔ ٹائیگر کو افسوس ہوا اسے یہ خیال کیوں نہیں آیا نمل کا سامان لینے کا۔ نمل جو سیڑھیاں اتر چکی وہ اس کی طرف بڑھا۔

"تم یہیں بیٹھو۔ میں ابھی تمہارے لئے تمہاری ضرورت کا سامان منگواتا ہوں۔ مجھے خیال کیوں نہیں آیا یہ۔ سوری جانم میں بس ابھی منگواتا ہوں سب کچھ۔ شهنواز شهنواز۔"

نمل کو لاؤنج میں رکھے صوفے پہ بٹھاتا ہوا کہا۔ اور شهنواز کو بلانے لگا۔ جو اس کے بلانے پہ بھاگا بھاگا آگیا۔

"شهنواز ابھی جاؤ اور نمل کے لئے اس کی ضرورت کے سامان لاؤ۔ نہیں بلکہ یوں کرو اس کے ڈریسز کے لئے ڈزائینز کو بلاؤ اور اسے کہو اس کے پاس جو بھی سٹاک ہے سارا لے آئے پرنس خود پسند کرے گی۔ اور فوٹو وئیرز کا بھی کہہ دینا۔ میک اپ کا سارا سامان بھی کہو اسے جس سے نور لیتی ہے مجھے یہ سب آدھے گھنٹے کے اندر اپنے سامنے چاہئے ہیں۔"

ٹائیگر شہنواز کو ہدایت دے رہا تھا۔ نمل اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ جو اس وقت ڈنیم کی ہڈی پہنے ہوئے تھا۔ ٹھنڈ بہت زیادہ تھی نمل جو اس وقت صرف سلک کے فراک میں موجود تھی کانپ رہی تھی۔ ٹائیگر نے اس کی طرف دیکھا۔ اپنے ہڈی اتار کر اس کی طرف بڑھائی۔ نمل نے اس کا ہاتھ دور کیا۔ یہ تو طے تھا وہ اس سے تو لے گی نہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
"شہنواز ہیٹر آن کرو۔ اور نور کس وقت گئی؟ اس کے ساتھ کون گیا ہے؟"

شہنواز نے ہیٹر آن کیا۔

"صبح دس بجے گئیں تھیں بھاصفر گیا ہے نور بی بی کے ساتھ۔"

شہنواز نور کا بتا کر چلا گیا۔ ٹیگر نے ہڈی نمل کے سامنے رکھی۔

"پہن لو یہ ٹھنڈ لگ جائے گی جانم۔"

ٹائیگر اس سے فاصلے پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔



"لگ جانے دیں۔"

نمل نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ ٹائیگر مسکرایا اس کا یہ انداز دیکھ کر۔ وہ اس وقت اسے روٹھی بیچی کی طرح لگ رہی تھی۔

"پہن لو میری جان تمہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا میں۔"

ٹائیگر کی بات سن کر نمل نے اس کی طرف دیکھا۔

"اچھا! جیسے ابھی تو میں بڑے سکون میں ہوں نہ۔"



نمل نے تلخی سے کہا۔ ٹائیگر اب پورا اس کی طرف ہو کر بیٹھ گیا۔

"نکاح کا جوڑا دیکھا تم نے جانم؟"

ٹائیگر نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

"خدا کا واسطہ ہے ٹائیگر اس طرح بات مت کریں۔ اور رہی بات نکاح کی میں یہ نکاح

نہیں کروں گی سنا آپ نے مر کر بھی نہیں کروں گی آپ سے نکاح۔"

نمل نے غصے سے کہا۔ ٹائیگر مسکرایا جیسے اس نے کوئی مزاق کیا ہو۔

"نکاح تو ہو گا جانم بہتر ہے خوشی خوشی ہاں کر دو۔ ورنہ۔ ویسے میں نے سنا ہے تمہارے بابا ہارٹ پیشنٹ ہیں سوچو ان کی ایک بیٹی گھر سے لاپتہ اور اب ان کے اکلوتے بیٹے کو بھی کچھ ہو گیا تو؟ بیچارے انکل سہہ نہیں پائیں گے نہ۔"

ٹائیگر نے بڑے ہی سکون سے کہا تھا۔ اس کی بات سن کر نمل کو اس سے خوف محسوس ہونے لگا اگر وہ ہادی بھائی کو۔ اس سے آگے کچھ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی وہ۔

"اگر میرے بھائی کو ہاتھ بھی لگایا۔"

"ارے نہیں یار میں تو بس ایک بات کہہ رہا تھا۔ تمہارے بھائی کی زندگی تو اب تمہارے ہاتھ میں ہے۔ نکاح سے انکار کر دیا تو کسی نامعلوم افراد کی گن کا نشانہ بن سکتا ہے تمہارا بھائی۔"

نمل کی بات کاٹ کر ٹائیگر بولا۔ اس بار اس نے کھلی دھمکی دی تھی اسے۔ نمل کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے جانم رونا بند کرو۔ اور نکاح کی تیاری کرو۔"

ٹائیگر اس کے آنسو صاف کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہوئے بولا۔ نمل جھٹکے سے اٹھی اور واپس کمرے میں چلی گئی۔

"ہادی کہاں جا رہے ہو بیٹا۔؟"

شاز یہ بیگم نے ہادی سے پوچھا۔ جو ابھی تھوری دیر پہلے ہی آیا تھا۔ اب پھر سے جانے کے لئے تیار کھڑا تھا۔

"مما کام ہے ایک ہو سکتا ہے رات کو لیٹ آؤں تو آپ چھوٹی سے کہنا میرا انتظار۔"

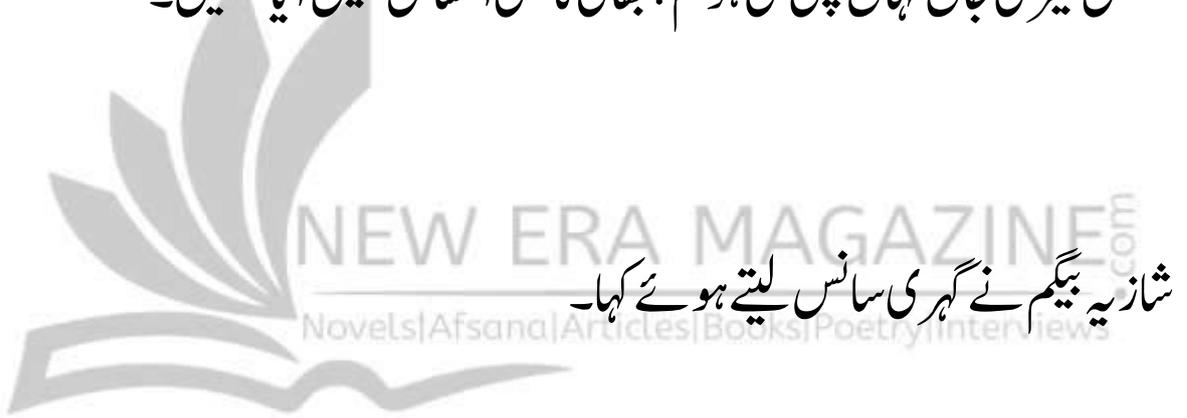
ہادی روانی سے کہتا رہا۔ بات بات پہ تو وہ نمل کا ذکر کرتا تھا۔

"مما میرا انتظار مت کرنا آپ بابا کا خیال رکھیں ان کو میڈیسن دے دیجئے گا۔ اللہ

حافظ۔"

ہادی نے بات بدلتے ہوئے کہا۔ ان کا ماتھا چوم کر چلا گیا۔ شازیہ بیگم نے دکھ سے اسے دیکھا۔

"نمل میری جان کہاں چلی گئی ہو تم؟ بھائی کا بھی احساس نہیں آیا تمہیں۔"



شازیہ بیگم نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

نمل اپنے کمرے میں تھی جب ٹائیگر دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اس کے پیچھے ہی ملازم کپڑوں کے ریکس لارہے تھے۔ نمل نے حیرت سے اسے دیکھا۔ یہ نہیں تھا کہ اس نے یہ سب نہیں دیکھا تھا۔ لیکن اس طرح گھر بیٹھے اتنے سارے مختلف قسم کے

برانڈز کے کپڑے شوز کچھ جیکٹس وغیرہ۔

"ان میں سے پسند کر لو جو جو تمہیں پسند آئے لے لو۔"

جب سب ملازم چلے گئے تو ٹائیگر نے اس کی طرف آتے ہوئے کہا۔ وہ جو ابھی تک ریکس کو دیکھ رہی تھی اس کی آواز پہ چونکی۔



"اٹھو جانم دیکھو۔"

ٹائیگر نے ایک بار پھر کہا۔

"مجھے نہیں دیکھنا کچھ۔ چلے جائیں آپ یہاں سے۔ اور یہ سب بھی لے جائیں۔"

نمل نے اس کہ طرف دیکھے بغیر کہا۔ ٹائیگر اٹھا اور اس کے سامنے نیچے گھٹنوں پہ بیٹھا۔

"دیکھو نمل مجھے اپنے ساتھ سختی کرنے پہ مجبور نہ کرو۔ میں بلکل نہیں چاہتا تم میرا ڈیول موڈ دیکھو۔ مجھے نہ سننے کی عادت نہیں ہے۔ سخت نفرت ہے مجھے منفی جوابات سے۔ اس لئے کہہ رہا ہوں اٹھو اور دیکھ لو جو پسند آئے رکھ لو۔ اگر پسند نہیں آ رہا کچھ تو بتادو میں ابھی دوسرا اسٹاک منگواتا ہوں۔ اگر تم چاہو تو میں مدد کر سکتا ہوں تمہاری۔"

ٹائیگر نے سنجیدگی سے کہا۔ لیکن اس کے لہجے میں کچھ ایسا تھا جس سے نمل ڈر گئی۔ نمل نے ایک نظر کمرے پہ دوڑائی جہاں جگہ جگہ کپڑوں کے ریکس تھے۔ نیچے شوز پڑے تھے بیڈ پہ ایک طرف کلچ وغیرہ اور ایک طرف سویٹر جیکٹر ہڈی وغیرہ پڑی تھیں۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا یہ سب۔ میری شاپنگ ہمیشہ ماما بھائی یا پھر فجر ہی کرتے تھے۔"

نمل نے ارد گرد کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر اب اٹھ کر بیڈ پہ بیٹھ چکا تھا۔

"اگر نور کو تمہارا پتہ ہوتا تو میں اس کی ہیلپ لے لیتا۔ آپنی بھی اس وقت اپنے گھر ہیں
ارحم کو کورٹ جانا تھا اس لیے وہ چلی گئی۔ چلو ایک کام کرتے ہیں میں کرتا ہوں ہیلپ
تمہاری۔"

ٹائیگر نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے اٹھا اور ایک ریک کی طرف
گیا۔

"یہ ٹھیک لگے گا میرے خیال سے۔ یا یہ ٹھیک ہے۔ یہ بھی ویسے برا نہیں۔"

ٹائیگر کیڑوں کو ادھر ادھر کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اس سے ایک بھی ڈریس سلیکٹ نہیں کیا جا رہا تھا۔

"یار ایسا کرتے ہیں سب رکھ لیتے ہیں۔ جو تمہیں اچھا لگا وہ پہن لینا۔"

ٹائیگر نے ہارمانتے ہوئے کہا۔ نمل نے پہلے اسے دیکھا پھر اپنے کمرے کو جو کمر کم کسی برانڈ کا آؤٹ لیٹ زیادہ لگ رہا تھا۔

"اتناسب؟"

نمل نے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں سب کچھ۔"

ٹائیگر نے بڑے نارمل انداز میں کہا۔ نمل نے اس کی طرف ایسے دیکھا جیسے اس کا دماغ چل گیا ہو۔



"یہ سب نہیں رکھ سکتی میں۔"

نمل نے اس بار اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟"

ٹائیگر نے ایک آئبر واٹھا کر پوچھا۔

"اتناسب میں کیا کروں گی؟"

نمل نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو چٹختے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اس کے ہاتھوں کو۔ ایک ہاتھ بڑھا کر اس نے اس کے ہاتھ الگ کیئے۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پہنوگی اور کیا کروگی۔ اور یہ مت کیا کرو یا مجھے نہیں پسند یہ۔"

اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ اس کا اشارہ انگلی چٹخانے کی طرف تھا۔ نمل نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالنا چاہا لیکن مقابل کی گرفت منبوظ تھی۔

"ہاتھ چھوڑیں ٹائیگر۔"

نمل کے کہنے پہ ٹائیگر مسکرایا اور اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ مسکرانے سے اس کے گال کے ڈمپل واضح ہوئے۔ نمل نے بے اختیار اس کے ڈمپل کو انگلی سے چھوا۔ ٹائیگر اس کی اس حرکت پہ دل کھول کر ہنسا جب کہ نمل نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔



ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے نمل جواب دیتی دروازہ ناک ہوا۔ ٹائیگر سیدھا ہوا اور اندر آنے کا کہا۔ فاخرہ مائی کے ساتھ ایک بیوٹیشن موجود تھی۔

"جانم تم تیار ہو جاؤ کچھ ہی دیر میں نکاح ہونے والا ہے۔ آپنی بھی بس آتی ہوں گی کسی چیز کی ضرورت ہو تو فاخرہ مائی سے کہنا۔ ہمم"

ٹائیگر نے جاتے ہوئے کہا۔ نمل پیچھے کشمکش میں گھری کھڑی تھی۔



"بھائی ان لڑکیوں کا کیا کرنا ہے؟"

اس وقت شہیر اور ارمان اسٹڈی میں موجود تھے۔ جب ارمان نے شہیر سے پوچھا۔

"ان لڑکیوں سے بات کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اپنے پیرینٹس کا نام پتہ وغیرہ

بتائیں تو ان کو بھیج دیں گے ان کے پیرینٹس کے پاس۔"

شہیر نے موبائیل سے سراٹھا کر اسے جواب دیا۔

"بھائی ایک بات کہوں۔؟"

ارمان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ شہیر نے فون دوسری طرف رکھ دیا۔ اسے پتہ تھا
ارمان کچھ نہ کچھ ضروری بات ہی کرے گا۔



"بولو۔"

"بھائی وہ لڑکی۔ مجھے لگ رہا ہے وہ میری چھوٹی ہے میری فلق ہے وہ بھائی۔ آپ کی

اجازت ہو تو میں اس سے بات کروں۔"

ارمان نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ وہ شہیر کو بھائی کہتا تھا اس دن کے بعد سے جب شہیر نے اس کی کہانی سنی تھی۔ شہیر نے ارمان کے تعاضرات جانچنے کی کوشش کی۔ لہجہ ایسا تھا کہ وہ اسے منع نہ کر سکا۔

"ٹھیک ہے لیکن آرام سے ارمان وہ لڑکی فلحال ڈری ہوئی ہے۔"

شہیر کی بات سن کر وہ اٹھا اور اسٹڈی سے باہر چلا گیا۔ اس کا رخ اب ان کمروں کی طرف تھا جہاں وہ لڑکیاں موجود تھی۔ ایک دروازے پہ رک کر اس نے ناک کیا۔

"آجائیں۔"

ایک لڑکی کی آواز آئی۔ ارمان اندر چلا گیا جہاں لڑکیاں اپنے اپنے بیڈز پہ موجود تھی۔ ارمان نے ایک لڑکی کی طرف دیکھا جو اسے اس کی بہن فلق لگ رہی تھی۔

"آپ باہر آجائیں بات کرنی ہے آپ سے۔"

ارمان نے سنجیدگی سے کہا۔ لڑکی نے الجھ کر اس کی طرف دیکھا پھر باقی لڑکیوں کو جیسے یقین کرنا چاہتی تھی کہ وہ اسی سے مخاطب ہے۔



اس نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"جی آپ باہر آجائیں آپ سے بات کرنی ہے کچھ۔"

ارمان کہتا ہوا کمرے سے چلا گیا۔ تو وہ لڑکی بھی اس کے پیچھے آئی۔ ارمان اسے لاؤنج سے گزارتا ہوا ایک کمرے میں لے گیا۔ لڑکی دروازے پہ ہی رک گئی ڈر کر ارمان کی طرف دیکھا۔

"اندر آجائیں چھوٹی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

ارمان نے نرمی سے کہا تو وہ اندر بڑھی۔ ایک نظر کمرے پہ دوڑائی کمرے کی وسط میں بیڈ پڑا تھا ایک طرف کاؤچ پڑا ایک طرف سٹڈی ٹیبل اور ایک طرف وارڈروب تھا۔ ایک دروازہ بند تھا شاید واشروم ہو گا اور سامنے ہی ایک کھڑکی تھی۔ بیڈ سائیڈ ٹیبل پہ ارمان کی چیزیں پڑی تھی اور ساتھ ہی ایک فریم تھا جس میں ایک عورت کی گود میں بچی تھی اور ساتھ ایک لڑکا بیٹھا تھا۔ یہ اس نے صرف اس لڑکی کے لئے ہی رکھا تھا۔

"بیٹھو۔"

ارمان نے کاؤچ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ اپنا دوپٹہ سنبھالتی بیٹھی۔

"دیکھیں آپ یہاں بالکل محفوظ ہیں۔ بس کچھ سوالات کرنے ہیں آپ سے۔ آپ کے گھر والوں کے متعلق۔"



ارمان اس کے چہرے پہ پھیلا خوف دیکھتے ہوئے بولا۔

"نام کیا ہے آپ کا؟"

ارمان نے جواب نہ پا کر پوچھا۔

"ف۔ فلق۔"

لڑکی نے جھجھکتے ہوئے کہا۔ ارمان کو لگا جیسے اسے کسی نے نئی زندگی دی۔ لیکن نہیں اتنی جلدی خوشی نہیں مل سکتی تھی اس کو۔



"پورا نام بتائیں پلیز۔"

ارمان نے ایک بار پھر سے کہا۔

"فلق۔ فلق خانزادہ۔"

اس کا جواب سن کر ارمان مسکرایا۔ اٹھ کر کاؤچ سے نیچے گھٹنوں کے بل بیٹھا۔ فلق نے

حیرت سے اسے دیکھا۔

"چھوٹی۔ مجھے۔ مجھے پتہ تھا آپ میری چھوٹی ہیں۔"

ارمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ فلق اسے نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا یہ آفیسر کیا کہہ رہا ہے۔ اسے ارمان کو دیکھ کر محسوس ہوا تھا جیسے وہ جانا پہچانا ہے۔ لیکن اس نے توجہ سے حوش سنبھالا تھا اس کا کوئی اپنا اس کے آس پاس نہیں تھا۔ ہاں جن لوگوں کے پاس وہ رہتی تھی ان لوگوں نے بتایا تھا اس کا ایک بھائی ہے جو کہیں چلا گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے اسے ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی پر وہ لڑکی تھی کتنا ڈھونڈ سکتی تھی۔

"میں۔ میں ارمان خانزادہ تمہارا بھائی۔"

ارمان نے اپنا پورا نام بتاتے ہوئے کہا۔ وہ اٹھا اور فریم اٹھا کر اسی جگہ پہ بیٹھ گیا۔

"یہ۔ یہ تم ہو۔ یہ ماما ہیں اور یہ میں۔ چھوٹی تم ہو یہ تمہیں ماما یاد ہیں؟"

ارمان نے اسے فریم دیتے ہوئے کہا۔ فلق نے اس تصویر کو دیکھا اس عورت کو وہ جانتی تھی یہی تو تھی جو اسے کسی دوسری عورت کے پاس چھوڑ گئی تھی۔ تو کیا سامنے بیٹھا شخص اس کا بھائی تھا؟ کیا جس کی اسے تلاش تھی یہ وہی تھا۔ اگر وہی تھا تو کہاں تھا اتنے سالوں میں۔ کیا ایک بار بھی اسے اپنی بہن کا خیال نہیں آیا؟ اس نے پلٹ کر ایک بار بھی نہیں دیکھا اسے ڈھونڈنے کی کوشش بھی نہیں کی۔

"چھوٹی کچھ بولونہ۔"

ارمان نے اسے خاموش پا کر کہا۔ فلق نے فریم سائڈ پر رکھ دیا۔

"یہ عورت۔ یہ میری ماما نہیں ہیں۔"

اس بار فلق بولی تو اس کی آواز مضبوط تھی۔ ارمان نے اسے الجھ کر دیکھا۔



"کک کیا مطلب؟"

ارمان نے نا سمجھی سے کہا۔

"یہ عورت میری ماما نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتی ہیں میری ماما آفیسر۔ کیا کوئی اپنی پانچ سال کی

بیٹی کو اتنی چھوٹی بچی کو کسی اور کے حوالے کر سکتا ہے۔ اگر یہ میری ماما تھیں تو انہوں

نے مجھے کسی اور کو کیوں دیا؟"

فلق کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا جسے اس نے بے دردی سے صاف کیا۔ ارمان کے پاس الفاظ نہیں تھے۔ اسے لگا سے جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا ہے۔ کیا اس کی چھوٹی کے ساتھ بھی؟

"کیا مطلب آپ کا گڑیا؟"



ارمان نے اپنا لہجہ مضبوط کرتے ہوئے کہا۔

"گڑیا؟ بھائی نہیں ہیں آپ میرے۔ سناپ نے۔ بھائی ایسے نہیں ہوتے مجھے کبھی ڈھونڈنے کی کوشش کی؟ کبھی یہ سوچا میں کس حال میں ہوں؟ بابا کو تو میں نے کبھی دیکھا تک نہیں۔ کہتے ہیں بھائی بہنوں کے محافظ ہوتے ہیں ایسے ہوتے ہیں محافظ؟ اگر آپ بھائی ہیں میرے سچ میں تو۔ ایک بات بتائیں بھائی مجھے (سسکی) مجھے اپنے ساتھ

کیوں نہیں کے کر گئے؟ آپ تو بڑے تھے نہ جانتے تھے نہ بھائی ہمارا گھر محفوظ نہیں میرے لئے۔ آپ خود کو محفوظ کرنے کے لئے چلے گئے۔ بھائی ہیں نہ آپ میرے گڑیا کہہ رہے مجھے۔ کبھی سوچا آپ نے آپ کی گڑیا کو لوگ سچ میں کھلونا سمجھ بیٹھے تھے۔ بھائی (ہچکی) آپ کی گڑیا نے یہ بارہ تیرا سال کس عذاب میں گزارے ہیں آپ کو نہیں پتہ۔ آپ کو لگ رہا ہے آپ نے کل رات مجھے جس عذاب سے بچایا ہے وہ میرے لئے نیا تھا؟ (ہچکی) نہیں بھائی اس عذاب میں میں پچھلے دس سالوں سے ہوں۔ لوگ کہتے تھے مجھے عادت ہو جائے گی اس سب کی بھائی پر مجھے نہیں ہوئی۔ ہر بار ہر بار مجھے خود سے نفرت محسوس ہونے لگتی تھی۔ (ہچکی) بھائی جب کوئی میرے پاس۔"

فلق روتے ہوئے بتانے لگی۔ روتے روتے اس کی ہچکی بند ہگئی۔ ارمان سے اگے نہیں سنا گیا۔ اس نے فلق کے منہ پہ انگلی رکھ دی۔ دروازے پہ کھڑا جہانزیب ارمان اور اس لڑکی کی بات سن حیرت سے وہیں کھڑا تھا۔ وہ کسی کام کے لئے ارمان کے پاس آیا تھا۔ جہانزیب وہیں سے پلٹ گیا۔

"گڑیا۔ مجھے۔ مجھے معاف کر دو میں تمہیں چھوڑ گیا۔ لیکن مجھے لگا تھا میرے بچے ماما آپ کی حفاظت کریں گی۔ جہاں میں تھا وہاں میں آپ کو نہیں لانا چاہتا تھا۔ بچے میں اپنی مرضی سے نہیں گیا تھا وہاں اگر مجھے پتہ ہوتا چند آپ کے ساتھ یہ سب۔ میں آپ کو لے جاتا میں نہیں ڈھونڈ سکا آپ کو۔ بچے میری جان اپنے بھائی کو معاف کر دو۔ میں خود ڈیرھ سال پہلے یہاں آیا ہوں۔ میں پاکستان میں نہیں تھا۔ مجھے مجھے معاف کر دو چندا۔ مجھے بتاؤ کون تھے وہ لوگ؟ بچے میں وعدہ کرتا ہوں ان کو سزا دوں گا۔ آپ کے ساتھ جس نے غلط کیا اسے سزا ملے گی۔ بس مجھے معاف کر دو چندا آپ کا بھائی اب آپ کی حفاظت کرے گا۔ وعدہ ہے میرا بچے۔"

ارمان نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ روتو وہ خود بھی رہا تھا۔ یہ کیسا عذاب تھا یہ کیسی آزمائش تھی جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ اس نے ان سالوں میں بس ایک ہی دعا مانگی تھی رب سے کہ جو اس کے ساتھ ہوا ہے۔ اس کی چھوٹی اس سب سے محفوظ ہو لیکن یہ سب کیوں آخر اسی کے ساتھ کیوں۔ فلق نے اس کے آنسو صاف کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو ارمان نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"میرے بچے۔ میری فلق۔ میں نے ہر سانس کے ساتھ یہ دعا کی تھی بچے کہ آپ محفوظ ہوں۔ ان درندوں سے جو کھا گئے ہمارے گھر کو۔ یہ نہ سمجھنا میں آپ سے غافل تھا بچے۔ آپ میری سامنے نہیں تھی ورنہ اس دنیا سے آپ کو چھپا لیتا۔ آپ کو گرم ہوا تک نہ لگنے دیتا۔ آپ کا بھائی آپ کا مجرم ہے میری گڑیا ہو سکے تو معاف کر دو اپنے بھائی کو۔"

وہ پاگلوں کی طرح اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئیے رو رہا تھا۔ فلق نے حیرت سے ارمان کو دیکھا۔ اتنا مضبوط مرد کس طرح اس کے سامنے بکھرا ہوا ہے۔

"شش بھائی۔ آپ تو مضبوط ہیں اتنے۔ اس طرح تو نہ کریں۔ ادھر دیکھیں اپنی گڑیا کو۔ آپ اس طرح کریں گے تو کیسے چلے گا بھائی۔ میں نے آپ کو اس طرح دیکھنے کی خواہش نہیں کی تھی۔ رونا بند کریں آپ روتے ہوئے اچھے نہیں لگ رہے۔"

فلق نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالتے ہوئے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ ارمان آنسوؤں کے درمیان مسکرایا۔ وہ بالکل ماما کی طرح تھی اس کی آواز اس کے نین نقش بالکل ماما کی طرح۔ اسی وجہ سے کل ارمان اس کو پہچان گیا تھا۔

"میرے بچے نے معاف کیا نہ اپنے بھائی کو؟"



ارمان نے پھر اس کا ہاتھ اپنی آنکھوں سے لگاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں بھائی۔ آپ بس میرے پاس رہنا اب ہمیشہ۔"

فلق نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔

"ہمیشہ تمہارے پاس رہوں گا چھوٹی۔"

ارمان نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ فلق نم آنکھوں سے مسکرائی۔ یہی تو اس کی زندگی میں نہیں تھا۔ ارمان کے آنے سے اسے تحافظ کا احساس ہو رہا تھا۔ وہی تحافظ جو بھائیوں کے ہونے سے بہنوں کو محسوس ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے تو کہتے ہیں بھائی بہنوں کے تحافظ ہوتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پر اس؟"

فلق نے وعدہ لینا چاہا۔

"پکا پر اس۔"

ارمان نے عہد کیا۔ تو دونوں بہن بھائی مسکرا دیئے۔ اس مسکراہٹ میں کیا کچھ نہ تھا۔
خوشی تشکر سکون سب کچھ ہی تو تھا۔



نمل دلہن بنی بیٹھی تھی جب شازینہ کمرے میں داخل ہوئی۔ بے اختیار اس کے منہ
سے ماشا اللہ نکلا۔ وہ لگ بھی تو بہت پیاری رہی تھی۔ معصوم سی گڑیا کی طرح دلہن بنی۔
نمل بے تعاضر چہرہ لئیے بیٹھی تھی۔ شازینہ آگے بڑھی اور اس کے پاس بیٹھ گئی۔

"نمل بچے آپ ٹھیک ہیں؟"

شازینہ نے اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ تخیل بستہ تھا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے؟"



نمل نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"بچے میں سمجھ سکتی۔"

"آپ نہیں سمجھیں گی آپی۔ اس لئے پلیز یہ نہ بولیں۔"

نمل ناچاہتے ہوئے بھی تلخ ہوئی۔ اس سے پہلے شازینہ کچھ کہتی دروازے پہ دستک

ہوئی۔

"اجائیں۔"

شازینہ نے کہا۔



"بی بی جی بھابھار ہے ہیں دلہن بی بی کو۔ نکاح خواں انتظار کر رہے ہیں۔"

فاخرہ مائی اندر داخل ہوتے ہوئے بولی۔ نمل کا دل بے اختیار دھڑکا۔ اس کی آنکھ سے آنسوؤں نکلا شازینہ نے اس کا ہاتھ دبایا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک منظر لہرایا۔

فلپش بیک اسٹارٹ

"بھائی مجھے دلہن بننا ہے۔"

پندرہ سالہ نمل اپنی کزن کی شادی سے لوٹتے ہوئے بول رہی تھی۔ ہادی ہنسا تھا ساتھ ہی ایک چپٹ اس کے سر پہ لگائی۔



"انسان بن جاؤ چھوٹی۔ ابھی بچی ہو آپ۔"

ہادی نے اس کو ڈپتے ہوئے کہا۔ نمل نے رونی شکل بنائی۔

"ماما دیکھیں نہ بھائی کو۔ مجھے دلہن بننا ہے بس میں نے کہہ دیا۔"

وہ ضدی لہجے میں بولی۔ ہادی منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔

"دلہن بن کے ہمیں چھوڑ کر چلی جاؤ گی؟"

ہادی نے ڈرامائی انداز میں کہا۔



"نہیں آپ کے پاس ہی رہوں گی۔"

نمل نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ تو سب ہنس دیئے۔

"لیکن دلہن بننے کے بعد تو فائیزہ باجی کی طرح چلی جاؤ گی تم اپنے دلہے کے ساتھ۔"

ہادی نے اسے ابھی کچھ دیر پہلے اپنی کزن کی رخصتی کا منظر یاد دلایا۔

"اگر ایسا ہے تو بھائی میں اپنے دلہے سے کہوں گی ہمارے ساتھ رہے۔"

نمل نے اپنی طرف سے حل پیش کیا۔



"اگر اس نے انکار کر دیا تو؟"

اس بار افتخار صاحب نے کہا۔

"تو میں کہوں گی مجھے بھی نہیں چلنا تمہارے ساتھ۔ بھلا میں کیوں اپنے بھائی کو چھوڑ کر

جاؤں۔"

نمل نے ہادی کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔ وہ جو ڈروئیونگ کر رہا تھا اسے روک بھی نہ سکا۔ نہ ہی وہ روکتا نمل کو کسی بات سے وہ منع نہیں کرتا تھا۔

"بیٹا ڈرائیو کرنے دو بھائی کو۔"

شازیہ بیگم نے نمل کو اٹھاتے ہوئے کہا۔ تھی تو وہ پندرہ سال کی لیکن حرکتیں ابھی تک دس سال کی بچی کی طرح تھی اس کی۔

"نہیں نہ بھائی دیکھیں ماما کو۔"

نمل نے ہادی سے کہا۔

"ماما رہنے دیں۔"

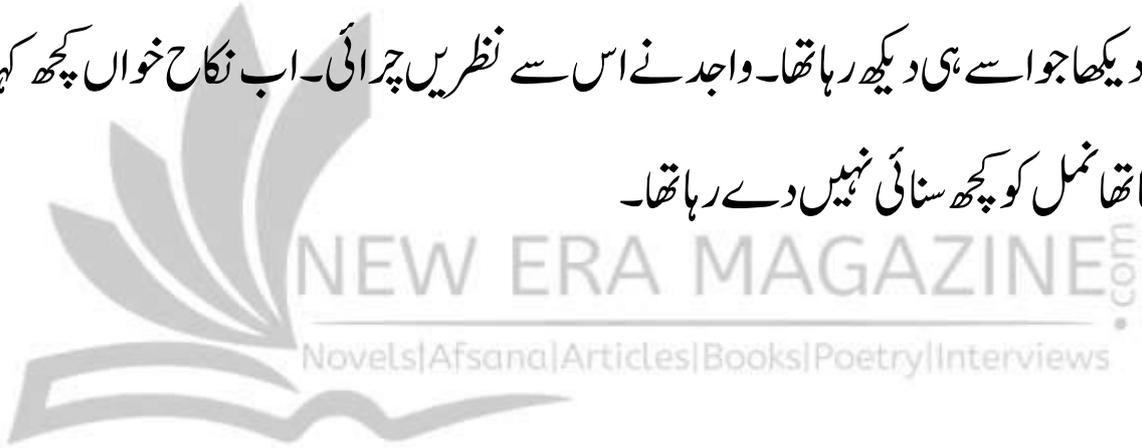
ہادی نے اس کی طرف داری کرتے ہوئے کہا۔



وہ نیچے آئی جہاں ٹائیگر کے ساتھ ارحم اور واجد موجود تھے۔ ٹائیگر کی نظر اس پہ پڑی وہ بے اختیار کھڑا ہو گیا۔

"حسین۔"

اس کے منہ سے نکلا۔ جو ڈیپ ریڈ لہنگے میں موجود تھی۔ نفیس سامیک اپ کیسے بھاری جیولری پہنے وہ کوئی شہزادی لگ رہی تھی۔ اس نے شازینہ کا ہاتھ سختی سے پکڑ رکھا تھا۔ شازینہ نے اسے ٹائیگر کے ساتھ بٹھایا۔ نمل نے پہلی بار سراٹھایا سا منے ارحم کے ساتھ بیٹھے واجد پہ نظر پڑی۔ اسے تو وہ جانتی تھی ہادی بھائی کے دوست ہیں یہ۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی ٹائیگر نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ عجیب بے بسی سی بے بسی تھی۔ اس نے پھر واجد کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ واجد نے اس سے نظریں چرائی۔ اب نکاح خواں کچھ کہہ رہا تھا نمل کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔



"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

نکاح خواں اب اس سے پوچھ رہا تھا۔ نمل خاموش رہی۔

(سنہ ہے تمہارے بابا ہرٹ پشینٹ ہیں۔)

اسے ٹائیگر کی بات یاد آئی۔ ٹائیگر نے اس کا ہاتھ دبایا وہ حوش کی دنیا میں واپس آئی۔

"قب۔ قبول ہے۔"



نمل نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر مسکرایا۔

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

پھر پوچھا گیا۔

(دلہن بننے کے بعد تم مجھے چھوڑ جاؤ گی؟)

اسے ہادی کی آواز آئی۔

(تمہارا بھائی کسی نامعلوم افراد کی گن کا نشانہ بن گیا تو؟)



ٹائیگر کی آواز آئی اس نے آنکھیں زور سے میچی۔

"قبول ہے۔"

(مجھے قسم ہے میرے بھائی کی آپ کی زندگی عذاب بنا دوں گی۔)

نمل نے خود سے عہد کیا۔

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔"

ایک بار پھر پوچھا گیا۔



(اپنے بھائی کی زندگی تمہارے ہاتھ میں ہے جانم)

(میں تمہیں خود سے دور نہیں کر سکتا گڑیا۔)

(بابا میں اس کے دلہے کو گھر جمائی بناؤں گا)

نمل کو لگ رہا تھا ہادی اس کے سامنے بیٹھا ہے۔ آنکھوں میں شکوہ لئیے اس سے ناراض

ہے۔ اس کا دل کیا وہ انکار کر دے۔ اس نے انکار کرنے کے لئے زبان کھولی جب اسے ٹائیگر کی بات یاد آئی۔

(اپنے بھائی کی زندگی تمہارے ہاتھ میں ہے۔)

"ق۔ قبول ہے۔"



اسے اپنی آواز کہیں دور سے آتی سنائی دی۔ اس نے اپنا آپنا چاہتے ہوئے بھی ٹائیگر کے نام کر دیا۔ ٹائیگر کھلے دل سے مسکرایا۔ اب نکاح خواں اس سے پوچھ رہا تھا۔ اس نے خوشی خوشی تینوں بار قبول ہے کہا۔ اس طرح اس نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نمل کو اپنا بنا لیا۔ نمل کی آنکھوں سے آنسو نکلے۔

ٹائیگر سب سے مبارک باد وصول کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پہ الگ ہی چمک تھی۔

اپنے جیت جانے کی اپنی محبت کو حاصل کرنے کی۔ شازینہ نے اپنے بھائی کے دکتے چہرے کو دیکھا۔ اس کے دل سے اس کی دایمی خوشی کی دعانگلی۔ واجد نے نمل کو دیکھا جو آنکھوں میں شکوہ لئیے اسے دیکھ رہی تھی۔ واجد اٹھ کر چلا گیا اسے لگ رہا تھا جیسے اس نے ہادی کو دھوکہ دیا ہے۔ لیکن وہ کیا کرتا اگر ہادی اس کا دوست تھا تو ٹائیگر میں اس کی جان بستی تھی۔



"مبارک ہو چندا۔"
شازینہ نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔ نمل نے اسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کس بات کی مبارک۔

"مبارک ہو گڑیا۔"

ارحم نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اسے لگا ہادی نے کہا ہے یہ۔ لیکن ہادی تو کہیں تھا ہی نہیں۔ وہ اٹھی اور بھاگتی ہوئی کمرے میں چلی گئی۔ ٹائیگر اس کے پیچھے جا رہا تھا لیکن شازینہ نے اسے روک دیا۔ کمرے میں جا کر اس نے دروازہ بند کیا اور وہیں بیٹھتی چلی گئی۔

"بھائی۔ (سسکی) بھائی کہاں ہیں آپ؟ بھائی مجھے لے جائیں یہاں سے۔ بھائی آپ کی گڑیا۔ آپ کی چھوٹی کو ضرورت ہے آپ کی۔ بھائی پلیز کہیں سے آجائیں۔ بھائی پلیز۔ آجائیں مجھے لے جائیں اپنے ساتھ۔"

نمل روتے ہوئے کہنے لگی۔ روتے روتے اس کی ہچکی بندھ گئی۔

ہادی اس وقت کیبن میں بیٹھا تھا جب اسے لگا سے نمل پکار رہی ہو۔

"گڑیا۔"

بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔

"کہاں چلی گئی ہو بھائی کی جان؟"

ہادی نے سختی سے آنکھیں میچتے ہوئے کہا۔

"نمل دروازہ کھولو جانم۔"

ٹائیگر پچھلے دس منٹ سے دروازے پہ دستک دے رہا تھا۔ نکاح کے بعد سے نمل کمرے میں بند تھی۔ نہ کھانا کھایا تھا نہ ہی کسی سے کوئی بات کی تھی۔ اب ٹائیگر کے دستک دینے پہ بھی وہ دروازہ نہیں کھول رہی تھی۔

"شہنواز اس کمرے کی چابی لاؤ فوراً۔"

ٹائیگر کو کچھ غلط ہونے کا شدید سے احساس ہو رہا تھا۔ شہنواز چابی لے کر آیا تو اس نے دروازہ کھولا۔ سامنے کا منظر دیکھ کر اس کا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ نمل نیچے زمین پہ بے حوش پڑی تھی۔ اور اس کی کلائی سے خون بہہ رہا تھا پاس ہی ٹائیگر کا چاقو پڑا تھا۔ جو

پتہ نہیں کیسے نمل کے ہاتھ لگا تھا۔

"نمل! جانم یہ کیا کر دیا تم نے۔ آنکھیں کھولو پلینز میری جان۔"

ٹائیگر اس کا چہرہ تھپکتے ہوئے کہنے لگا۔ اس کی آواز سن کر واجد اور ار حم بھی وہیں آگئے۔
شازینہ بھی ان کے پیچھے آگئی نمل کی حالت دیکھ کر اس نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا۔ اس
نے اپنے دونوں ہاتھوں کی کلائیوں کو بے دردی سے کاٹا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وجی۔ وجی دیکھ نہ اسے۔ اس کو بول آنکھیں کھولے۔ ار حم کال کرو ڈاکٹر کو پلینز۔"

ان لوگوں کو دیکھ کر ٹائیگر زور سے چیخا تھا۔ نمل کی کلائی پکڑ کر خون روکنے کی کوشش
میں اس کا اپنا ہاتھ خون آلود ہو گیا تھا۔ واجد آگے بڑھا اس کی نبر ٹٹولنے لگا۔ جو بیت
مدھم چل رہی تھی۔ خون کافی زیادہ بہہ گیا تھا واجد لب بھینچے ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا۔ جس

کی آنکھوں میں خوف وہ صاف دیکھ سکتا تھا۔

"لے منالے جشن اپنی جیت کا۔"

واجد نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے طنز کیا۔ ٹائیگر نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا یہ سب اسی کی وجہ سے تو ہوا تھا۔

"میں نے کال کی ہے ڈاکٹر آتا ہو گا۔ اس کا خون روکنے کی کوشش کرو۔ واجد فلحال ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔"

ارحم کمرے میں آتا ہوا بولا۔ شازینہ نے نمل کی کلائی پکڑ کر خون روکنے کی سعی کی۔ ایک کلائی ٹائیگر کے ہاتھ میں تھی۔

"میری جان یہ کیوں کیا تم نے؟ پلیز آنکھیں کھولو جانم ابھی تو میں نے تمہیں حاصل کیا ہے۔"

ٹائیگر اس کے سرہانے بیٹھا کہہ رہا تھا۔ لیکن وہ سن کہاں رہی تھی۔ ٹائیگر کی آنکھیں نم تھی شازینہ مسلسل رو رہی تھی۔ تھورے سے وقت میں ہی نمل اسے عزیز ہو گئی تھی۔ واجد اور رحم اپنی جگہ خاموش تھے۔



"ہادی تم ٹھیک ہو۔؟"

حدید نے ڈروئیو کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔ وہ لوگ واپس ہادی کے گھر جا رہے تھے۔ جب حدید کی نظر اس پہ پڑی جو گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔

"حدید مجھے۔ مجھے لگ رہا ہے چھوٹی ٹھیک نہیں ہے۔ کچھ غلط ہے حدید۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔ سانس نہیں آ رہا مجھے۔ کہیں سے وہ آجائے نہ حدید وہ کیوں چلی گئی ہے۔"

ہادی نے اپنا سینا مسلتے ہوئے کہا۔ حدید نے گاڑی سائیڈ پر روکی۔ حدید وہ واحد شخص تھا جس کے سامنے وہ ٹوٹتا تھا۔ کل سے جیسے اس کے دل میں پھانس تھی۔ حدید ڈرائیونگ سیٹ سے نکل کر اس کی طرف آیا۔ ہادی گاڑی سے نکلا اور وہیں زمین پہ بیٹھتا چلا گیا۔ سڑک اس وقت بالکل سنسان تھی کوئی ذی روح بھی موجود نہیں تھا۔

"حدید میرا۔ میرا دل بند ہو رہا ہے۔ چھوٹی وہ ٹھیک نہیں ہے حدید وہ تکلیف میں ہے۔"

ہادی کی آنکھوں سے آنسوؤں نکل کر اس کی شرٹ میں جذب ہو رہے تھے۔

(کون کہتا ہے مرد نہیں روتا۔؟ یا اس کوئی بات تکلیف نہیں دیتی۔ کیوں؟ کیا وہ انسان نہیں ہوتا؟ مرد ہے تو کیا اس کے پاس دل نہیں ہے۔؟ جو لوگ مرد کو روتا دیکھ کر اسے کمزور سمجھتے ہیں۔ وہ غلط ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے بہت سے مرد اس ڈر سے اپنا دکھ اندر ہی اندر دبائے رکھتے ہیں کہ اسے کوئی کمزور نہ سمجھے۔ نتیجہ ہم سب کے سامنے ہے۔ مردوں کی موت کی وجہ ہارٹ اٹیک ہوتی ہے۔ سب زیادہ اموات بھی مردوں کی ہی ہوتی۔ کوئی جوانی میں سٹریس کا شکار ہوتے ہیں جس وجہ سے اٹیک اور مختلف قسم کی بیماریاں لگ جاتی۔ یہ اسی وجہ سے ہی ہے کہ مرد اپنا دل کسی کے سامنے کھول کر نہیں رکھ سکتا۔ کسی سے اپنا دکھ بانٹتے ہوئے ڈرتا ہے کہ کہیں وہ اسے کمزور نہ سمجھیں۔ کبھی ہم نے اپنے مردوں سے ان کا حال پوچھا؟ یا کبھی کوشش کی ہم نے ان کا دکھ سمجھنے کی؟ کبھی ہم نے ان سے ان کی خاموشی کی وجہ پوچھی؟ کہ کیا چیز ہے جو اندر اندر کھا رہی ہے؟ ہمارا کیا ہے۔ ہم رو دھو کر اپنا دل ہلکا کر لیتے ہیں۔ کسی نے کچھ کہہ دیا تو گھنٹوں بیٹھ کر رونے کا شغل مناتے ہیں۔ کبھی کسی بات پہ رونا آجاتا تو کبھی کسی بات کو سر پہ سوار کر کے پورا گھر سر پہ اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن کبھی دیکھا ہے کسی مرد کو؟ باتیں تو وہ بھی سنتے

ہیں۔ جو غم ہم رو کر سب کو بتاتے ہیں اسی غم کا شکار تو ہمارے گھر کا مرد بھی ہوتا ہے۔ اس لئے خدا کا واسطہ کسی مرد کو روٹا دیکھ اسے کمزور نہ سمجھیں۔ ہو سکے تو اپنے گھر کے مردوں سے ان کے دل کا حال پوچھیں۔ ان کے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کی کوشش کریں۔ ان پہ ہنسنے کے بجائے انہیں کمزور سمجھنے کے بجائے ان کا سہارا بنیں۔ جیسے وہ ہمارا سہارا بنتے ہیں ہمارے مشکل وقت میں۔)

حدید نے اسے رونے دیا۔ اسے پتہ تھا جب تک وہ اس سے بات شیر نہ کر لیتا اس نے ایسے ہی رہنا تھا۔

"حدید۔ اسے تو۔ اسے تو میرے بغیر نیند نہیں آتی تھا۔ وہ تو میرے بغیر کھانا تک نہیں کھاتی تھی۔ پھر کیوں؟ ایسا کیوں کیا اس نے؟"

اس نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ حدید کی بھی آنکھیں نم تھی۔

"تمہیں یاد ہے۔ جب میری ٹرانسفر دوسرے شہر میں ہوئی تھی۔ کتنا روئی تھی وہ۔ جب تک میں اس سے وڈیو کال نہ کرتا تھا وہ سوتی نہیں تھی۔ نہ کھانا کھاتی تھی۔ ماما بابا کہتے تھے اسے مجھے ڈسٹرب نہ کرے تو وہ کہتی تھی صرف اس کا تو حق ہے مجھ پہ۔ پھر یہ اب اسے نیند آتی ہوگی؟ حق تو وہ اپنا بھی بھی جتا رہی ہے۔ ڈسٹرب تو اس نے مجھے ابھی بھی کیا ہوا ہے۔"

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
ہادی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہادی سنبھال خود کو۔ آنکل انٹی کے لئے پلیز۔ اگر تو کہے تو میں گڑیا سے پوچھ لوں؟
اسے شاید پتہ ہو چھوٹی کا۔"

حدید نے اس کے کاندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"پوچھ لو اس سے۔ اسے تو ہر بات بتاتی تھی وہ۔"

ہادی نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا بس چلنا تو شہر کے ہر ایک بندے کو پکڑ کر
نمل کے بارے میں پوچھتا۔



"چھوٹی یہ ہیں ہمارے سنیر۔ میجر شہیر۔"

ارمان نے فلق کو شہیر سے ملواتے ہوئے کہا۔

"اسلام و علیکم گڑیا۔"

شہیر نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"والیکم اسلام بھائی۔"



فلق نے سعادت مندی سے جواب دیا۔

"اور یہ ہے میرا جگر۔ میرا ٹیم پارٹنر کیپٹن جہانزیب آفندی۔"

ارمان نے جہانزیب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ فلق نے ایک نظر اسے دیکھا۔

جو اس وقت وائٹ ٹی شرٹ میں ملبوس فوجی کٹ بال چہرے پہ ہلکی داڑھی اس کے

پچھے چھپی ہلکی سی مسکراہٹ لئیے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ خوب صورت مردوں میں شمار کیا جاتا تھا۔

"اسلام و علیکم۔"

جہانزیب نے سر کو ہلکا سا خم دیتے ہوئے کہا۔ لیمن کلر کے سمپل سے ڈریس میں سر پہ ہم رنگ دوپٹہ ٹکائے اسے یہ چھوٹی لڑکی اچھی لگی تھی۔ ایک الگ احساس دل میں جاگا تھا اسے دیکھ کر۔ اس کی لمبی پلکوں کی جھالر جو اس وقت اس کی آنکھوں کو چھپا کر اس کے رخساروں پہ بچھی تھی۔ اس کے سلام پہ اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی بھوری آنکھیں اس کے دل میں ہلچل مچا گئی تھی۔

"والیکم اسلام بھائی۔"

اس نے دھیمی آواز میں کہا۔ اس سے پہلے وہ اس کی آواز میں کھوتا۔ اس کے بھائی کہنے سے اس کا ہلک تک کڑوا ہو گیا۔ بے اختیار دل میں لا حول پڑھا۔

"اور یہ ہیں فصیح بھائی۔ یہ بھی میجر ہیں۔"

ارمان نے فصیح سے اس کا تعارف کروایا۔ جب سے اسے پتہ چلا تھا فلق اس کی چھوٹی ہے۔ اس کے چہرے سے مسکراہٹ ہی نہیں جا رہی تھی۔ اس نے پورے گھر کو سر پہ اٹھا رکھا۔ آخر اس کی چھوٹی مل گئی تھی اسے۔ ارمان خانزادہ کی چھوٹی فلق خانزادہ اس کے پاس واپس آگئی تھی۔ فصیح نے بھی شہیر کی طرح اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے سلام کیا۔ وہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔ جہانزیب کے علاوہ اسے یہ دونوں اچھے لگے تھے۔ اس نے پہلی بار ایک مرد کا یہ روپ دیکھا تھا۔ عزت اور مان والا روپ۔ جہانزیب کی نظر اسے کوفت میں مبتلا کر رہی تھی۔

"ویکم ٹودی فیملی گڑیا۔"

شہیر نے چائے کاسپ لیتے ہوئے کہا۔ توفیق اور ارمان مسکرا دیئے۔



"شی از فائیں ناؤ۔ لیکن میری بات مانیں تو اسے ہسپتال ضرور لے جائیں۔"

ڈاکٹر نمل کو دیکھ رہا تھا۔ ٹائیگر اس کے سر ہانے بیٹھا تھا۔ اسے ہسپتال نہیں لے کر جا رہے تھے۔ کہ ہادی یا کسی اور کو دکھ جانے ڈر تھا۔ گھر میں ہی ساری سہولت ڈاکٹر کو مہیا کر دی تھی۔ خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ ہے وہ بے حوش ہوئی تھی۔ ایک ڈرپ بلڈ کی لگا چکا تھا۔ اس کی کلائیوں پہ بینڈیج بھی کر چکا تھا۔

"اگر کوئی مصئلہ ہو تو ہم لے جائیں گے۔"

اس سے پہلے ٹائنگر کچھ کہتا ار حم بیچ میں بول اٹھا۔ اس سے پہلے بھی ٹائنگر ڈاکٹر کا گریبان پکڑ چکا تھا۔ جب ڈاکٹر نے کہا تھا یہ سوسائٹیڈ کیس ہے پولیس کو انوالو کیسے کے بغیر وہ علاج نہیں کر سکتا۔ پتہ نہیں ار حم کس کو پکڑ کر لایا تھا۔ اب بھی ٹائنگر بس اسے گھورتا رہ گیا۔ فلحال اسے بس نمل کی فکر تھی۔ اس کی جانم جس نے خود کو تکلیف پہنچائی تھی وجہ وہی تھا۔

"او کے یہ کچھ میڈیسن دی ہے میں نے ٹائیم پہ دے دیجئے گا۔"

ڈاکٹر نے جاتے ہوئے ایک پرسکرپشن ار حم کو پکڑائی۔ ار حم نے شهنواز کو بلا کر اسے واپس بھیجا۔

"ماما۔ ماما؟ ماما یار کہاں ہیں آپ؟"

ٹائیگر نمل کے پاس بیٹھا تھا جب نور کی آواز آئی۔ ڈاکٹر کچھ دیر پہلی ہی گیا تھا۔ نمل ابھی تک بے حوش تھی۔ ٹائیگر ایک نظر اس پہ ڈال کر اٹھا اور کمرے سے باہر آیا۔



NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی میری جان؟ کیا ہو گیا بچے؟"

نور کے پاس آتے ہوئے ٹائیگر نے کہا۔ نور اس وقت سٹائیلش سی شرٹ پہنے بالوں کی اونچی پونی بنائے اس کی منتظر تھی۔ اسے آتا دیکھ اس کے گلے لگ گئی۔

"ماما میں نے آپ کو نہ بہت زیادہ مس کیا۔"

ٹائیگر سے دور ہٹتے ہوئے اس کے گال کھینچتے ہوئی بولی۔ (لو شروع ہو گیا اس کا ڈراما)
ٹائیگر نے ایسا صرف سوچا تھا۔

"اچھا جی؟ ابھی رات ہی تو میرا سر کھا رہی تھی۔ اتنی سی دیر مجھ سے دور ہوئی ہو نور۔"

ٹائیگر نے اس کی ناک کو دباتے ہوئے کہا۔ اسے پتہ تھا یہ نور بی بی کا پڑھائی سے بھاگنے کا
آخری ہر بہ۔

"ہاں نہ ماما۔ تھوری دیر کہاں یا ماما۔ پورے چار گھنٹے دور تھی۔ اور اب تو ایڈمیشن ہو گئی
میری پتہ نہیں کتنا دور رہنا پڑیگا۔ یا ماما مجھے نہیں جاننا کہیں بھی۔ پلیز نہ ماما میں نے
نہیں پڑھنا اور ہنا کچھ۔"

توقع کے عین مطابق نور کا جواب آیا تھا۔ انٹری ٹیسٹ کلئیر کر چکی تو وہ۔ اب وہ آنکھیں
ٹمٹماتی ہوئی کہہ رہی تھی۔

"نو کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔ نور بی بی جتنا بھی دور رہنا پڑے آپ نے رہنا ہوگا۔ آخر تو
واپسی میرے پاس ہی آو گی نہ میں کہیں بھاگا نہیں جا رہا۔"

ٹائیکر نے اس کے سر پہ چیٹ لگاتے ہوئے کہا۔ تو اس نے اسے زبان چڑائی۔ اتنا تو وہ
جان گئی تھی کچھ بھی کہہ لے ٹائیکر نہیں ماننے والا۔ اس لئے وہ بھی اپنے ماما کی خوشی
کے لئے مان گئی۔

"بھائی۔۔۔"

نمل کو جب ہوش آیا تو اس کے منہ سے بھائی نکلا۔ ٹائیگر جو دروازہ کھول کر اندر آ رہا تھا اس کو ہوش میں آتا دیکھ کر اس کی طرف بڑھا۔

"نمل میری جان؟ شکر ہے خدا کا تمہیں ہوش آ گیا۔"

ٹائیگر اس کے پاس آ کے بیٹھتے ہوئے بولا۔ نمل اس سے دور ہونے کے لئے پیچھے ہوئی لیکن ہاتھ میں لگی ڈرپ کی وجہ سے وہ ناکام رہی۔

"یہ نکالیں۔ مجھے جانا ہے۔ ماما کے پاس بابا بھائی کے پاس جانا ہے۔"

نمل اپنے ہاتھ پہ لگی ڈرپ اتارتے ہوئے کہنے لگی۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ ٹائیگر کو آگے بڑھ کر اس کو گلے لگانا پڑا۔

"شش جانم ریلیکس۔ لگ جائے گی تمہیں۔ دیکھو کیا حال بنایا ہے تم نے اپنا۔ ریلیکس ہو جاؤ تمہیں درد ہو رہا ہوگا۔"

ٹائیگر نے اس کا سر تھپکتے ہوئے کہا۔ نمل پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اس کے آنسوؤں کے ٹائیگر کو اپنے دل پہ گرتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ اس کی شرٹ اس کے آنسوؤں سے گیلی ہو چکی تھی۔ کچھ دیر گزری جب نمل کو اپنی حالت کا احساس ہوا۔ جھٹکے سے اس سے دور ہوئی اور بے درد سے اپنے آنسوؤں صاف کرنے لگی۔ ٹائیگر نے ایک ہاتھ سے اس کے ہاتھ پکڑے دوسرے سے اس کے آنسوؤں صاف کرنے لگا۔ نمل نے اپنے ہاتھ نکالنے چاہے لیکن ناکام رہی۔ اس نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا۔

"دور رہیں مجھ سے۔ ہاتھ مت لگایا کریں مجھے۔ مجھے نفرت ہے آپ سے۔ سنا آپ نے نفرت ہے مجھ سے۔ آپ کی شکل سے آپ کے وجود سے آپ کے لمس سے مجھے

گھن آتی ہے۔ کیا لگتا ہے آپ کو نکاح کر لیا تو جیت گئے آپ؟ کسی خوش فہمی میں نہ رہنا
 ٹائیگر نکاح تو کر لیا ہے آپ نے مجھ سے مجھے حاصل نہیں کر سکیں گے آپ۔ میں آپ
 کی کبھی نہیں ہو سکتی۔ مر کر بھی نہیں اس عذاب سے جلدی نکلوں گی میں۔ ٹائیگر نمل
 آپ کی کبھی نہیں ہو گی کبھی نہیں۔"

نمل نے اس کا گریبان پکڑتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تھا۔ ٹائیگر نے ایک نظر
 اس کے معصوم چہرے کو دیکھا۔ پھر اس کے ہاتھوں کو جو سختی سے اس کے گریبان پہ
 تھے۔ ٹائیگر کی نظر اس کی دونوں کلائیوں پہ پڑی جہاں پٹی بندھی تھی۔ ٹائیگر نے نرمی
 سے اپنا گریبان اس کی گرفت سے نکالا اور اس کی دونوں کلائیاں پکڑ لی۔

"یہ۔ یہ جو حرکت تم نے آج کی ہے نمل آئندہ ایسا کرنے سے پہلے ہزار بار سوچنا۔ خود
 کو نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

نمل کی کلائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ نمل ہونٹ دباتی دوسری طرف دیکھنے لگی۔

"یہ نہ کیا کرو یا۔ ہر وہ کام کرتی جو مجھے نہیں پسند۔"

اس کے ہونٹ دبانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ نمل نے اٹھنا چاہا لیکن ہاتھ میں لگی ڈرپ نے اسے اٹھنے نہ دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ نکالیں پلیز۔"

نمل نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نکال لوں گا پوری ہو جانے دو۔"

ٹائیگر نے ڈرپ کی طرف دیکھ کر کہا جو ابھی آدھی بھی نہیں ہوئی تھی۔ (خون کی
ڈرپ کی سپیڈ آہستہ رکھتے ہیں)

"نکالیں پلیز مجھے درد ہو رہا ہے۔"



نمل نے دھیمی آواز میں کہا۔ ٹائیگر نے ایک نظر اس کی کلائیوں کو دیکھا۔ ابھی صبح ہی
وہ حشر برا کر چکی تھی جن کاتب اسے درد نہ ہو اب اسے اس ڈرپ سے درد ہو رہا تھا۔

"اچھا! اور یہ جو تم اپنے ہاتھوں سے خود کا حشر کر چکی ہو۔ اس سے درد نہیں ہوا؟ اب
اس ڈرپ سے درد ہو رہا۔"

ٹائیگر نے اس پہ طنز کرتے ہوئے کہا۔

"آپ۔ آپ جائیں یہاں سے۔"

نمل کو جب کچھ سمجھ نہ آیا تو اسے جانے کا کہا۔ ٹائیگر ہنسا تھا ہنستے ہوئے اس کے ڈمپل
نمایا ہوئے۔ نمل اس کے دمپل میں کھونے والی تھی۔ لیکن اس نے نظریں ہٹالی پتہ
نہیں کیوں وہ اس کے ڈمپل میں اپنا دل ڈوبتا محسوس کرتی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا چلا جاتا ہوں۔ میرا توارادہ تھا تمہیں اب اپنے کمرے میں کے جاؤں لیکن خیر آج

چھوڑ دیتا ہوں۔ نمل خبردار جو اس سے چھیڑ چھاڑ کی تم نے۔"

ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے اس کا گال کھینچتے ہوئے ڈرپ سے دوڑ رہنے کا کہا۔ نمل نے اس کا

ہاتھ جھٹک دیا۔ اس کے لمس سے اسے لگتا تھا جیسے کسی آگ نے اسے اپنی لپیٹ میں

رکھ لیا ہو۔ ٹائیگر ایک نظر اس پہ ڈالتا چلا گیا۔ نمل پیچھے سوچوں میں الجھی رہ گئی۔

"مجھے یہاں سے نکلنا ہوگا۔ بھائی کے پاس جانا ہوگا۔ اللہ جی میری مدد کریں پلیز کوئی وسیلہ پیدا کر دیں اللہ پاک پلیز۔"

نمل اپنے آپ سے بات کر رہی تھی۔ اسے یہاں سے نکلنا تھا کیسے بھی بس یہاں وہ نہیں رہ سکتی تھی۔ اسے اپنے ماں باپ بھائی کے پاس جانا تھا۔ وہ نمل جو ہادی بھائی کے بغیر سوتی نہ تھی جس کے ہاتھ کے علاوہ وہ کھانا نہیں کھاتی تھی۔ اسے دیکھے بغیر نمل کی صبح نامکمل تھی۔ جس کے بغیر نمل خود کو ادھورا محسوس کرتی تھی۔ آج بھی وہ خود کو ادھورا محسوس کر رہی تھی۔ اسے اس قید سے نکلنا تھا اتنا تو وہ جانتی تھی۔ کہ اسے یہاں سے خود نکلنا تھا کوئی اس کی مدد نہیں کر سکتا تھا جب تک وہ خود اپنی مدد نہ کرتی۔ اس نے سوچ لیا تھا وہ اپنے بھائی کے پاس ضرور جائے گی۔ بس اب اسے موقع چاہیے تھا یہاں سے نکلنے کا۔

"اللہ جی مجھے یہاں سے نکلنے میں مدد کریں۔"

"بی بی بس کر دیں اور نہ کھائیں۔ بھا کو پتہ چل گیا نہ میں نے آپ کو گول گپے کھانے دیئے ہیں وہ مجھے کھا جائیں گے۔"

صفدر نے بیچارگی سے نور کو کہا۔ نور آج شاپنگ پہ نکلی تھی ویسے تو شازینہ ساتھ ہوتی تھی لیکن آج پتہ نہیں کیوں پھوپھو منع کر دیا (نمل کی وجہ سے شازینہ نے انکار کیا تھا) اب نور صفدر کے ساتھ تھی۔ یہ تو صفدر اور اس کا خدا جانتا تھا نور اسے کتنا تنگ کرتی تھی۔ اب بھی وہ واپس جا رہے تھے جب اس نے گول گپے کا اسٹال دیکھا اور رک کر گول گپے ایسے کھا رہی تھی جیسے کئی دنوں سے کچھ نہ کھایا ہو۔ اب یہ اس کی تیسری

پلیٹ تھی جب صفدر بول اٹھا۔

"صفدر چاچا ماما کو بتائے گا کون کہ۔"

وہ صفدر کو جواب دینے کے لیے پلیٹ تھی کہ اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ کیونکہ سامنے آتے ہوئے شخص سے ٹکرا گئی۔ جس کی سفید شرٹ کو وہ حشر بگاڑ چکی تھی۔ نور نے زبان دانتوں تلے دبائی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارمان فلق کے ساتھ شاپنگ پہ آیا تھا۔ اب اس کی فرمائش پہ گول گپے لینے اپنی کار سے اترا کہ ایک لڑکی سے زبردست ٹکرا ہو گئی۔ جس کے نتیجے میں اس لڑکی کے ہاتھ میں موجود پلیٹ ارمان کے اوپر گری اور اس کی سفید ڈریس شرٹ کا حشر بگاڑ گئی۔

"اندھی ہو؟ نظر نہیں آتا؟"

ارمان نے ماتھے پہ بل ڈالے اسے دیکھا۔ نور جو معافی مانگنے کے لئے اپنا منہ کھول رہی تھی۔ ارمان کا یہ انداز دیکھ کر اس کو بھی آگ لگ گئی۔

"اوائے مسٹر اندھے خود ہو۔ میری تو پیٹھ تھی آپ کو دیکھنا چاہیے تھا۔ لیکن نہیں خوبصورت لڑکی دیکھی نہیں آجاتے ہیں گھٹیا حرکت کرنے۔ اور اب مجھے کہہ رہے ہیں اللہ جی نے آپ کو بھی یہ دودو آنکھیں دی ہیں ان کا استعمال بھی کیا کریں۔ اب ہٹیں آگے سے کیا دیوار کی طرح بیچ میں کھڑے ہو گئے ہیں۔"

نور نے ارمان سے صہی تیز لہجے میں کہا۔ نور بی بی شروع ہوئی پھر اسے روکنے کی ہمت تو اس کے ماما کی نہ تھی تو یہ کیا تھا۔

"کیا کہا خوبصورت؟ بی بی آئینہ نہیں دیکھتی کیا آپ؟ کسی چڑیل کا گماں دے رہی ہیں مجھے تو۔ زبان دیکھو اللہ معاف کرے جیسے کتے باندھ دیئے ہیں کسی نے آپ کی زبان سے۔ ماں باپ نے کچھ سکھایا نہیں بڑوں سے کیسے بات کرتے ہیں۔"

ارمان کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔ اس نے بھی حساب برابر کیا۔ فلق بھی کار سے نکل کر ارمان کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

"چڑیل ہوگی آپ کی بیوی۔ آپ کا پورا خاندان آپ کے خاندان کا بھی خاندان اس کے آگے فلاں فلاں سب۔ اگر میری زبان لمبی ہے تو آپ کا اپنی زبان کہ بارے میں کیا خیال ہے؟ لڑکی سے کیسے بات کرتے ہیں کسی نے نہیں سکھایا۔"

نور تو جیسے اپنے لئے چڑیل لفظ سن کر پاگل ہو گئی۔

"دیکھو لڑکی۔"

"بھائی بس۔"



اس سے پہلے ارمان کچھ کہتا فلق نے اسے روکا۔

"دیکھو پیاری بھائی سے غلطی ہو گئی ان کی طرف سے میں معافی مانگتی۔"

فلق نے نور سے کہا۔ اسے یہ چھوٹی لڑکی بڑی پیاری لگی اسی کی عمر کی تھی۔ خوبصورتی کی چلتی پھرتی مثال۔ بڑی بڑی گرے آنکھیں لمبی خم دار پلکیں۔ اٹھی ہوئی ناک سراہی گردن جس پہ اس نے خوبصورت سا پینڈنٹ پہنا ہوا تھا۔ اسٹائلیش سی وائٹ کلر کی شرٹ پہ ڈینیم کا شارٹ کوٹ پہنے۔ دوپٹے سے بے نیاز بالوں کو کھلا چھوڑے ہوئے

تھی۔

"کوئی بات نہیں پیاری۔ صرف آپ کے لئے جانے دے رہی یہ بات۔"

نور نے بھی بڑے پیار سے اس سے کہا۔ ارمان نے حیرت سے اسے دیکھا ابھی تک جو اس سے اتنے برے لہجے میں بات کر رہی تھی اچانک کیا ہو گیا اسے۔ نور فلق سے بات کر کے کار میں بیٹھ کر جا چکی تھی۔ ارمان بھی آگے بڑھ گیا۔

"فجر گڑیا اگر آپ کو کچھ بھی پتہ ہے تو پلیز بتادیں مجھے۔"

ہادی اس وقت حدید کی طرف تھا اور اب وہ لوگ فجر سے نمل کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ آج نمل کو کھوئے پانچ دن ہو چکے تھے۔ ہادی کو ایک دن بھی سکون نہ آیا تھا۔ دوسری طرف نمل کا بھی یہی حال تھا۔

"ہادی بھائی یقین کریں ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ آپ کو تو پتہ ہے نمل کے لئے آپ کیا ہیں۔ ایسا وہ بلکل نہیں کر سکتی بھائی۔ بات کچھ اور ہوگی آپ نے ایسا کیسے سوچ لیا نمل آپ کو چھوڑ کر جاسکتی کہیں۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فجر نے ہادی سے کہا۔ بات تو اس کی ٹھیک تھی لیکن وہ خط۔

"بیٹا اگر ایسی کوئی بات نہیں تو یہ خط؟ کیا چھوٹی کا کہیں۔"

اس سے آگے اس سے نہیں بولا گیا۔ فجر نے خط لیا اور پڑھنے لگی۔ لیکن یہ لکھائی یہ تو

نمل کی لکھائی نہیں تھی۔

"بھائی یہ نمل کی لکھائی نہیں ہے۔ اس کی طرح لکھا گیا ہے لیکن یہ اس کی لکھائی نہیں ہے۔ آپ نے نوٹ نہیں کیا ایک منٹ۔"

فجر نے ہادی سے کہا اور اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔ ہادی نا سمجھی سے خط کو دیکھ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ دیکھیں ہادی بھائی۔ میں اور فجر جب بھی لکھتے ہیں شروع کا ہر لفظ کیپیٹل لیٹر میں لکھتے ہیں۔ جیسے یہاں لکھا ہوا ہے ہادی بھائی۔ اس میں ہادی کا ایچ کیپیٹل ہے اور بھائی کا بی بھی کیپیٹل۔ یہاں دیکھیں اب ہادی بھائی کا ایک بھی لیٹر کیپیٹل نہیں۔ بھائی وہ مشکل میں ہے۔ اور آپ لوگوں نے کیسے یقین کر لیا بھائی کہ نمل ایسا بھی کر سکتی کچھ۔"

فجر نے نمل کی لکھائی ان کے سامنے رکھ کے فرق واضح کیا۔ ہادی نے سوچا واقعی یہ بات اس نے کیوں نہیں سوچی تھی۔

"آپ بھائی آپ لوگوں نے ڈرائیور چچا سے پوچھا؟"

فجر نے ان کا دھیان ڈرائیور کی طرف کروا دیا۔ جس کو وہ کوگ نمل کی پریشانی میں بھول چکے تھے۔ اسی وقت کمرے میں واجد داخل ہوا۔ اس کی نظر سامنے بیٹھی فجر پہ پڑی جو نمل کی عمر کی ہی تھی اس وقت ریڈ کلر کے فرائ میں دوپٹہ سر پہ ڈالے ہادی سے بات کر رہی تھی۔ واجد نے اسے پہلے بھی دیکھا تھا ہر بار فجر کو دیکھ کر اس کا دل عجیب انداز میں دھڑکتا تھا۔ فجر کو خود پہ کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی اس نے چہرہ اوپر اٹھایا تو واجد نے اپنی نظروں کا رخ بدل دیا۔

"اسلام و علیکم۔"

واجد نے مشترکہ سلام کیا۔ اور ہادی کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"والیکم اسلام۔ چھوٹی واجد کو چائے بنا دو۔"



حدید نے واجد کو سلام کا جواب دے کر فجر سے کہا۔

"خیریت ہادی؟"

واجد نے ہادی کو سوچ میں بیٹھے کر پوچھا۔

"چھوٹی مصیبت میں ہے۔ اسے ضرورت ہے میری اس کے ساتھ کچھ براہوا ہے۔"

ہادی نے خالی خالی نظروں سے ان تینوں کو دیکھ کر کہا۔

آج نمل کافی دنوں بعد کمرے سے نکلی تھی۔ لاؤنج سے گزر رہی تھی جب اس کی نظر ٹیبل پہ رکھے فون پہ پڑی۔ نمل نے سوچا اگر وہ اس فون سے ہادی کو کال کرے۔ اس نے پھر نہ ادھر دیکھا نہ ادھر فون اٹھایا اور کمرے میں چلی گئی۔ کمرے کا دروازہ بند کیا اور دھڑکتے دل کے ساتھ فون کالاک کھولنے ڈر بھی تھا کہ کہیں فون پہ کوڈیا پاسورڈ نہ لگا ہو۔ لیکن فون سوائپ کرنے سے کھل گیا۔ وال پہ ٹائیگر کے ساتھ ایک سترہا اٹھارہ سال کی لڑکی تھی جس کی ناک ٹائیگر نے پکڑی ہوئی تھی اور وہ لڑکی ٹائیگر کو زبان چڑھا رہی تھی۔ نمل نے دھیان نہ دیا فوراً ڈائیل پیڈ کھولا۔ اور ہادی کا نمبر ڈائیل کرنے لگی کال جا رہی تھی۔ نمل کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔ باہر سے ٹائیگر کی آواز آرہی تھی

"وہ ٹھیک ہوگی ہادی تم فکر نہ کرو۔"

واجد نے ہادی سے کہا۔ اس سے پہلے ہادی جواب دیتا ہادی کے فون پہ کال آنے لگی۔
انجانا نمبر تھا ہادی نے کال پک کی۔

"ہیلو؟"

ہادی کی آواز سن کر نمل کی آنکھوں سے آنسو نکلے۔

"ہیلو؟ کون؟"

ہادی نے جواب نہ پا کر کہا۔ نمل نے آنکھیں میچی ٹائیگر اس کا دروازہ ناک کر رہا تھا۔

"بھائی۔"

نمل نے آہنسی سے کہا۔ لیکن ہادی پہچان گیا۔ کچھ لمحے تو اسے یقین کرنے میں لگے۔
باہر سے ٹائیگر اسے بلارہا تھا۔

"چھ چھوٹی؟ کہاں ہو آپ؟ گڑیا؟"

ہادی کی بات سن کر تینوں نے اس کی طرف دیکھا۔ واجد حیران تھا نمل نے اسے کیسے
کال کی کہاں سے کی۔ اس سے پہلے نمل کچھ کہتی ٹائیگر نے دروازہ کھولا اور جلدی سے
اس کے ہاتھ سے فون لے کر کال بند کر دی۔ نمل ڈر کر پیچھے ہٹی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

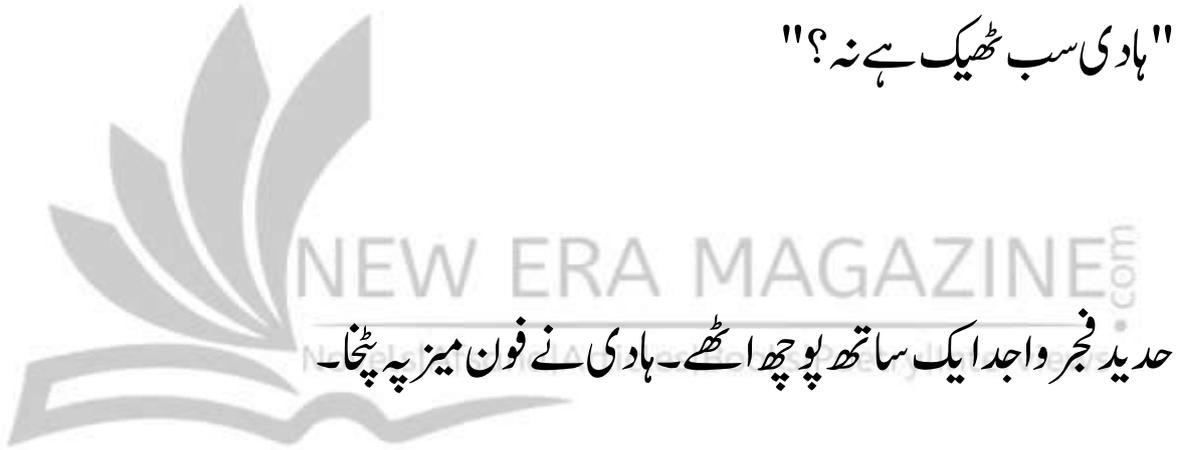
"ہیلو؟ چھوٹی؟ آواز آرہی ہے گڑیا؟ کہاں ہو آپ؟"

ہادی مسلسل فون پہ بول رہا تھا۔ حدید اور واجد اسے دیکھ رہے تھے۔ فجر بھی اس کی
طرف دیکھ رہی تھی۔ جب ہادی کو محسوس ہوا کال کٹ چکی تھی اس نے فون نیچے
کیا۔

"ہادی کیا ہوا؟ چھوٹی تھی؟"

"ہادی بھائی نمل کی کال تھی؟"

"ہادی سب ٹھیک ہے نہ؟"



"چھوٹی تھی۔ میری چھوٹی تھی حدید۔ اسے ضرورت ہے میری۔"

ہادی نے ان تینوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا کہا اس نے کہاں ہے وہ؟"

حدید نے اس سے پوچھا۔ واجد بھی اس کے جواب کا منتظر تھا۔ اگر ہادی کو پتہ چل گیا
ٹائیگر کے پاس ہے نمل تو؟

"نہیں یار نہیں بتایا۔ شاید کوئی آگیا تھا کال کٹ گئی۔ مجھے مجھے ڈھونڈنا ہے اسے۔ واجد
اس نمبر کو ٹریس کرواؤ مجھے اس کی تمام ڈیٹیلز چاہیے۔ لوکیشن بھی ٹریس کروا سکی۔
مجھے نمل کو ڈھونڈنا ہے۔ ہر حال میں اس تک پہنچنا ہے۔ حدید تم ڈرائیور چچا کا پتہ کروا
میں جب تک ماما بابا کو بتا کر آؤں۔"

ہادی نے ان دونوں سے کہا۔ واجد نے سکھ کا سانس لیا کہ نمبر ٹریس کرنے کے لئے
اسے کہا گیا ہے وہ کم از کم فلاح ٹائیگر کا نام سامنے نہیں لائے گا۔

"ٹھیک ہے تم بے فکر ہو جاؤ اللہ نے چاہا تو چھوٹی جلدی مل جائے گی۔"

واجد نے اس کے کاندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"آمین۔"



فجر کی آواز پہ واجد نے اسے دیکھا۔ جو اس وقت حدید کی طرف متوجہ تھی۔

"بھائی۔ میں جاؤں ہادی بھائی کی طرف؟ آنٹی سے ملنا ہے مجھے پتہ نہیں وہ کس حال

میں ہوں گی۔"

فجر نے حدید سے کہا۔ تو حدید نے اسے اجازت دے دی فجر اٹھ کر تیار ہونے چلی گئی۔

واجد کی نظروں نے اس کاتب تک تعاقب کیا جب تک وہ اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔ واجد نے سر جھٹکایا وہ کیا سوچ رہا تھا۔

دروازہ کھولنے والا ٹائیگر ہی تھا۔ نمل ڈر کر پیچھے ہوئی۔ ٹائیگر نے فون زور سے دیوار پہ



"منع کیا تھانہ میں نے مجھے سختی پہ مجبور نہ کرنا؟"

ٹائیگر اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ نمل پیچھے ہونے لگی۔

"کیوں تم اپنی دشمن بن رہی ہو۔"

ٹائیگر کا لہجہ سرد تھا۔ نمل نے تھوک نگلا۔

"مجھ۔ مجھے نہیں۔ رہنا یہاں۔"

نمل نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے ایک اور قدم بڑھایا۔ نمل پیچھے ہوئی اس کی پیٹھ دیوار سے ٹکرائی۔

"جب تک میں زندہ ہوں تم یہاں سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکال سکتی۔"

ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔ نمل نکلنے جب ٹائیگر نے ایک ہاتھ دیوار پہ رکھ کر اس کی راہ

فرار بند کی۔ نمل نے دوسری طرف سے نکلنا چاہا لیکن ٹائیگر نے دوسرا ہاتھ بھی دیوار سے ٹکادیا۔ نمل کا دل خوف سے پھڑپھڑا رہا تھا۔

"تمہیں کیا لگا؟ اپنے بھائی کو کال کر کے اسے بتاؤ گی تم میرے پاس ہو۔ اور وہ تمہیں یہاں آ کر مجھ سے دور لے جائے گا؟ غلطی پہ ہو نمل بی بی اگر بھائی کی جان پیاری نہیں تو اسے ابھی کال کرو اور بتاؤ تم یہاں ہو۔ قسم خدا کی میں اس کا وہ حال کروں گا کہ تم بھی نہ پہچان پاؤ گی اسے۔ اینڈ ٹرسٹ می بیوٹیفل میں یہ واقعی کروں گا۔"

ٹائیگر نے اس کی ایک لٹ کان کے پیچھے اڑتے ہوئے کہا۔ نمل نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔ اور دوسرا ہاتھ ٹائیگر کے گال پہ نشان چھوڑ گیا۔

"خبردار جو میرے بھائی کو نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کی تو۔ آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو؟ میرے بھائی کے بارے میں بولنے سے سوچا کریں۔ ورنہ قسم خدا کی ٹائیگر میں

آپ کا وہ حال کروں گی کہ آپ اپنے آپ کو بھی نہیں پہچان پائیں گے۔ سنا آپ نے
 آئندہ میرے بھائی کے بارے میں بولنے سے پہلے سوچنا ورنہ آج تو تھپڑ مارا ہے صرف
 اگلی بار۔ "

نمل نے اسے وارن کیا۔ ٹائیگر جو ابھی تک اس کے تھپڑ مارنے پہ حیران تھا۔ آگے بڑھا
 اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر لایا اور کسی کی بھی طرف دیکھے بغیر اپنے کمرے
 میں لا کر اسے زمین پہ پھینکا۔

"یہ پہلی اور آخری بار کیا ہے تم نے۔ آئندہ مجھ پہ ہاتھ اٹھانے سے پہلے نتیجا سوچ
 لینا۔"

ٹائیگر نے اس کے بالوں کو سختی سے پکڑتے ہوئے کہا۔

"آہ۔ چھوڑیں۔"

نمئل نے اس کا ہاتھ ہٹانا چاہا۔ ٹائیگر نے اور سختی سے پکڑا۔ نمئل کی آنکھوں سے آنسوؤں نکلنے لگے۔ ٹائیگر نے فون نکالا اور ایک نمبر ڈائیل کیا۔

"ایک آدمی کو مروانا ہے۔ نام پتہ بھیجتا ہوں مجھے آدھے گھنٹے تک اس کی موت کی خبر مل جانی چاہیے۔"



نمئل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ نمئل پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اسے لگتا تھا بس وہ اسے دھمکانے کے لئے کرتا ہے۔

"انسپیکٹر عبدالہادی افتخار۔"

سامنے والے نے شاید نام پوچھا تھا۔ نام سے کر نمل نے نفی میں سر ہلایا۔

"ہاں وہی ایس پی۔ اچھا سنو مجھے ہر چیز لاؤ دیکھانا۔ ہر چیز لاؤ چاہیے مجھے۔"

ٹائیگر نے نمل کے بال چھوڑتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے وہ کمرے سے بھاگتی وہ اب اس کی کلائی پکڑ چکا تھا۔ کال بند کر کے وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں تو کیا کہہ رہی تھی تم؟"

ٹائیگر نے اس کے بال سنوارتے ہوئے کہا۔

"پلیز روکیں انہیں پلیز بھائی کو کچھ نہ کریں۔ میں نہیں کروں گی آئیندہ ایسا آپ پلیز

انہیں روکیں بھائی کو کچھ نہ کریں وہ لوگ۔ سوری پلیز سوری۔"

نمل نے روتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا اور پھر سے فون کان سے لگایا۔

"ہاں سنو۔ مارنا نہیں ہے بس اسے زخمی کرنا ہے۔ کسی کو سبق سکھانا ہے۔ جلدی میں انتظار کر رہا ہوں لائیو ڈیو بھیجنا مجھے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹائیگر نے فون پہ کہا۔ اور کال بند کر کے اس کا ہاتھ چھوڑا۔

"میں نے معافی مانگی نہ۔ آپ منع کریں نہ انہیں پلیز ٹائیگر۔ آپ جو کہیں گے ویسا

کروں گی۔ میں ہاتھ جوڑتی ہوں بھائی کو کچھ نہ کریں پلیز۔"

نمل نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر سنے بغیر بیڈ پہ جا کر بیٹھ گیا۔

"تمہیں سبق سکھانا ضروری ہے جانم۔"

ٹائیگر نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ نمل اس کے پاس آئی اور بیڈ سے نیچے بیٹھ گئی۔

"پلیز ایسامت کریں۔ میں ہاتھ جوڑتی ہوں پیر پڑتی ہوں آپ کے پلیز ایسامت

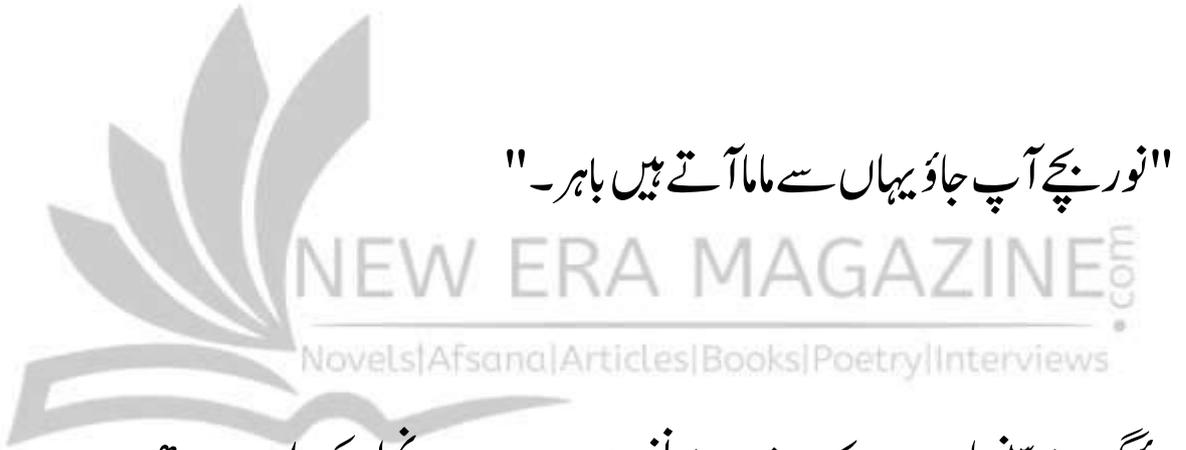
کریں۔"

نمل نے اس کے پیروں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے ٹائیگر کچھ کہتا نور کمرے

میں داخل ہوئی۔ نور نے حیرت سے ٹائیگر کو دیکھا پھر نمل کو۔

"ماما؟ یہ سب کیا؟ یہ تو پری ہیں نہ؟ ماما یہ یہاں ایسے۔"

نور نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو نور کو دیکھ کر گھبرا یا تھا وہ نہیں چاہتا تھا نور
نمل سے اس طرح ملے۔



"نور بچے آپ جاؤ یہاں سے ماما آتے ہیں باہر۔"

ٹائیگر نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ نور نے نفی میں سر ہلایا اور نمل کی طرف بڑھی۔

"ماما یہ کیوں رو رہی ہیں؟ اور آپ نیچے کیوں بیٹھی ہیں اٹھیں یہاں بیٹھیں۔"

نور نے نمل کو زمین سے اٹھا کر بیڈ پہ بٹھایا۔

"بچے جاؤ یہاں سے آپ۔"

ٹائیگر نے نور کو بھیجنا چاہا۔ لیکن نمل نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ جو پہلے ہی نہیں جانا چاہتی
خود بھی نمل کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"ماما بتائیں مجھے یہ کیوں رو رہی ہیں؟ بلکہ چھوڑیں آپ۔ آپ بتائیں کیا ہوا ہے ماما نے
کچھ کہا ہے؟"

نور نے پہلے ٹائیگر سے پوچھا پھر نمل سے۔

"نور بچے۔ میری جان میں بتادوں گا سب۔ فلحال اتنا سمجھ لیں انہیں اپنے پیرینٹس یاد
آ رہے ہیں۔"

ٹائیگر نے نور کو ٹالا۔ نمل تو اس لڑکی کو حیرت سے دیکھ رہی تھی جس نے ٹائیگر کو بو کھلا دیا تھا۔

"ہیں؟ ان کے پیرینٹس کہاں ہیں پھر؟ آپ جائیں مل لیں ان سے۔"

وہ نور ہی کیا جو سیدھی بات سمجھ جائے۔ ابھی بھی اس نے وہی کہا۔

"وہ اصل میں بچے۔ نمل کے بابا سے مجھ سے شادی نہیں کرنے دے رہے تھے تو یہ

گھر سے بھاگ آئی ہے۔"

اس سے پہلے نمل شروع ہوتی ٹائیگر نے نور سے جھوٹ کہا۔ نمل نے حیرت سے

ٹائیگر کو دیکھا جو اس کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔

"ہا ایسا کیوں کیا آپ کے بابا نے؟ ماما میں کیا برائی ہے؟ اتنے اچھے تو ہیں کیرنگ ہیں اتنے۔"

نور نے نمل کی طرف دیکھ کر حیرت سے کہا۔ نمل کو یہ چھوٹی سی نور بڑی پیاری لگی تھی۔ اگر جو اس کو اپنے ماما کی حقیقت پتہ ہوتی۔ نمل نے ایسا سوچا صرف کہا نہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا گڑیا اب جاؤ یہاں سے آپ۔ نمل کو آرام کرنا ہے۔"

ٹائیگر نے نور کو بھگا یا۔ جو برے منہ بناتی اٹھ گئی۔

"تم کہاں جا رہی ہو؟"

ٹائیگر نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ نمل جو نور کے پیچھے جا رہی تھی۔ نمل نے ہاتھ چھڑوانا چاہا لیکن ٹائیگر نے گرفت مضبوط کر دی۔

"چھوڑیں۔"



نمل نے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے کہا۔

"چھوڑنے کے لئے تھوری نہ پکڑا ہے۔"

ٹائیگر نے اسے بیڈ پہ بٹھاتے ہوئے کہا۔ خود بھی اس سے فاصلے پہ بیٹھ گیا۔ اور موبائیل نکال کر اسے چند بار ٹچ کیا تو ایک ویڈیو کھلی۔ جہاں ہادی حدید کے گھر سے نکل رہا تھا۔ ویڈیو میں ہادی کی بیٹھ تھی۔ لیکن نمل اپنے بھائی کو پہچان گئی تھی۔

"بھائی۔"

نمل نے ٹائیگر کے ہاتھ سے موبائیل لینا چاہا۔ لیکن ٹائیگر نے دور کر دیا۔

"پلیز پلیز مت کریں ایسا۔ آپ جو کہیں گے میں وہی کروں گی۔ پلیز بھائی کو جانے دیں
منع کریں ان کو۔ آپ۔ آپ پلیز روکیں یہ سب۔ پلیز ٹائیگر۔"

نمل روتے ہوئے کہنے لگی۔ ٹائیگر نے موبائیل لاک کر دیا اور اس کی طرف دیکھا۔

"ٹھیک ہے منع کر دوں گا۔ مگر ایک شرط ہے۔"

ٹائیگر نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کک۔ کیا شرط۔ مجھے منظور ہے سب۔ پلیز آپ روکیں ان لوگوں کو۔"

نمل نے روتے ہوئے کہا۔



"بولو تم صرف میری ہو۔"

ٹائیگر نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر کہا۔ نمل نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"بولو نہ۔"

ٹائیگر نے اس کے سامنے چٹکی بجائی۔

"میں۔ میں صرف آپ کی ہوں۔ (میں مر کر بھی آپ کی نہیں ہوں گی۔)

نمل نے اس اپنے دونوں ہاتھ آپس میں رگڑتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر مسکرایا نمل نے
اسے دیکھا سے وہ اس وقت زہر لگ رہا تھا۔

"ہممم گڈ۔ تم نہ بھی کہتی تو تمہیں میرا ہی رہنا تھا۔ اگر میری نہیں تو میں تمہیں کسی اور
کا ہونے بھی نہیں دوں گا۔"

ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تو منع کریں ان لوگوں۔"

نمل کے آنسوؤں پھر سے بہنے لگے۔

"اچھا کر دیتا ہوں۔"

ٹائیگر نے موبائیل اٹھایا اور ایک نمبر ڈائیل کر کے موبائیل کان سے لگایا۔

"کام ہو گیا؟"

دوسری طرف سے کچھ کہا گیا۔

"اچھا ایک کام کرو زیادہ نقصان نہ ہو بس ایک آدھ ہڈی ٹوٹنی چاہیے۔ اور ہاں دھیان سے اگر کسی کو مجھ پہ شک ہو تو تمہاری ساری ہڈیاں میں خود توڑوں گا۔"

سامنے والے کی بات سن کر ٹائیگر نے کہا۔ نمل نے حیرت سے اسے دیکھا۔ لیکن وہ اس کی طرف دیکھے بغیر وہاں سے چلا گیا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کیا۔ نمل رونے لگی یہ زندگی اسے کہاں لے آئی تھی۔ کیوں ہو رہا تھا اس کے ساتھ یہ سب اس نے تو کبھی کسی کا برا نہیں چاہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں ٹھیک ہوں یار واجد۔"

حدید کے گھر سے نکل کر وہ اپنے گھر جا رہا تھا جب ایک گاڑی نے اس کی بائیک کو ٹکرا

ماری اور چلے گئے۔ اب وہ ہسپتال میں تھا لاکھ منع کرنے کے باوجود واجد اسے ہسپتال لے آیا تھا۔

"ہادی کس نے کہا تھا بائیک پہ آؤ؟"

واجد نے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے کہا۔



"یار مجھے کیا پتہ تھا یہ ہو جائے گا۔"

ہادی نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کی ایک ٹانگ پہ پلاسٹر بندھا تھا اور ایک بازو پہ بھی پلاسٹر تھا۔

"میں ڈاکٹر سے بات کر لوں پھر چلتے ہیں۔"

واجد نے کہا اور چلا گیا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ٹائیگر کا حشر کر دے۔ اسے پتہ تھا یہ سب اس نے کیا ہے نمل کو ڈرانے کے لئے۔ ڈاکٹر سے بات کر کے وہ ہادی کو گھر چھوڑ کر ٹائیگر کی طرف جانا تھا اسے۔



"ہادی بھائی یہ کیا؟"

وہ دونوں جیسے اندر داخل ہوئے کچن سے نکلتی فجر نے پوچھا۔واجد نے اس کی طرف دیکھا۔ ایک ہی وقت میں کوئی اتنا خوبصورت اور اتنا معصوم کیسے لگ سکتا تھا۔

"کچھ نہیں بچے۔ بس چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔"

ہادی نے فجر سے کہا اور لاؤنج میں رکھے تھری سیٹر پہ لیٹ گیا۔

"اللہ خیر؟ کیا ہو گیا بیٹا؟"



NEW ERA MAGAZINE.COM

شازیہ بیگم نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

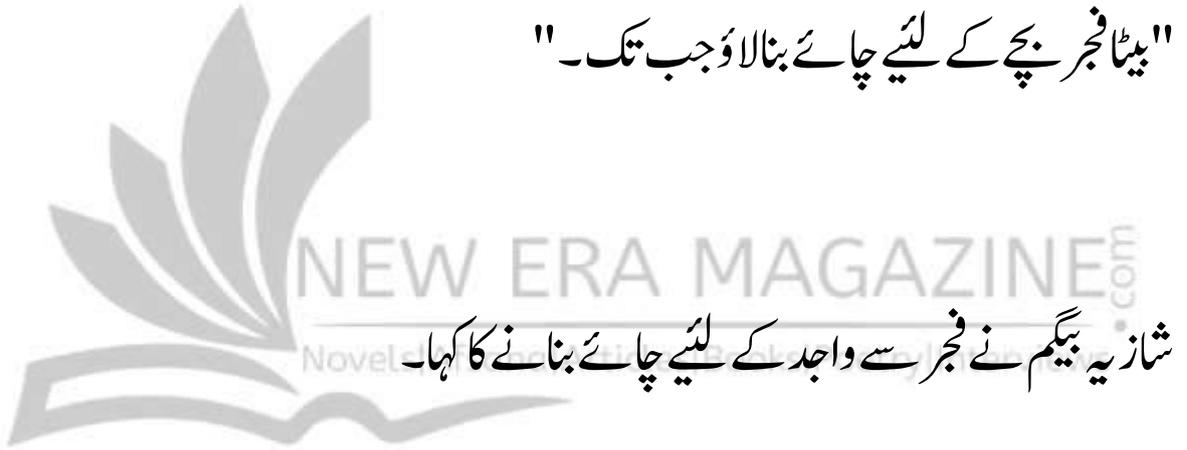
"آنٹی فکر نہ کریں۔ چھوٹا سا ایکسیڈنٹ تھا۔ اب یہ ٹھیک ہے۔"

واجد نے شازیہ بیگم سے کہا۔

"کتتی بار کہا ہے دھیان رکھا کرو۔ لیکن نہیں میری سنتا کون ہے۔"

شازیہ بیگم نے ہادی کی پٹی کو ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹا فجر بچے کے لئے چائے بنا لاؤ جب تک۔"



شازیہ بیگم نے فجر سے واجد کے لئے چائے بنانے کا کہا۔

"ارے نہیں آئی چائے نہیں پیوں گا۔ بس ایک گلاس پانی پلا دیں۔"

واجد نے فجر کو اٹھتے دیکھ کر چائے سے منع کیا۔ فجر پانی لینے چلی گئی۔

"یہ لیس بھائی۔"

واجد جو موبائیل میں مصروف تھا۔ اس کی آواز سن کر سر اٹھایا۔ اس کے بھائی کہنے سے
واجد کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ اس سے پانی لیتے ہوئے ایک ہی سانس میں پی گیا۔

"ہادی میں چلتا ہوں خیال رکھنا اپنا۔ آئی اس کو یہاں سے ہلنے نہ دینا آپ۔"



واجد نے جاتے ہوئے کہا ایک نظر فجر پہ ڈالی اور باہر چلا گیا۔

"نور سمجھنے کی کوشش کرو بچے۔ نکاح کرنا ضروری تھا اس وقت۔ پر اس ر سیشن

دھوم دھام سے ہوگا۔ جو چاہو گی وہی ہوگا گڑیا۔"

ٹائنگر نور کو منار ہاتھا۔ جو اس کے نکاح کا سن کر منہ پھلا کے بیٹھی تھی۔

"نور بچے آپ دو منٹ جائیں یہاں سے آپ کے ماما کی کلاس لینا ہے میں نے۔"



واجد نے نور کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"نمل کہاں ہے؟"

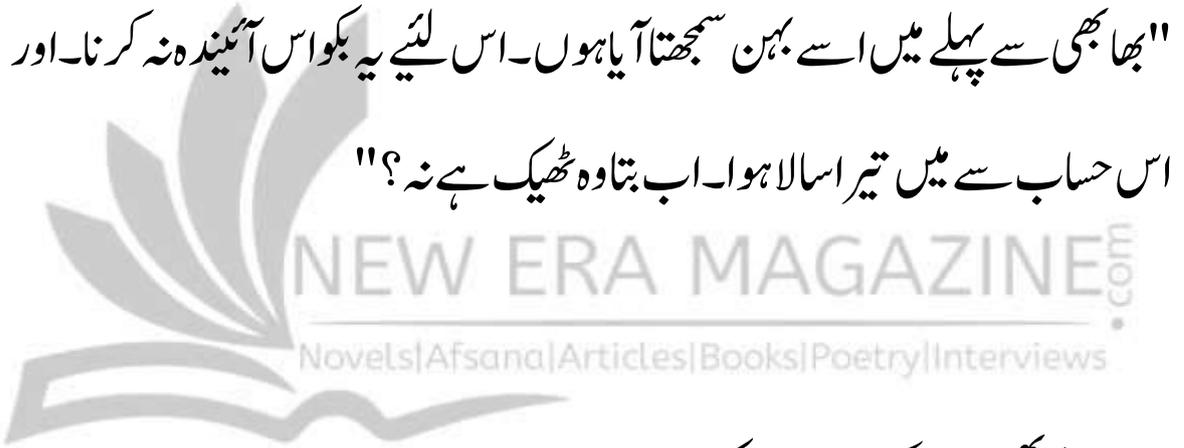
واجد نے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کمرے میں ہے۔ اور یہ نمل کیا ہے بھابھی بول اسے۔"

ٹائیگر نے سکون سے کہا۔

"بھابھی سے پہلے میں اسے بہن سمجھتا آیا ہوں۔ اس لئے یہ بکو اس آئیندہ نہ کرنا۔ اور

اس حساب سے میں تیرا سالہوا۔ اب بتا وہ ٹھیک ہے نہ؟"



واجد نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔

"ہاں سالے صاحب وہ ٹھیک ہے۔ بس عقل سے پیدل ہے تیری بہن۔ مجھ سے

مقابلہ کرنے چلی تھی۔"

تائیگر نے اپنی گردن دائیں بائیں ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس نے کال کی تھی ہادی کو؟"

واجد نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ اس کی نظر ٹائیگر کے گال پہ پڑی جہاں نمل کی انگلیوں کے نشان موجود تھے۔ (تھپڑ زور سے مارا تھا نمل نے اس لئے نشان پڑ گیا۔)



"یہ؟ یہ؟ یہ گال پہ کیا ہوا ہے؟"

واجد نے اس کا چہرہ اپکڑ کر پوچھا۔

"یہ تیری بہن کے کام ہیں۔"

ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ واجد کی ہنسی چھوٹی اور وہ ہنستا چلا گیا۔ ٹائیگر نے اسے گھورا تو اس نے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔

"سوری سوری۔ پر یار سیر نیسلی؟ یہ چھوٹی نے؟ دیکھ لے پھر کہا تھا نہ ہادی کی بہن ہے آخر۔"



واجد نے اپنی ہنسی پہ قابو ہاتے ہوئے کہا۔

"پوری شیرنی ہے وہ یار۔ بات بات پہ دھمکیوں پہ اتر آتی ہے۔ کبھی گریبان پکڑ لیتی ہے آج تو تھپڑ مار دیا۔ ہے وہ اتنی سی پر تھپڑ بہت زور کا مارا ہے اس نے۔"

ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ واجد پھر ہنسا پھر اسے کچھ یاد آیا وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"ہادی کے ساتھ تم نے کیا یہ سب؟"

واجد نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"میرا تو ارادہ کچھ اور تھا بس نمل کی خاطر اتنا سا کر دیا۔ نمل کو ڈرانے کے لئے کیا تھا۔ سنا ہے تو اس کے ساتھ تھا زیادہ نقصان نہیں ہونے دیا اس کا۔"

ٹائیگر نے بڑے سکون سے کہا تھا۔ اس سے پہلے واجد کچھ کہتا نمل واجد کو دیکھ کر اس تک آئی۔

"واجد بھائی۔ ہادی بھائی ٹھیک ہیں؟ کیسے ہیں وہ انہیں کچھ ہوا تو نہیں؟"

واجد کے سامنے آتے ہوئے نمل بولی۔

"چھوٹی وہ ٹھیک ہے بلکل۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ہوں ہادی کے ساتھ
اسے کچھ نہیں ہوگا۔"



واجد نے نمل سے کہا۔ اسے نمل پہ ترس اور ٹانگیں پرہ غصہ بیک وقت آیا۔

"ماما؟ وہ کیسی ہیں؟ بابا وہ ٹھیک ہیں؟"

نمل نے اس سے گھر والوں کا پوچھا۔

"سب ٹھیک ہیں بچے۔ میں وہیں سے آ رہا ہوں۔ آنٹی کے ساتھ آپ کی فرینڈ ہوتی ہیں
حدید کی بہن۔"

واجد نے اس کی تسلی کے لئے فجر کا بھی ذکر کر دیا۔

"بھائی مجھے یاد کرتے ہیں؟"



اس کے سوال پہ واجد کے سامنے ہادی کا چہرہ اگھوما۔ جو مر جھا گیا تھا نمل کے جانے
سے۔

"بہت زیادہ۔ آپ کو ہادی کیسے بھول سکتا ہے۔ اس کی بیٹی ہونا آپ۔ پتہ ہے نمل بچے
وہ کہتا ہے میری نمل بہت بہادر ہے۔ آپ واقعی بہادر ہیں بہت۔ میں آپ سے وعدہ
کرتا ہوں بچے میں آپ کو آپ کے بھائی سے ضرور ملواؤں گا۔"

واجد نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ یہ بات اگر ٹائیگر کی موجودگی میں کہتا تو
واجد زندہ نہ ہوتا۔

"سچ؟"

نمل نے آنکھوں میں امید لئیے اس سے پوچھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتا ٹائیگر جو فون
سننے باہر گیا تھا اندر آ گیا۔ نمل خاموش ہو گئی واید بھی خاموش ہو گیا۔

"شہنواز؟ گاڑی نالوفاری ٹھیک نہیں ہے اس کے پاس جانا ہے۔"

ٹائیگر نے شہنواز سے کہا۔

"کیا ہوا فاری کو؟"

واجد بھی پریشان ہو گیا۔ اسے فاری بلکل بہنوں کی طرح عزیز تھی۔

"بس وہی جو ہمیشہ ہوتا ہے۔ بس ایک بار وہ بلیک بیئر ہاتھ لگے دیکھنا اس دن فاری بلکل ٹھیک ہو جائے گی۔"

ٹائیگر نمل کی موجودگی فراموش کر چکا تھا۔ نمل ان دونوں کو نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔

"انشاء اللہ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔"

واجد نے دل سے دعادی۔ شہنواز نے اسے گاڑی کا بتایا تو ٹائیگر چلا گیا وواجد بھی اس کے ساتھ چلا گیا۔ نمل پیچھے سے حیران بیٹھی رہی۔

"کون ہے فاری؟ اور بلیک بیئر کون ہے؟ کیا راز ہے آخر یہ؟"

"فاری کہاں ہے؟"

ٹائیگر نے گھر میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ فارینہ کی نرس نے اوپر کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

"اوپر ہیں سر۔ انہوں نے خود کو بند کر دیا ہے کمرے میں۔ ان کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نرس نے اسے مزید تفصیل بتائی۔ ٹائیگر اوپر چلا گیا۔

"چھوٹی دروازہ کھولو پلیز۔ دیکھو بھائی آگئے ہیں فاری۔"

ٹائیگر نے دروازہ ناک کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اسے معلوم تھا وہ دروازہ نہیں کھولے گی۔ اس نے جیب سے چابی نکال کر دروازہ کھولا۔ جہاں فارینہ گھڑی بنی بیٹھی کانپ تھی۔ نظریں غیر مرئی نقطے پہ ٹکائے بکھرے بالوں سے آنکھوں سے آنسوؤں تو اترا بہہ رہے تھے۔ ٹائیگر کو دیکھ کر وہ خود میں مزید سمٹ گئی۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر ٹائیگر کا

دل کٹ رہا تھا۔ اس کا بس چلتا وہ اسے اس دنیا سے یہاں کے لوگوں سے چھپا لیتا۔

"ریلیکس گڑیا۔ میں ہوں تمہارا بھائی۔ ادھر دیکھو فاری میری طرف۔"

ٹائیگر اس کے پاس بیٹھتا ہوا بولا۔ فارینہ نے اس کی طرف دیکھا اس کے چہرے پہ ہاتھ پھیرنے لگی۔ جیسے تصدیق کر رہی ہو یہ واقعی اس کا بھائی ہے۔

"بھائی۔ بھائی مجھ بچالیں۔ (ہچکی) وہ آرہا ہے میرے پاس۔ پلیز مجھے بچالیں۔ بھائی مجھے

بہت گندا (ہچکی) لگ رہا ہے اپنا وجود۔ بھائی بابا۔ (ہچکی) انہوں نے یقین نہیں کیا مجھ

پہ۔ بھائی میں بری نہیں ہوں میں نہیں بد کردار۔"

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

فارینہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ روتے ہوئے اس کی ہچکی بندھ گئی تھی۔

"ریلیکس گڑیا۔ میں ہوں نہ آپ کے ساتھ۔ دیکھو یہاں کوئی نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے

تم بری نہیں ہو۔ تم بری ہو ہی نہیں سکتی میری فاری تو بہت معصوم ہے۔ بھائی ہے

یہاں کہیں نہیں جا رہا میں۔ تمہارے پاس ہوں۔"

ٹائیگر نے اسے خود میں بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کی اپنی آنکھیں بھی نم تھیں۔ یہ حال وہ

پچھلے پانچ سال سے دیکھتا آرہا تھا اس کا۔ دنیا کے لئیے فارینہ مر گئی تھی اس لئیے وہ اسے

اپنے پرانے گھر جہاں ان کا بچپن گزرا تھا وہاں رکھا ہوا تھا۔ لیکن اب وہ اسے یہاں نہیں رکھ سکتا تھا۔ دنیا گئی بھاڑ میں وہ اسے لے جائے گا اپنے ساتھ۔ اپنے گھر جہاں وہ ہر وقت اس کی نظروں کے سامنے ہوگی۔

"میری جان بس اب آپ نے نہیں رونا۔ میرے ساتھ چلو گی؟ میرے گھر؟ بجو کے پاس؟"

ٹائیگر نے اس کے انسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ اس کے بال سنوارے اس سے پوچھ رہا تھا۔ بس اب بہت دور رکھ لیا اسے خود سے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہاں وہ نہیں آئیں گے؟"

وہی خوف اس کی آنکھوں میں بلکورے لینے لگا۔

"نہیں میری جان کوئی بھی میری پرنسس کے پاس نہیں آئے گا۔"

ٹائیگر نے اس کو اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور نیچے لے آیا جہاں واجدان کا منتظر تھا۔ واجد کو دیکھ کر فارینہ ٹائیگر کے پیچھے ہونے لگی۔

"ریلیکس پرنسس۔ یہ میرا دوست ہے واجد اور یہ پولیس والا ہے۔ ہم دونوں مل کر

اپنی پرنس کی حفاظت کریں گے۔ ہے نہ واجد؟"

ٹائیگر نے فارینہ کو آگے کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں بلکل گڑیا۔ میں آپ کا بڑا بھائی ہوں۔ آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں کسی

سے۔"

واجد نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"آج سے تمہاری چھٹی۔ تمہارا حساب شہنواز کلیر کر دے گا۔"

ٹائیگر نے نرس سے کہا۔ اور فارینہ کو لے کر چلا گیا۔ شازینہ کو اس نے میسج کر دیا تھا۔

"پھوپھو کون آرہا ہے؟"

نور نے گھر میں ہلچل دیکھتے ہوئے کہا۔ نمل بھی آوازیں سن کر کمرے سے باہر آگئی

تھی۔

"نور بچے آپ کی چھوٹی پھوپھو آرہی ہیں۔"

شازینہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ملازموں کو ہدایت دینے لگی۔

"چھوٹی پھوپھو؟ مطلب فاری پھوپھو؟"

نور نے خوشی سے چمکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں بچے وہی۔ آپ کو یاد ہیں وہ؟"

شازینہ نے نور سے پوچھا۔

"لیں کیوں یاد نہیں ہوں گی۔ میرے ساتھ اتنا کھیلتی تھیں وہ جب بھی آپ کے گھر آتی

تھی۔ پھر تو وہ چلی گئی باہر ملک اب آرہی ہیں پانچ سال بعد۔ اب کھیلوں گی ان کے

ساتھ میں بہت سارا۔"

نور نے اپنا بچپن یاد کرواتے ہوئے کہا۔ جب وہ شازینہ اور ارحم کے پاس رہتی تھی۔

(ٹائیکر جب اسے اٹھالایا تھا شازینہ اور ارحم کی شادی کو چند سال ہو چکے تھے۔) جب

فارینہ کے ساتھ واقع پیش آیا نور اس وقت تیرہ سال کی تھی اس لئے اسے کہا گیا تھا

فارینہ ملک سے باہر گئی ہے۔

"بی بی جی چھوٹی بی بی آگئی۔"

فاخرہ مائی نے لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ سب نے داخلی دروازے کی طرف دیکھا۔ جہاں واجد اور ٹائیگر کے ساتھ ایک اکیس بائیس سالادری سہمی سی لڑکی اندر آرہی تھی۔ جس نے ٹائیگر کا ہاتھ سختی سے پکڑ رکھا تھا۔

"چھوٹی۔"

شازینہ اس سے ملنے کے لئے آگے بڑھی۔ فارینہ ڈر کر دور ہوئی۔

"دور۔ مجھے ہاتھ مت لگائیں پلیز میں بری نہیں ہوں۔ بھائی یہ لوگ ان سے بچائیں

مجھے بھائی۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فارینہ چلانے لگی۔ شازینہ وہیں رک گئی تھی۔ نور اور نمل حیرت سے یہ سب دیکھ رہی تھیں۔ یہ کیا ہو رہا تھا ان دونوں کو سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

"شش گڑیا۔ یہ بچو ہیں۔ ہماری بچو۔ اور یہ زرنور ہے نہ تمہاری بھتیجی۔ میری بیٹی۔ اور

یہ نمل ہے گڑیا میری بیوی۔ اچھا آؤ تمہیں تمہارا کمرہ دکھاؤں۔"

ٹائیگر نے اس کا چہرہ اتھامتے ہوئے کہا۔ اور اسے اوپر کمرے میں کے گیا۔ نمل نے

حیرت سے نور کو دیکھا۔ ٹائیگر نے کہا اس کی بیٹی ہے۔ تو کیا ٹائیگر شادی شدہ ہے؟

"پھو پھو فاری پھو پھو کو کیا ہوا ہے؟"

نور نے ٹائیگر اور فارینہ کے جاتے ہی پوچھا۔ شازینہ نے اسے دیکھا اور پھیکا سا مسکرائی۔

"بیٹا آپ کو یاد ہے نہ وہ علاج کے لیئے گئی تھی باہر۔ تو ان کی یادداشت کا مسئلہ ہے چندا

اور کچھ نہیں ہوا۔"

شازینہ نے نور سے جھوٹ بولا۔ اور اٹھ کر چلی گئی۔

"ارے نمل آپ۔ چلیں ہم لوگ میرے کمرے میں چلتے ہیں۔"

نور نے نمل کو دیکھ کر کہا۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے میں لے گئی۔

"ایک بات پوچھوں؟"

نمل نے نور کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"پوچھیں۔"

نور نے اپنا سر لپٹاپ سے اٹھاتے ہوئے کہا۔

"آپ ٹائیگر کی بیٹی ہیں؟"

نمل کی بات پہ نور نے اسے دیکھا اور پھیکا مسکرائی۔

"ہوں بھی۔ اور نہیں بھی ہوں۔"

نور نے لیپ ٹاپ بند کیا اور دوسری طرف رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟ میں سمجھی نہیں۔"

نمل نے نہ سمجھی سے کہا۔

"میں سمجھاتی ہوں۔ اصل میں ماما کو یہ لگتا ہے میں نہیں جانتی میں ان کی بیٹی نہیں

ہوں۔ پر میں جانتی ہوں انہوں نے مجھے ایک جنگل سے اٹھایا تھا۔"

نور نے پھیکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔ نمل نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"پلیز نمل یہ بات انہیں مت بتائیے گا۔ ایک دن میں نے شازینہ پھوپھو اور حم چاچو اور

ماما کو بات کرتے سنا تھا۔ وہ لوگ ماما سے کہہ رہے تھے کہ مجھے سچ بتادیں۔ ماما نے منع

کر دیا ان کو ڈر تھا وہ مجھے کھو دیں گے۔ مجھے بہت دکھ ہوا تھا یہ سن کر کہ میں ان کی بیٹی

نہیں ہوں۔ نمل لیکن ان کی اتنی بے لوث محبت دیکھ کر میں خاموش ہو گئی۔ میں

انہیں ماما سی لئیے کہتی ہوں کیونکہ انہوں نے مجھے ماں باپ دونوں کا پیار دیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں نمل ماما اچھے آدمی نہیں ہیں۔ پر میں نہیں مانتی ماما اتنے اچھے ہیں اتنا خیال رکھتے میرا۔ نمل میں نے انہیں بہت تنگ کیا ہے لیکن وہ کبھی مجھ سے تنگ نہیں آئے۔ نہ ہی مجھے کبھی بے جا ڈانٹا ہے پر جب غصہ کرتے ہیں تو یہ بھی نہیں دیکھتے کہ سامنے میں ہوں شازی پھوپھو ہیں ار حم چاچو یا واجد چاچو بس وہ غصہ نکال دیتے ہیں۔ سوائے فاری پھوپھو کے۔ مجھے کبھی یہ فیمل نہیں ہونے دیا ان لوگوں نے کہ میں ان کا خون نہیں۔ میں شکر کرتی ہوں کہ ان لوگوں نے جن کی میں اولاد تھی مجھے پھینک دیا کیونکہ میری قدر وہ نہ کرتے جن لوگوں نے بوجھ سمجھ کر پھینک دیا۔ اتنا پیار کبھی نہ ملتا مجھے اپنے اصل ماں باپ کے گھر بھی جتنا یہاں ملا۔"

نور ہنستے ہنستے رو دی۔ نمل نے اس کو گلے لگایا۔

"شششش روتے نہیں ہیں نور۔ آپ تو بہت بریو ہیں نہ۔ جو ہو اس میں اللہ پاک کی کوئی مصالحت ہوگی۔ وہ اپنی اتنی پیاری بندی کی ناقدری نہیں ہونے دے سکتے تھے۔ اسی لئیے انہوں نے آپ کو آپ کے ماما سے ملوایا۔ اب نہیں رونا آپ نے مسکراتی ہوئی اچھی لگتی ہیں آپ۔ چلیں مسکرا کر دکھائیں۔"

نمل نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ تو نور مسکرا دی نمل نے اس کو اپنی
 گود میں لٹا دیا۔ اور سوچنے لگی اس کا غم کتنا بڑا تھا۔ نمل نے ایک عمر گزاری ہے اپنے
 ماں باپ کی چھاؤں میں۔ لیکن پھر بھی وہ شکوہ کر رہی تھی اور نور وہ اس سے چھوٹی تھی
 لیکن اس کے منہ سے آج اس نے شکر سنا۔
 (دنیا میں کتنا غم ہے میرا غم کتنا کم ہے۔)

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 "تم یہاں؟"
 ٹائنگر نور کے کمرے میں داخل ہوا تو نمل دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔

"جی وہ نور لے کر آئی تھی۔"

نمل نے نور کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔
 "اچھا ہوا تم اس کے ساتھ تھی۔ فاری کو دیکھ کر پریشان ہو گئی ہوگی میں اسی لئے اسے
 دیکھنے آیا تھا۔ تھینک یو نمل نور کے ساتھ ہونے کے لئے۔"
 ٹائنگر نے نور کا سر اس کی گود سے نکال کر تکیے پہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"میرا فرض تھا۔"

توقع کے برعکس جواب آیا۔

"ہم تمہیں پتہ ہے ہمیشہ نور کو خود سنبھالا میں نے جب بھی یہ پریشان ہوتی تھی۔ لیکن آج تم نے اسے سنبھال کر احساس دلایا مجھے کہ اب صرف میں نہیں تم بھی ہو جو اس کا خیال رکھ سکتی ہے۔ یہ میرے لئے میری پوری زندگی ہے نمل۔"

ٹائیگر نے نور کے اوپر کمر ٹرڈالتے ہوئے کہا۔ نمل نے اسے دیکھا اسے ہمیشہ لگتا تھا جس طرح ہادی اس کا خیال رکھتا ہے اس طرح کوئی نہیں رکھ سکتا تھا۔ لیکن آج ٹائیگر کو دیکھ کر احساس ہوا صرف ہادی نہیں اور بھی ایسے بہت سے لوگ ہیں جو اپنی بہن بیٹیوں کا خیال اسی طرح رکھتے ہیں۔

"چلو کمرے میں چلتے ہیں رات بہت ہو گئی ہے۔"

ٹائیگر نے نمل سے کہا۔ نمل نے اس کی آنکھیں دیکھی جو لال انگارہ ہو رہی تھی۔ کچھ کہے بغیر وہ اٹھی اور اس کے پیچھے چل دی۔ ٹائیگر اپنے کمرے میں آیا نمل بھی اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوئی۔

"میں کہاں سوؤں گی؟"

نمل نے آنکھوں میں الجھن لئیے پوچھا۔ ٹائیگر نے اس کا ہاتھ پکڑا اور بیڈ پہ بٹھایا۔

"یہاں پہ۔"

"لیکن۔"

"پلیز نمل میں آج کوئی بحث سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ میرے سر میں شدید درد

ہے چپ کر کے سو جاؤ کھا نہیں جاؤں گا۔"

نمل کے کچھ بولنے سے پہلے ٹائیگر نے کہا اور خود بھی بیڈ کی دوسری طرف چلا گیا۔ بیڈ

پہ بیٹھ کر اس نے سر نمل کی گود میں رکھ لیا۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے بالوں میں چلانے

لگا۔

"نمل آپ کی کہتی تھی شادی کر لو تمہاری بے سکونی ختم ہو جائے گی۔ میں ہنستا تھا بھلا

شادی کے بعد بھی سکون آتا ہے کیا۔ لیکن آج احساس ہوا ہے وہ ٹھیک کہتی تھی۔ آج

میں بہت بے سکون تھا فاری کی حالت دیکھ کر پھر نور کا ڈرا لگ تھا۔ لیکن یہاں تمہاری

گود میں سر رکھ کر لیٹنے سے ساری بے چینی بے سکونی ختم ہو گئی۔ میرے بس میں ہوتا

تو اس لمحے کو کہیں قید کر لیتا ساری زندگی اسی طرح گزار لیتا۔"

اس نے نمل کا ہاتھ آنکھوں سے لگاتے ہوئے کہا۔

"نمل میں بہت تکلیف میں ہوں۔ فاری کی وجہ سے دعا کرنا میں اس کا بدلہ لے کر پھر

مروں۔ مجھے نیند نہیں آتی رات کو وہ خوفناک رات مجھے سونے نہیں دیتی۔ میں کمزور

نہیں تھا میرے باپ نے مجھے بے بس کر دیا تھا۔ نمل وہ رات مجھے جینے نہیں دیتی۔

فاری کو دیکھ کر تم نے سوچا ہو گا یہ کون ہے اور اس کی یہ حالت۔ نمل فاری میری

معصوم بہن ہے ہمارے گھر کا لاڈلا بچہ۔ میری اور شازی آپنی کی جان بستی ہے اس میں۔

میرے باپ کی ایک غلطی نے اس کو اس حال تک پہنچایا ہے۔ پچھلے پانچ سالوں سے وہ

اس حال میں وجہ ہمارا اپنا باپ ہے۔ نہ وہ اس عورت دے شادی کرتا نہ اس عورت کے

خبیث شیطان صفت بھائی میری پھول سی بہن کو نوچ کھاتے۔"

نمل کو اپنی گودیہ ٹائیگر کے آنسو گرتے ہوئے محسوس ہوئے۔ اس نے اس کی

طرف دیکھا جس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

"کک؟ کیا ہوا تھا فاری کے ساتھ؟"

نمل نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے پوچھا۔ وہ کمزور ہر گز نہیں تھا بس اس کے دل کا بوجھ بڑھ چکا تھا جسے وہ کسی کے ساتھ بانٹنا چاہتا تھا۔ نمل کے پوچھنے پہ وہ اٹھا اور اس کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔ آنسو اس کا چہرا بھگور رہے تھے۔

"میں نور کو لے کر شازی اور ارحم کے ساتھ گیا تھا گھومنے۔ nothern areas

فاری کے ان دنوں ایگزامز تھے وہ ہمارے ساتھ نہیں آسکی۔ ان دنوں بابا نے اسے اپنے پاس بلا لیا بابا نے ماما کی ڈیبتھ کے بعد دوسری شادی کر لی تھی۔ ماما کی ڈیبتھ فاری کی پیدائیش کے وقت ہوئی تھی۔ تب سے شازی آپنی نے ہمیں ماں بن پالا ہے۔ بابا کی دوسری شادی کے بعد ہم ان سے الگ رہتے تھے کیونکہ اس عورت کی ہم سے بنتی نہیں تھی۔ گھر پہ کوئی نہیں تھا اس لئے بابا نے کہا فاری کو اس کی طرف چھوڑ دیں نہ چاہتے ہوئے بھی ہم اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ فاری نے بہت ضد کی اسے نہیں جانا وہاں۔ پندرہ سولہ سال کی تھی وہ جب بابا کی بیوی کے بھائیوں نے چھوٹی کے ساتھ زیادتی کی۔ نمل میری چھوٹی بہت معصوم ہے۔ بہت زیادہ میں نے اسے زمانے کی گرم ہوا تک نہیں لگنے دی تھی۔ اس کے ساتھ ان حیوانوں نے نمل پندرہ سال کی معصوم بچی۔"

ٹائیگر نے اسے بتانا شروع کیا۔ وہ بات جس کو وہ کئی سالوں سے دبا کر بیٹھا تھا۔ آج نمل کے سامنے اسے دہرا رہا تھا۔

ماضی

"بھائی آپ لوگ واپس آجائیں پلیز۔"

فاری نے پچھلے کچھ دنوں سے بس ایک ہی رٹ لگائے رکھی تھی۔ بھائی آجائیں آپ لوگ جلدی آئیں کئی بار کال پہ رونے لگ جاتی تھی۔ ٹائیگر اور شازی نے دھیان نہیں دیا تھا ان کو لگان دونوں کو مس کر رہی بس اور کچھ نہیں۔

"فاری کل آجائیں گے پراس۔"

ٹائیگر نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ لوگ بس پہنچنے والے تھے۔

"ٹھیک ہے مت آئیں۔ میں نہیں کروں گی بات آپ سے اور بجوسے۔"

غصے سے کہتے ہوئے اس نے کال بند کر دی۔ کمرے کا دروازہ ناک ہوا۔ فارینہ نے خوف سے دروازے کو دیکھا۔



اس کی سوتیلی ماں کی آواز آئی۔ وہ ڈرتی ہوئی دروازے تک پہنچی اور دروازہ کھول دیا۔ اس عورت کے پیچھے اس کا باپ بھی کھڑا غصے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"بتا اپنے باپ کو کیا گل کھلا رہی ہے تو میرے بھائیوں کے ساتھ۔"

اس عورت نے فاری کو تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

"بابا ایسا کچھ۔"

فاری نے کچھ بولنے کے لئے لب کھولے لیکن اس کے باپ نے اسے تھپڑ مارا تھپڑ اتنا زوردار تھا وہ نیچے زمین پہ گر گئی۔

"کیا کہہ رہی ہے تمہاری ماں؟ اس لئے تمہیں یہاں بلا یا میں نے ارے وہ تو مرد ہیں کر سکتے ہیں کچھ بھی۔ تمہیں شرم نہ آئی اپنی عمر دیکھی ہے تم نے؟"

اس کا باپ اسے مارتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اس نے اس عورت کے ہاتھ سے بیلٹ لیا اور فاری نے کومارنے لگا۔

"بابا نہیں۔ بابا درد ہو رہا ہے۔"

فارینہ درد سے بلبل اٹھی وہ چلانے لگی۔ نیچے ٹائیگر اور شازینہ جو اسے لینے آئے تھے اس کی آواز سن کر اوپر بھاگے۔



"چھوٹی؟"

ٹائیگر دروازے پہ پہنچ کر چیخا۔ اس سے پہلے وہ آگے بڑھتا اس کی ماں کے بھائیوں نے اسے پکڑ لیا۔

"بابا یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔"

شازینہ نے اگے بڑھ کر کہا۔ شازینہ کو اس عورت نے پکڑ لیا۔

"بھائی۔ بچو۔ میں بری نہیں ہوں۔ بابا کو منع۔"



فارینہ نے ان دونوں کو دیکھ کر روتے ہوئے کہا۔

"چپ ہو جا بد کردار لڑکی۔ ارے یہ کیا بچائیں گے تمہیں۔ تم لوگوں کو پتہ ہے یہ تم لوگوں کی لاڈلی میرے معصوم بھائیوں کو پھنسا رہی تھی۔ یہ تو میں نے دیکھ لیا ورنہ تو توبہ توبہ۔ عمر دیکھ اپنی بے حیا اور کام دیکھ۔"

وہ عورت زہر خند لہجے میں بولی۔ ان کے باپ نے ایک زوردار بیلٹ کھینچ کر اسے مارا۔

"یہ تربیت کی ہے تم لوگوں نے اس کی۔"

ایک اور بیلٹ اسے مار کر ان دونوں سے پوچھا۔ ٹائیگر خود کو ان دونوں سے چھڑوانے میں لگا ہوا تھا۔ شازینہ بھی اس عورت کی گرفت سے آزاد ہونے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بابا بس کر دیں خدا کا واسطہ ہے۔ چھوٹی بچی ہے وہ کیا کہہ رہے ہیں آپ یہ۔ چھوڑو مجھے۔"

ٹائیگر نے اپنے آپ کو چھڑواتے ہوئے کہا۔ لیکن وہ اکیلا کیا کر سکتا تھا۔

"چھوٹی بچی نے کیسے ہماری راتیں رنگین کی ہیں تمہیں نہیں پتہ۔"

اس عورت کے بڑے بھائی نے کہا۔ ٹائیگر اور شازینہ نے ان لوگوں کو دیکھا۔ فارینہ کا رونا اس کا ان لوگوں کو جلدی آنے کا کہنا۔ اس کا ڈر جانا وہ سب اس وجہ سے تھا۔ خدا جانے کیا ہوا تھا ان کی چھوٹی کے ساتھ۔

"بکو اس بند کرو۔ چھوٹی تم بتاؤ کیا ہوا ہے گڑیا؟"



ٹائیگر نے فارینہ سے پوچھا۔ جو یک ٹک اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی۔

"بھائی میں۔ (ہچکی) بری نہیں ہوں۔ یہ سب جب آپ لوگ گئے تھے (ہچکی) نہ اس رات یہ سب میرے کمرے میں آئے بھائی (ہچکی) ان لوگوں کا ٹچ بیڈ تھا۔ میں نے منع کیا بھائی۔ میرے منہ پہ (ہچکی) ٹیپ لگادی ان لوگوں نے۔ اور"

فاری کی بات سن کر ٹائیگر کا دل کیا وہاں موجود سب لوگوں کو آگ لگا دے۔ خود کو بھی وہ کیوں گیا سے چھوڑ کر کیوں اس عورت کے حوالے کر گیا۔

"اے لڑکی جھوٹ کیوں بول رہی ہے۔ باجی آپ جانتی ہیں نہ یہ راضی تھی خود۔"



"اس کا کیا کرنا ہے اب؟"

اسی آدمی نے ان کے باپ سے پوچھا۔

"جو دل میں آتا ہے کرو۔ میری طرف سے یہ مر گئی۔"

اس کے باپ نے ایک تنفر بھری نظر اس پہ ڈالی اور چلا گیا۔ اس عورت کے بھائی ہنسنے
خباثت بھری ہنسی۔

"بھائی پلیز۔ پچالیں مجھے بجو بابا پلیز میں بری نہیں ہوں۔ بھائی مجھے گندا لگتا ہے۔"

فارینہ کو وہ کمرے سے باہر لے جانے لگا وہ روتے ہوئے ایک ہی بات کہہ رہی تھی۔

"چھوڑو میری بہن کو۔"

"چھوڑ دو مجھے۔"

"بجو بھائی۔ اللہ جی بچالیں اللہ جی پلیز۔"

وہ تینوں رو رہے تھے۔ ٹائیگر خود کو چھڑوانے کی سر توڑ کوشش کر رہا تھا۔ اس کے مقابلے وہ دونوں کافی مضبوط تھے۔ فارینہ کی چیخیں نیچے سے آنے لگی۔ وہ دونوں آدمی ٹائیگر کو کھینچتے ہوئے نیچے لے آئے۔ شازینہ کو اس عورت نے بالوں سے گھسیٹا۔ نیچے کا منظر دیکھ کر ٹائیگر کا دل کیا زمین پھٹ جائے وہ اس میں سما جائے۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(قیامت کیوں نہیں آتی اس وقت جب یہ انسانی کھال اوڑھے بھیڑے معصوم سی کلیوں کو نوچتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں غلط و کٹم کو ہی سمجھا جاتا ہے آخر کیوں؟ کیوں جب کہیں کسی کی عزت کا یہ حوس پجاری جنازہ نکالتے تب زمین کیوں نہیں پھٹتی؟ آسمان کیوں نہیں گرتا؟ آخر کب تک ہوا کی بیٹی حوس کے ہجاریوں سے ہارتی رہیں گی؟)

ٹائیگر سے اپنی گڑیا کی چیخیں برداشت نہیں ہوئی۔ اس باروی خود کو چھڑانے میں کامیاب رہا اور ان میں سے ایک آدمی سے گن چھین کر اس آدمی کو شوٹ کیا جو اس کی چھوٹی کونوچ رہا تھا۔ شازینہ نے بھی خود خواہ عورت سے چھڑوایا اور دیوار پہ لٹکی گن اٹھا کر اپنی طرف آنے والے آدمی کو شوٹ کیا۔ ٹائیگر فارینہ کی طرف بڑھا۔ لیکن اس عورت کا دوسرا بھائی اس کے راستے میں آیا۔ فضاء میں ایک اور گولی کی آواز گونجی شازینہ نے اس آدمی کو شوٹ کیا۔ شازینہ کی طرف بڑھنے والے کو ٹائیگر نے شوٹ کیا۔ یہ وہ آخری مرد تھا جس نے فارینہ کے ساتھ غلط کیا۔ اب بچ گئی تھی وہ عورت شازینہ نے اس عورت کو بھی شوٹ کیا۔ اور بھاگتی ہوئی فارینہ کے پاس آئی جو حواس کھو چکی تھی۔ اس کی نبز بھی دھیمی چل رہی تھی۔ شازینہ نے اپنی چادر اس پہ ڈالی۔

"ٹائیگر اس کی سانس۔"

شازینہ نے روتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے فون نکالا اور ار حم اور واجد کو بلایا۔ ان دونوں کے علاوہ وہ کسی پہ بھروسہ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ دونوں بھی بجلی کی رفتار سے وہاں پہنچے

تھے۔

"کیا ہو گیا ٹائیگر تم نے کال کی۔؟"

ان دونوں نے آتے ہی سوال کیا۔ لیکن ارد گرد کا ماحول دیکھ کر وہ دونوں پریشان ہو گئے۔



"یہ سب؟ فاری کو کیا ہوا۔ ٹائیگر بتاتا کیوں نہیں؟"

ارحم نے اس کی طرف دیکھا جو بس فارینہ کو دیکھے جا رہا تھا۔

"اس کی سانسیں رک رہی ہیں۔ ارحم اس کو ہسپتال لے جائیں۔"

شازینہ نے روتے ہوئے کہا۔ ارحم اس کی طرف بڑھا اور اس کی نبز ٹٹولی۔

"ٹائیگر اٹھو ہوش کرو۔ بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے؟"



واجد ٹائیگر کے سامنے زمین پہ بیٹھتا ہوا بولا۔

"سب برباد ہو گیا۔ ان حیوانوں نے میری گڑیا کو نوچ ڈالا۔ اور میں کچھ نہ کر سکا دیکھ

اس کو کیا حال کر دیا ہے میری گڑیا کا۔"

ٹائیگر نے اتنا کہا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ روتوار حم اور واجد بھی رہے تھے۔ یہ سب

کچھ کیسے ہو گیا وہ تینوں تو ایک خوشحال خاندان تھے۔ ایک دوسرے میں جان بستی تھی

ان سب کی۔

"ارحم اسے ہسپتال لے جاؤ خدا کا واسطہ ہے۔"

شازینہ کی آواز پہ وہ تینوں اس کی طرف متوجہ ہوئے۔



ٹائیگر نے بے بسی سے کہا۔

"تو بے فکر ہو جا۔ چھوٹی کو لے جا ہسپتال میں کرتا ہوں یہاں کا بندوبست۔ ارحم یہ گنز

لے جا اپنے ساتھ۔"

واجد نے ٹائیگر کو اٹھاتے ہوئے کہا۔ تو وہ اٹھا اور فارینہ کو ہسپتال لے گیا۔ اسے نہیں تھا پتہ اور حم اور واجد نے کیسے سب کلیر کیا کیسے ان لاشوں کو دفن کیا بس وہ اس وقت صرف فارینہ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اسے نہیں تھا پتہ وہ لوٹے گا تو ایک قیامت اس کے انتظار میں ہوگی۔ اس رات ٹائیگر بھاگا جنم ہوا۔ شازینہ کا کیا اس نے اپنے سر لے لیا چونکہ واجد اور ار حم نے سارے ثبوت ختم کر دیئے تھے جس وجہ سے کسی کو پتہ نہیں چلا تھا اس رات کیا ہوا۔ اس کا باپ ایک دن ان کے گھر آیا۔

"میں ایک ہی بار پوچھوں گا۔ کیا کیا تم نے اپنے ماں اور اس نے بھائیوں کے ساتھ۔"

ٹائیگر گھر میں داخل ہوا جب سامنے اسے اپنا باپ بیٹھا نظر آیا۔ اسے دیکھ کے اس کے باپ نے اس سے پوچھا۔

"ماں نہیں ہے وہ عورت میری۔ جاننا چاہو گے کیا کیا ان کے ساتھ؟ مار دیا میں نے ان چاروں کو۔ اپنے ہاتھوں سے مارا ہے ان چاروں کو۔ کاش تم بھی اس وقت میرے سامنے ہوتے پانچواں قتل تمہارا کرتا میں۔"

ٹائیگر نے نفرت سے کہا۔

"تم نے ان چاروں کو مار ڈالا۔ تمہیں کیا لگتا ہے تم بچ جاؤ گے۔ میں ابھی پولیس کو بلاتا ہوں میری بیوی کو مار ڈالا تم نے۔"

اس کے باپ نے موبائیل نکالتے ہوئے کہا۔

"بلائیں ضرور بلائیں۔ آخر انہیں بھی تو پتہ چلے کہ جس بلیک بیئر کے پیچھے وہ لوگ ہیں۔ وہ میرے سامنے کھڑا مجھے دھمکا رہا ہے۔ کرو فون کرو نہ رک کیوں گئے۔ کیا لگا

آپ کو بابا؟ مجھے نہیں پتہ آپ کیا کرتے ہیں۔ آپ کیا کرتے پھر رہے ہیں۔ وہ ڈائمنڈز جو اس وقت آپ کے گھر میں پڑے ہیں کیا لگتا آپ کو میں نہیں جانتا ان کے بارے میں۔ کیسے آئے ہیں یہ کون لایا ہے۔ کیا لگتا آپ کو میں پولیس سے ڈرتا ہوں۔ بلکل نہیں ڈرتے آپ جیسے لوگ ہیں میں دنیا کے سامنے سینہ تان کے کہوں گا۔ میں نے اپنی چھوٹی کے مجرموں کو مارا ہے۔ مجھے موقع ملا تو پھر سے وہی کروں گا۔ آج سے میرے ہوتے ہوئے کسی لڑکی ہی عزت پہ ہاتھ ڈالنے والوں کا حال یہی ہو گا جو ان کا ہوا ہے اور جواب تمہارا ہو گا۔"



ٹائیگر نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔

"تم۔ تمہیں کیسے پتہ میں بلیک۔"

"مجھے بہت کچھ پتہ ہے۔ یہ بھی کہ آپ کا ایک اور بیٹا ہے جس کو آپ ٹھکرا چکے ہیں۔"

شہیر نام ہے نہ اس کا؟ پتہ ہے وہ بھوکے شیر کی طرح آپ کی تاک میں بیٹھا ہے۔ اسے یہ موقع میں دوں گا لیکن ابھی نہیں۔ آج میں اپنی چھوٹی کودنا کر آیا ہوں اس لئے آج میرے منہ مت لگو تم۔ جس دن تم میرے سامنے آئے سمجھ جانا وہ دن آخری ہوگا تمہارا۔"

ٹائیگر کا لہجہ سرد تھا۔ بلیک بیئر کے چہرے کا رنگ بدلا۔



"کک؟ کیا ہوا؟ فاری کو وہ کہاں ہے؟"

بلیک بیئر نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"مرگئی وہ۔ زخموں کا تاب نہ لاسکی۔ پتہ ہے جو زخم ان حیوانوں نے دیئے اسے شاید وہ سہ لیتی بابا۔ لیکن جو زخم آپ نے آپ کی بے اعتباری نے آپ کے لفظوں نے دیئے

اس سے مری ہے وہ۔ ان ہاتھوں سے اسے دفن آیا ہوں جن ہاتھوں سے اسے چلنا سکھایا
میں نے بابا۔ ساری زندگی وہ آپ کی پیار بھری نظر کی منتظر تھی آپ نے کیا کیا؟ اسے
مارڈالا؟ اپنے بیٹی کو مارڈالا بلکل اسی طرح جب طرح ماما کو مارا تھا۔ آج سے آپ کا ہم
دونوں سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ مر گئے ہمارے لئے ایک قبر آپ کی بھی کھود آیا
ہوں قبرستان میں۔ جہاں آپ سے جڑا ہر تعلق دفن کر آیا ہوں۔"

ٹائیگر کی آنکھ سے آنسوؤں نکلا جسے اس نے بے دردی سے صاف کیا۔ اپنے باپ کی
طرف دیکھے بغیر الٹے قدموں پلٹ گیا۔

آزان کی آواز سے ٹائیگر ماضی کے تلخ سفر سے واپس آیا۔ نمل کا چہرہ آنسوؤں سے تر
تھا۔

"شہیر کون ہے؟"

نمل نے ٹائیگر کی طرف دیکھ کر کہا۔ جو ایسے لگ رہا تھا صدیوں کی مسافت طے کر آیا ہے۔

"میرا سوتیلا بھائی۔ جو اس وقت میجر ہے آج کل ہاشم کے پیچھے ہے۔ ساتھ ہی بلیک بیئر کی تلاش میں ہے۔ اس کا پتہ مجھے مل چکا ہے۔ جلد ہی اسے شہیر کے حوالے کروں گا۔"

ٹائیگر نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اسے۔ اسے پتہ ہے آپ اس کے بھائی؟ آپ کا اصل نام کیا ہے؟"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نمل نے الجھ کر پوچھا۔

"ہاں اسے پتہ ہے۔ اسے میں نے ہی مدد دی یہاں تک پہنچانے میں۔ میرے انڈر کام کرتا ہے وہ۔ میں بھی اسی کی طرح ہوں بس دنیا کی نظروں میں گنڈا ہوں اور ہاں مجھ سے نام ہے میرا۔ اور کوئی سوال نہیں جانم۔"

ٹائیگر نے اپنا سر اس کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔ نمل چپ ہو گئی اتنا سب کچھ اتنا ظلم کوئی کیسے کر سکتا۔ اس نے ٹائیگر کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"نمل میری جان رونا بند کرو۔ میں نے اسی لئے نہیں بتایا تھا کہ تم رونا لگو۔ بس ایک بات کہوں گا میری فاری کی مدد کرو۔ اسے سنبھالنے میں میری مدد کرو۔ کرو گی نہ؟"

اس کے آنسوؤں ٹائیگر نے اپنی انگلیوں کی پوروں سے صاف کیئے اور اس کا ہاتھ آنکھوں سے لگا کر اپنے ہونٹوں سے لگاتے ہوئے پوچھا۔

"ضرور۔"

نمل نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔



Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جاری ہے۔۔

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی

ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ

کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے

ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات

کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین